رُموزِ مقطّعاتُ

اور



عملیّات کے بُنیادی اصُولُ

رموزِ مقطّعات

اور

عملیات کے بنیادی اصول

حروفِ مقطعات کی مکمل تحقیق ● حضرات مفسرین، محدثین اور اسلاف کے حقیقت افروز اقوال ● مقطعات میں اسمِ اعظم کا روشن امکان ● کتبِ سابقہ توراۃ، انجیل وغیرہ میں مقطعات کا استعمال ● مقطعات کے فوائد و اثرات ● عملیات میں مقطعات کا اہم مقام اور ان کے عجیب و غریب خواص ● مقطعات کے نادر و نایاب اور کامیاب نقوش اور ان کے استعمال کے صحیح طریقے ● عملیات سے متعلق آسان اور مفید بحثیں ● مؤلف کے حالاتِ زندگی اور ان کے متعدد اکابر کا تذکرہ

حضرت مولانا شاہ محمد حفظ الرحمن صاحب مہتمم مدرسہ جامعہ شریفیہ دہلی
نبیرہ قطبِ عالم، عارف باللہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مہاجر مدنی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 021-2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : ۲٦۷ صفحات

……… ملنے کے پتے ………

بیت القرآن اردو بازار کراچی	ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت العلوم ۲٦ نابھہ روڈ لاہور	ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد	مکتبہ سید احمد شہید " اردو بازار لاہور
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی	مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور	مکتبہ رحمانیہ ۱۸ اردو بازار لاہور

انتساب

قطبِ عالم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کی روح مقدس کے نام جن کا فیضان آج بھی دارالعلوم دیوبند کی شکل میں جاری ہے اور جن کے روحانی تصرفات نے علمی و عملی دائروں میں احقر کی رہنمائی کی۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیمِ صبح تیری مہربانی

(حضرت مولانا شاہ محمد حفظ الرحمٰن صاحب)

فہرستِ مضامین

تمت بالخیر

تقاریظ و تاثرات

از فقیہ الملت حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب
صدر مفتی دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی نزل الفرقان وخلق الانسان وعلمہ البیان و علم ما لم یعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ وبعد

پیش نظر کتاب (رموزِ مقطعات) مؤلفہ حضرت مولانا شاہ حفظ الرحمٰن صاحب نبیرہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند کو جستہ جستہ دیکھنے کا شرف احقر کو بھی ہوا۔ ماشاء اللہ اس کتاب سے بہت سے نکتہائے غریبہ، عجیبہ منکشف ہوئے اور بہت سے مسائل وعلوم جو پردۂ خفا میں تھے۔ اس کتاب سے آشکارا و واضح ہوئے بڑی محنت وکاوش سے یہ کتاب مرتب ہوئی ہے۔ اس سے حضرت مؤلف کی وسعتِ علم اور وسعتِ مطالعہ کا اور بحرِ علوم میں کامیاب غواصی کا پتہ لگتا ہے۔

اردو زبان میں ایسی جامع کتاب اپنے موضوع پر اب تک نظر سے نہیں گذری تھی امید ہے کہ یہ کتاب عوام وخواص سب کے لئے بہت نافع اور مفید ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ مؤلف علام کو مزید تحقیق وتدقیق حق کی توفیق عطا فرمائیں۔
آمین یا رب العالمین۔

العبد نظام الدین صاحب
خادم دار الافتاء دار العلوم دیوبند
۷، محرم الحرام ۱۴۱۰ھ یوم پنجشنبہ

تقریظ

از استاذ محترم حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند برّاعظم ایشیا کا ایک عظیم دینی و علمی مرکز ہے جس کا فیضان روئے زمین پر دور تک پھیلا ہوا ہے خداوند قدوس کا صد ہزار بار شکر ہے کہ دارالعلوم کے فضلاء جہاں بھی ہیں مختلف انداز میں اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب صدیقی دیوبندی دارالعلوم کے ایک ہونہار فرزند ہیں۔ طالبعلمی ہی کے زمانہ سے ان میں یکسوئی، شرافت، محنت، اساتذہ کا ادب اور مسائل کی گہرائیوں تک پہنچنے کا عظیم جذبہ رہا ہے۔ ہمیشہ مطالعہ کر کے اسباق میں حاضر ہوتے تھے۔ پوری توجہ کے ساتھ اساتذہ کی تقریریں سنتے تھے اور پھر اپنی جماعت کے طلبہ کو کافی کافی دیر تک تکرار کراتے تھے، طلبہ میں ان کا ایک اچھا اور نمایاں مقام رہا ہے۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مولانا مختلف مدارس میں درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے اور پھر دہلی میں مدرسہ شریفیہ کی بنیاد رکھکر مستقل طور پر اس سے وابستہ ہوگئے اور آج تک مدرسہ کو حسن و خوبی کے ساتھ چلا رہے ہیں

مجھے کئی بار امتحان لینے کے سلسلے میں مولانا کے یہاں جانے کا اتفاق ہوا ہے ماشاء اللہ مدرسہ کا نظام ہر اعتبار سے بہت اچھا ہے۔ جس سے موصوف کی علمی صلاحیتوں کے ساتھ انتظامی صلاحیتوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

پیش نظر کتاب مولانا کی گراں قدر تالیف ہے۔ جسے میں نے بالاستیعاب پڑھا ہے۔ میرے نزدیک عملیات کے موضوع پر یہ ایک نہایت مفید اور شاندار کتاب ہے۔ عام طور سے معالجین اور عاملین اپنے تجربات دوسروں کو آسانی سے نہیں بتاتے۔ لیکن مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی یہ اہم خصوصیت ہے کہ انھوں نے اپنے قیمتی تجربات کو اپنی ذات تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ انتہائی فراخدلی سے کام لے کر دیانتداری کے ساتھ مذکورہ کتاب میں پیش کر دیا ہے۔ درحقیقت یہ بات مولانا کے مخلصانہ جذبات کی آئینہ دار ہے۔ اس کی جتنی بھی قدر کی جائے وہ کم ہے۔ میرے احساسات کے مطابق مولانا کا یہ عظیم کارنامہ ہے جسے اہل فہم کبھی فراموش نہیں کریں گے۔

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کا مزاج چونکہ طالب علمی ہی کے زمانہ سے بات کی گہرائی تک پہنچنے کا رہا ہے۔ اس لئے موصوف نے اپنے مزاج کے مطابق عملیات کی دنیا میں قدم رکھا تو گہرائیوں میں اترتے چلے گئے اور وہ نکات بیان کر دئے جو اسطرح کی کتابوں میں نہیں ملتے اور اگر ملتے ہیں تو اس وضاحت کے ساتھ نہیں ملتے۔ ایک تو مولانا کا مزاج، دوسرے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے آبائی نسبت، اس بہترین امتزاج کے نتیجہ میں جو شاہکار تیار ہوا وہ مذکورہ کتاب کی صورت میں آپ حضرات کے سامنے ہے۔

تعویذات اُن کے قواعد و شرائط اور حروفِ مقطعات سے ماخوذ عجیب و غریب نقوش کے علاوہ مقطعات اور ان کے مُضمرات سے متعلق اچھی اور علمی

بحث بھی کتاب میں موجود ہے۔ نیز اسمِ اعظم اور حروفِ مقطعات کے باہمی ربط و ضبط کے امکانی پہلوؤں پر بھی اچھے انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے جو حقیقت پسندی کی سمت میں ایک مثبت رجحان محسوس ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ جس کا بنیادی مقصد اگرچہ عبادات، معاملات، اخلاقیات کی اصلاح اور انسانوں کی انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی تک کے لیے ٹھوس اور حقیقی اصول و ضوابط ہیں جن پر صدقِ دلی کے ساتھ عمل کرنے کو دنیا و آخرت میں فلاح و بہبود کی ضمانت قرار دیا گیا ہے لیکن ہمارے اکابر نے ان حقائق کی تشریح و توضیح، ان پر عمل اور زندگی کے ہر شعبہ میں ان کے نفاذ پر پوری توجہ مبذول کرنے کے ساتھ قرآنی آیات کو تعویذات کی صورت میں مختلف النوع مقاصد کیلئے بھی استعمال کیا ہے اور ان کے فوائد بیان کئے ہیں۔ مختلف مقاصد میں شیاطین، جنات، نظرِ بد، سحر زدہ اور امراض میں مبتلا پریشان حال لوگوں کو فائدہ بہم پہنچانے کی کامیاب کوششیں کی ہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں قرآنی آیات پڑھ کر دم کرنے کے واقعات احادیث میں موجود ہیں۔

میری نگاہ میں زیرِ نظر کتاب ایک مفید ترین کتاب ہے۔ توقع ہے کہ عملیات سے دلچسپی رکھنے والے حضرات خصوصیت کے ساتھ اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ حق تعالیٰ مؤلف گرامی قدر کو جزائے خیر اور ان کی اس کتاب کو مقبولیت عطا فرمائے۔ آمین

احقر العبد
نصیر احمد عفی عنہ
۲۴ رمئی ۱۹۸۹ء

شیخ طریقت حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآنِ پاک کے متعلق فخرِ کائنات سرورِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے: "وَلَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ وَلَا یَخْلُقُ عَنْ کَثْرَۃِ الرَّدِّ" یعنی قرآن کے علوم اور عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے۔ ہمیشہ روزافزوں اور ترقی کرتے رہیں گے اور نہ قرآن شریف کثرتِ تلاوت کی وجہ سے پُرانا ہوگا۔ اس ارشادِ عالی کے دونوں جز کسی صداقتِ گواہ کے محتاج نہیں۔ قرآنِ پاک کی ہر وقت ہر لمحہ اور ہر آن تلاوت ہوتی رہتی ہے اور جس کو خدائے تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور اس کو قرآن سے سچا تعلق نصیب ہوجائے اس کا دل قرآنِ پاک کی تلاوت سے کبھی بھرتا نہیں جس قدر تلاوت کرتا ہے مزید تلاوت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور اس ارشادِ گرامی کے پہلے جزء کی تصدیق قرآنِ پاک کے معانی ومطالب، اس کی شرح وتفہیم اس کے حقائق ونکات اور اس کے محاسن وکمالات اور تہ در تہ اسرار ونکاتِ علمائے کرام کی تصنیفات کا وہ وسیع وکثیر سرمایہ ہے جو لاکھوں سے متجاوز ہے

قرآنی علوم ومباحث ان کی جزئیات وفروعات کی وضاحت وتفہیم اور ان علوم کی شاخ در شاخ تقسیم کا علم ایک بے حد وسیع علم بلکہ علوم وفنون کا ایک بحرِ بیکراں بن گیا ہے جس کے ضمنی موضوعات کی تعداد بھی سینکڑوں میں ہے۔ منجملہ اُن مباحث ومضامین کے بعض موضوعات ایسے بھی ہیں کہ جو اگرچہ فہمِ قرآن اور تفسیرِ قرآن سے براہِ راست متعلق ووابستہ نہیں لیکن علوم

قرآنی کے ضمن میں ان کا تذکرہ لابدی اور ضروری ہے۔ ایسے موضوعات میں ایک معروف و مقبول موضوع قرآنِ پاک کی مختلف آیات و کلمات کی ظاہری تاثیر اور مختلف ضروریات و مشکلات میں ان کا استعمال اور ان کے وہ بیش بہا اثرات و فوائد ہیں جن کا صدیوں سے متواتر مشاہدہ و تجربہ ہو رہا ہے۔ یہ تجربات و مشاہدات قدیم کتابوں، بزرگانِ دین کی بیاضوں اور مجربات کے مختلف مجموعوں میں درج تھا۔ مگر اردو میں ایسی کوئی کتاب غالباً موجود نہیں تھی جس میں ان چیزوں کو احتیاط سے یک جا کر دیا گیا ہو، جو کتابیں عملیات کے موضوع پر دستیاب ہیں۔ ان میں بعض گوشے نظر انداز ہو گئے ہیں۔ اور بعض گوشوں پر سیر حاصل معلومات کی کمی محسوس ہوتی ہے، ضرورت تھی کہ ایسی کوئی کتاب لکھی جاتی جو ان مباحث و نکات کی جامع ہوتی۔ اب مولانا حفظ الرحمٰن صاحب صدیقی دیوبندی کی عنایت و کرم فرمائی کی بدولت موصوف کی تالیف "رموزِ مقطعات اور عملیات کے بنیادی اصول" سے استفادہ کا موقع ملا، دیکھ کر طبیعت خوش ہوئی اور دل سے دعا نکلی، اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائیں اور قبولیتِ عامہ سے نوازیں۔ آمین۔

امید ہے اہلِ علم و ذوق اس کی پوری پوری پذیرائی فرمائیں گے۔ اور ان معلومات کی قدر کریں گے جو مولانا نے بڑی فیاضی سے اس کتاب میں جمع فرمادی ہیں۔ ان معلومات کا خصوصاً وہ حصہ جس میں مولانا نے نقوش کی مختلف ترکیبیں جمع کی ہیں اور ان کی ترتیب کا مفصل تجزیہ کیا ہے اس کتاب کا منفرد حصہ ہے۔ ایسی جامع اور مفصل معلومات بہت کم کتابوں میں دستیاب ہیں اور عام طور پر عاملین بھی ان کی افادیت سے ناآشنا اور ایسی باریک جزوی تحلیل و تفصیل سے بے خبر ہوتے ہیں

بہر حال ایک مرتبہ پھر دعا ہے کہ یہ مجموعہ جلد سے جلد شائع ہو کر مقبول ہو، اور اس سے صحیح طور پر استفادہ کیا جائے۔ آمین آمین یا رب العالمین۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

بندہ افتخار الحسن
کاندھلہ ضلع مظفر نگر
مورخہ ۲۸ر شوال المکرم ۱۴۰۹ھ

حضرت مولانا مفتی عبدالرحمن صاحب

قاضی شریعت دارالقضاء دہلی و مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امّا بعد!

میں بڑی مسرت محسوس کر رہا ہوں کہ آج مجھے مولانا حفظ الرحمن صاحب زادلطفہ کی کتاب "رموزِ مقطعات اور عملیات کے بنیادی اصول" پر چند سطریں لکھنے کا موقع مل رہا ہے۔

مولانا حفظ الرحمن صاحب دارالعلوم دیوبند کے ہونہار فرزند اور باصلاحیت عالمِ دین ہیں اور قرآنِ کریم کی تفسیر سے خاص شغف رکھتے ہیں۔ ان کی یہ تصنیف ان کی علمی صلاحیتوں کو اجاگر کر رہی ہے۔ مولانا موصوف نے اپنی اس تصنیف میں حروفِ مقطعات سے متعلق جو عمدہ بحثیں اور علمی نکات اور تفسیری اقوال پیش کئے ہیں، وہ ان کے عمیق علم اور وسیع مطالعہ اور گہرے فکر و تدبر پر دال ہیں۔

دراصل قرآنِ حکیم علوم و معارف کا انمول خزانہ ہے، ایک جامع اور مکمل نظامِ حیات ہے۔ اس میں وہ سب کچھ ہے جس کا انسان کسی نہ کسی حیثیت سے ضرورت مند ہے۔ یہ وہ بحرِ زخار ہے کہ اس کے کسی ایک پہلو میں ساری عمر غرق رہنے کے بعد بھی کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ اس کی آخری منزل تک پہنچ گیا ہے۔

قرآنِ کریم کا اصل مقصدِ نزول رہنمائی اور ہدایت ہے۔ قرآنِ حکیم کا ایک تعارف شفاء ورحمت بھی ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ اس لحاظ سے یہ انسانوں کی روحانی، جسمانی، ذہنی اور سماجی بیماریوں کا کامیاب علاج بھی ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ کی اُردو تفسیر "موضح قرآن" جس کو تمام اُردو تفاسیر میں اُمّ التفاسیر کا مقام حاصل ہے، ہمارے تمام اکابر واسلاف نے آج تک جس قدر قرآن کریم کے اُردو ترجمے اور تفسیریں لکھی ہیں ان میں تفسیر موضح قرآن کو اصل الاصول قرار دیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ شفاء ورحمۃ للمؤمنین کی تشریح وتفسیر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

روگ چنگے ہوں۔ دل کے شبہے اور شک مٹیں اور اس کی برکت سے بدن کے روگ بھی دفع ہوں۔ (سورۂ اسراء موضح قرآن)

حضرت شاہ صاحب کی نظر میں قرآن کا بیان کردہ لفظ "شفا" بڑا جامع لفظ ہے جس نے اپنے دامن میں صحتِ روحانی اور جسمانی سب کو سمیٹ لیا ہے۔

قرآنِ مجید حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کے تمام حروف والفاظ بابرکت ہیں۔ اور ان میں بلاشبہ خواص وتاثیرات پائی جاتی ہیں حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی تفسیر میں اُن کی وضاحت فرمائی ہے۔

قرآنِ کریم کی بعض سورتوں کا اس حیثیت سے استعمال صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ قرآنِ مبین کی سب سے پہلی سورت، سورۂ فاتحہ ہے۔ اس کے بارے میں مسلم شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ

ہم ایک سفر میں تھے۔ ہمارے پاس ایک لڑکی آئی۔ اس نے کہا کہ میرے

قبیلے کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ کیا تمہارے میں کوئی ایسا ہے
جو جھاڑ پھونک جانتا ہو"؟ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ میں اس
لڑکی کے ساتھ قبیلے کے سردار کے پاس پہنچا اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس
پر دم کر دیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ وہ بالکل صحت یاب ہو گیا۔ اس نے وعدے
کے مطابق ۳۰ بکریاں اور کچھ دودھ پیش کیا۔ جب ہم لوگ سفر
سے واپس آئے تو ہم نے اس مال کے سلسلے میں رسولِ اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے شرعی حکم دریافت کیا یعنی بکریاں اور دودھ لینا ہمارے
لئے جائز ہے یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ (پہلے یہ بتاؤ کہ) تمہیں یہ کیسے
معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ جھاڑ پھونک کی سورت ہے؟ وَمَا اَدْرَاكَ
اَنَّهَا رُقْيَةٌ۔ پھر فرمایا۔ اچھا جاؤ وہ سامان آپس میں تقسیم کر لو اور
اس میں میرا حصہ بھی لگاؤ"۔

بعض روایات میں ہے۔ الفاتحۃ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ سورۃ فاتحہ ہر مرض کیلئے
دوا ہے۔ قرآنِ کریم کی آخری سورتیں معوذتین ہیں۔ ان کے شانِ نزول میں جو
صحیح احادیث آئی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ

ایک یہودی جادوگر لبید ابن اعصم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا تھا
جس سے آپؐ کو نسیان کی شکایت ہو گئی تھی۔ ان اثرات کو دور کرنے کے لئے
معوذتین کا نزول ہوا۔ چنانچہ ان کو پڑھ کر دم کرنے سے سحر کے اثرات ختم ہو گئے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ اس کے بعد آپؐ نے معمول
بنا لیا تھا کہ رات کو سونے سے پہلے معوذتین پڑھ کر اپنے تمام بدن پر دم کر لیا
کرتے تھے۔ مرضِ وفات کی شدت میں، میں نے ان دونوں سورتوں کو
پڑھ کر آپؐ پر دم کیا ہے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے اس طرح کے عمل سے اس بات کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ قرآنِ حکیم کے حروف و الفاظ میں قوی تاثیرات موجود ہیں۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے جس میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء اور مشائخِ طریقت نے قرآنِ مجید کے اس پہلو پر بھی خاصی توجہ دی ہے۔ عملیات کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ اردو میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب "اعمالِ قرآنی" مشہور و مستند کتاب ہے۔

میری دعا ہے حق تعالیٰ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی اس تصنیف کو شرفِ قبولیت بخشے اور موصوف کو قرآنی خدمت کا بیش بہا صلہ عطا فرمائے اور اصحابِ ذوق اس سے استفادہ کرتے رہیں۔

عبد الرحمٰن غفرلہٗ
مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

باسمہٖ تعالیٰ

مقدمہ

حضرت مولانا کفیل احمد صاحب علوی اُستاذ دارالعلوم دیوبند

میں ذاتی طور پر مولانا حفظ الرحمٰن صاحب صدیقی سے واقف ہوں۔ میرا ادران کا طالبعلمی کا لمبا زمانہ ساتھ گذرا ہے۔ مولانا دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں۔ جناب حضرت مولانا قاری شریف صاحب کے صاحبزادے اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دیوبندیؒ کی اولاد میں ہیں۔ قدرت نے مولانا کو چمکتا ہوا دل اور جاگتا ہوا ذہن دیا ہے۔ وہ عزم وارادہ کے انتہائی پختہ انسان ہیں مشکلات سے کبھی نہیں گھبراتے۔ انھوں نے جب بھی کسی کام کا ارادہ کیا۔ اس کو تکمیل تک پہنچایا ہے کبھی کسی رکاوٹ کو، رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ بہم پہنچانا ان کا مزاج رہا ہے۔ ان کے تلامذہ کی تعداد بھی معمولی نہیں۔ ہندوستان، بنگلہ دیش اور پاکستان وغیرہ ممالک میں کثیر تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جو مختلف النوع انداز میں دین کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا نے عملیات کی دنیا میں قدم رکھا تو اپنی لگن، محنت وکاوش اور شب و روز جدوجہد کر کے بہت آگے تک پہنچ گئے۔ آج ان کے یہاں اہلِ حاجت کا زبردست رجوع ہے۔ صبح سے شام تک مختلف اغراض کے تحت لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ آنے والوں میں وہ بھی ہیں جو جبیث جنات وغیرہ کے ستائے ہوئے ہیں، اور وہ بھی جو سحر زدہ ہیں یا پریشانیوں کا شکار ہیں۔ مولانا سب کے لئے تعویذات دیتے ہیں اور خدا کے فضل وکرم سے بھی کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ "میں ایک عرصہ سے سخت پریشان تھا۔ گھر میں آئے دن اختلافات رہتے تھے۔ بے روزگاری نے الگ تنگ کر رکھا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ مولانا کوئی انگوٹھی دیتے ہیں جس کی برکت سے مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ میں نے مولانا کی خدمت میں پہنچکر عرض کیا۔ مولانا نے بہت

پریشان ہوں۔ بڑا کرم ہوگا مجھے بھی ایک انگوٹھی دیدیجئے۔ حضرت نے کچھ شرائط کے ساتھ ایک نقشین انگوٹھی دیدی۔ اس دن سے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے میں اپنی زندگی میں بڑی حد تک اطمینان محسوس کرتا ہوں۔" یہ تو ایک واقعہ ہے۔ جس کا ہمیں علم ہوگیا۔ نہ جانے اور کتنے واقعے اسی طرح کے ہوں گے۔

میں نے مولانا سے ایک مرتبہ کہا اور اصرار کے ساتھ کہا کہ مولانا عملیات کے سلسلے میں آپ کو کافی دست گاہ حاصل ہے۔ اس موضوع پر کوئی چھوٹی موٹی سی کتاب ضرور لکھ دیجئے۔ اس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ اس پر مولانا نے کہا۔ بھئی! آپ تو میری مصروفیات سے واقف ہیں۔ لوگ اتنا موقع کہاں دیتے ہیں کہ میں لکھنے پڑھنے کا کوئی کام کرسکوں۔ کتاب لکھنے کیلئے جس یکسوئی کی ضرورت ہے وہ حاصل نہیں ویسے اور حضرات کا بھی اصرار ہے کہ میں اس موضوع پر کچھ لکھوں۔ بہرحال میں کوشش کروں گا۔ کسی وقت موقع مل سکا تو ضرور لکھوں گا۔"

زیر نظر کتاب غالباً اسی پس منظر میں لکھی گئی ہے۔ کتاب اگرچہ اپنی ضخامت کے اعتبار سے تو بڑی نہیں ہے لیکن معنویت کے لحاظ سے انتہائی اہم اور وقیع ہے۔ اس میں قرآنی حروف مقطعات اور اسم اعظم کے متعلق بڑی اچھی بحث کی گئی ہے۔ ان کے رموز و اسرار کے سلسلے میں اکابر امت نے جو اہم مباحث اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ مولانا نے بہت احتیاط اور حسن و خوبی کیساتھ ان کا نچوڑ اور ماحصل اپنے اس رسالہ میں پیش کردیا ہے۔ انداز بیان آسان اور زبان شگفتہ استعمال کی گئی ہے۔ اہل علم حضرات کے علاوہ اردو داں طبقہ بھی پوری طرح مستفید ہوسکتا ہے۔ اکابرین نے مقطعات کے غالب اثرات کے پیش نظر حروف یا اعداد کے ذریعہ جو اہم نقش مرتب کئے ہیں اور اُن کے جو قیمتی فوائد لکھے ہیں مولانا نے انھیں بھی اس رسالہ میں تحریر کردیا ہے اسلئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ رسالہ ایک انتہائی مفید رسالہ ہے۔ علمی بحث اور اتنے آسان انداز میں درحقیقت یہ مولانا ہی کا کمال ہے۔ ورنہ بات اپنی جگہ بہت مشکل ہے۔ ایسے ہی موقع پر دریا کو کوزہ میں بند کردینے کی مثال پیش کیجاتی ہے۔ خدا اسے مقبولیت عطا فرمائے اور مولانا کو اتنی فرصت دے کہ وہ اور بھی کچھ لکھ سکیں آمین

کفیل احمد علوی ایڈیٹر آئینۂ دارالعلوم دیوبند
۱۸ر جنوری ۱۹۸۳ء

حرفِ آغاز

از- جناب حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب صدیقی

خدا کا شکر ہے اور صد ہزار بار شکر ہے کہ میں نے برسہا برس قرآنِ پاک کے ترجمہ و تفسیر کی خدمات انجام دی ہیں۔ اس سلسلے میں میری انتھک محنت اور دلچسپیوں کو دیکھتے ہوئے بعض مخلصین نے یہ فرمائش کی اور اس پر اصرار کیا کہ میں قرآنِ کریم کی مکمل تفسیر لکھوں، مکمل نہ سہی اپنے انداز میں خاص خاص سورتوں کی ہی تفسیر لکھ دوں۔ یہ نہ صرف میرے احباب و مخلصین کا اصرار تھا بلکہ خود میرے اندر پہلے سے اس مبارک کام کا تقاضا جنم لے رہا تھا۔ سوچتا تھا کہ اپنی بساط کے مطابق ایسی کوئی خدمت کر جاؤں جو اپنے لئے ذریعۂ نجات بن جائے بالفاظِ دیگر تفسیر کی جزوی ہی خدمت کر کے انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام درج کرانے کا مصداق بن جاؤں اور مفسرین کی صف میں چاہے وہ پچھلی ہی ہو۔ شامل ہو جاؤں۔

اس اہم کام کا کئی بار ارادہ کیا۔ مطمحِ نظر یہ تھا کہ کام کی نوعیت کچھ ایسی ہو کہ اس نوع پر اب تک کوئی مستقل کام نہ ہوا ہو اور وہ تفسیر قرآن سے ربط رکھتی ہو —— میرے بعض عزیز طلبہ کا تقاضا تھا کہ پارۂ عم کی تفسیر لکھ دوں۔ کافی غور و خوض کے بعد ذہن اسی طرف مائل ہو گیا۔ پارۂ عم کی نحوی ترکیب لکھی اور مکمل کر لی۔ اس کے بعد پارۂ الٓمٓ کی ترکیب شروع کی اور الحمد للہ وہ بھی پوری ہو گئی۔ علمی حلقہ کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ صرفی تحلیل اور نحوی ترکیب کے بغیر قرآن حکیم کو سمجھنے میں کیا کیا غلطیاں ہونے کے امکانات ہیں۔ میں نے اسی کے پیشِ نظر کام کیا۔ کیونکہ یہ بھی تفسیر ہی کی ایک خدمت ہے۔ سوچا تھا کہ پارہ الٓمٓ کے بعد سورۂ بقرہ کی ترکیب مکمل کروں گا مگر عجیب اتفاق پیش آیا۔ ایک رات خواب میں

دیکھا کہ میں اپنے آبائی وطن دیوبند میں ہوں اور قرآنِ پاک کی آیت هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ. کے بارے میں حضراتِ مفسرین کے اقوال میں ترجیحی قول کی تلاش ہے۔ اس سلسلے میں منتخب تفاسیر کے مطالعہ کی غرض سے کتب خانہ دارالعلوم کا قصد کیا۔ جیسے ہی دارالعلوم کے صدر دروازہ میں داخل ہوا تو سامنے دیکھا کہ کتب خانہ میں جانے کا الازینہ ہے میں زینہ پر چڑھنے ہی والا تھا کہ سامنے سے دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ، اساتذہ اور طلبہ دارالعلوم کے ساتھ تشریف لارہے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر ادب سے سلام کیا۔ حضرتِ والا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ارشاد فرمایا "مسئلہ حل ہے۔ اوپر جاکر مطالعہ کرلو۔ مگر زینہ کی سیڑھیاں گنتے ہوئے جانا۔

حضرت کی ہدایت کے مطابق میں سیڑھیاں شمار کرتے ہوئے اوپر چڑھنے لگا۔ آخری سیڑھی ۲۹ پر ختم ہوگئی اور کتب خانہ شروع ہوگیا۔ صبح آنکھ کھلی تو طبیعت میں ایک انشراحی کیفیت محسوس ہورہی تھی۔ لیکن کافی غور کرنے پر بھی کوئی خاص تعبیر سمجھ میں نہیں آئی۔ چند روز کے بعد دیوبند جانا ہوا دیوبند کے قیام میں اپنے بزرگوں کے مزارات پر حاضری میرا معمول ہے۔ اس مرتبہ جب حضرت مفتی عزیزالرحمٰن صاحب (خلیفۂ اول حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ) کے مزار پر حاضر ہوا تو حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اس خواب کی صحیح تعبیر سمجھ میں آجائے۔ قیام دیوبند ہی کے دوران استخارہ بھی کیا۔ الحمدللہ پوری طرح شرحِ صدر ہوگیا کہ ۲۹ کے عدد سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا لطیف اشارہ حروفِ مقطعات کی طرف تھا جن کی تعداد ۲۹ ہے اور جو قرآنِ مجید کی ۲۹ سورتوں کے اوائل میں مذکور ہیں اور مذکورہ بالا آیت کا بھی ان کے ساتھ پوری طرح جوڑ ہے۔ گویا حضرتؒ نے امر فرمایا ہے کہ کام حروفِ مقطعات پر کیا جائے۔

اگلے ہی دن سے میں نے اس موضوع سے متعلق وسیع تر معلومات کیلئے مطالعہ

شروع کر دیا اور حضراتِ مفسرین اور علمائے کرام نے اس سلسلے میں جس قدر مواد جمع کیا ہے اس کی روشنی میں ایک مقالہ تیار کر لیا جو پیشِ نظر کتاب کا باب اوّل ہے جس میں حروفِ مقطعات پر ایک تحقیق اور مفید کلام پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

دوسرے باب میں حروفِ مقطعات کی اجمالی حیثیت پر اولیاء اللہ کے مجربات کا بیان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر جو بہت اہم اور نازک ہے، مستقل کوئی کتاب مرتب نہیں ہوئی یا کم از کم تلاش کے باوجود میری نگاہ سے نہیں گذری۔ اور اس کی شدید ضرورت تھی۔

مجھے اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پوری طرح احساس بھی ہے اور اعتراف بھی۔ لیکن احباب کے اصرار، اندرونی تقاضے اور غائبانہ اشارے کی بدولت اور سب سے زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ توفیقِ خداوندی کی بدولت میں اس عظیم الشان موضوع پر لکھنے کی کچھ جسارت کر سکا ہوں۔ اربابِ نظر اور اہلِ علم سے گذارش ہے کہ وہ جہاں کہیں کوئی غلطی دیکھیں یا فروگذاشت محسوس کریں۔ اس سے مطلع فرمائیں۔ میں اس کے لئے تہِ دل سے مشکور ہوں گا۔

(مولانا) محمد حفظ الرحمٰن صدیقی

رموزِ کائنات

کائنات کی تخلیق سے قبل، خالقِ کائنات نامعلوم مدت تک خود ایک راز رہا۔ کائنات کی تخلیق اور اس کے امور مرتب و منظم کرنے کے بعد وہ ظہور پذیر تو ہوا لیکن ظاہر ہو کر بھی وہ ایک راز ہی رہا۔ اس کے ظہور کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ اس کی لامحدود وسعتوں میں پھیلی ہوئی مخلوق یہ بات جانتی ہے اور اس حقیقت کو پوری طرح سمجھتی ہے کہ اس کو پیدا کرنے والی ایک عظیم الشان ذات ہے۔ تمام زمینوں پر، تمام وسیع اور گہرے سمندروں پر، ہیبت ناک پہاڑوں پر، دریاؤں اور ہواؤں پر، چاند، سورج اور ستاروں پر اسی کی اور صرف اسی کی حقیقی اور مضبوط حکومت ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے ذرہ سے لے کر بڑے سے بڑے سیارے تک سب اسی کی دسترس میں ہیں۔ اسی کی مضبوط گرفت میں ہیں۔ کسی کی مجال نہیں جو اس کے حکم سے ذرا سی سرتابی کر سکے یہ تو ہے اس کا ظہور۔ اور اس کے راز ہونے یا مخفی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر شدتِ ظہور کے باوجود کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے؟ کیسا ہے؟ اور کس طرح ہے؟

مری نگاہِ حقیقت شناس حیراں ہے۔ وہ سامنے بھی ہے لیکن نظر نہیں آتا صرف ذاتِ حق ہی ایک راز نہیں ہے بلکہ اس کی پیدا کی ہوئی ہر چیز راز در راز ہے۔ پوری کائنات رازوں سے بھری ہوئی ہے۔ خود انسان پر غور کیجیے۔ اس کی ذات میں کس قدر سربستہ راز موجود ہیں روح انسانی جسم میں موجود ہے۔ اور درحقیقت وہی اس کے اعلیٰ فکر و احساس، فہم و شعور اور تمام صفاتِ کمالیہ کا سرچشمہ ہے۔ مگر

اس کے باوجود یہ اسے نہیں سمجھ پایا اور نہ اس سے شعوری طور پر کوئی ربط قائم کرسکا۔ انسان اپنے روزِ اوّل سے مسلسل رازوں کی کھوج میں سرگرداں ہے۔ اور بلاشبہ اس نے زمین کے کچھ راز اپنی محنت کے نتیجہ میں پا بھی لئے ہیں۔ تاہم بے شمار راز ایسے ہیں جو آج تک بھی اس کی نگاہِ تجسس کی گرفت میں نہیں آسکے۔

انسان پر خدا کی عنایات

بلاشبہ انسان پر حق تعالیٰ کی خصوصی عنایت رہی ہے اور رہے گی۔ مالکِ ارض وسماوات نے اسے اپنی عظیم الشان نیابت کے اعزاز سے نوازا ہے۔ ضرورت کی حد تک اپنی صفات میں سے بھی اسے بہت کچھ عطا کیا ہے۔ صفتِ علم دی ہے۔ صفتِ رحم وغضب دی ہے۔ صفتِ تصرف بخشی ہے۔ وہ عجیب وغریب صلاحیتیں عطا کی ہیں جو دوسری مخلوقات کو حتیٰ کہ حضراتِ ملائکہ علیہم السّلام کو بھی مجموعی طور پر نہیں بخشی گئیں۔ یہ فی الحقیقت انسان کا بہت بڑا شرف ہے، اعزاز ہے جسے عام طور پر انسان اپنی نالائقی اور بے راہ روی کی وجہ سے محسوس نہیں کرتا۔

کائنات کے کچھ ضروری راز حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انبیاء علیہم السّلام کے ذریعہ منکشف کرادئے ہیں۔ اور کچھ انسانوں کے اپنے تجسس اور جدوجہد پر چھوڑ دیئے ہیں اور غور وفکر کی دعوت دے کر صحیح سمتوں کی طرف رہنمائی کردی گئی ہے۔ کائنات کے کچھ رموز ایسے بھی ہیں اور کچھ نہیں بلکہ بہت سے ایسے ہیں جہاں تک انسانی فکر وفہم کی رسائی ممکن نہیں۔

قرآنِ کریم کا اعجاز

قرآنِ کریم حق تعالیٰ کا کلام ہے جسے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم امی ہیں۔ آپؐ کو کسی کے رُوبرو زانوئے تلمذ طے نہیں کرنا پڑا۔ آپؐ کی قوم میں تعلیم یافتہ لوگ موجود ہیں۔ نازک خیال ادیب موجود ہیں۔ بلند پایہ شاعر اور اعلیٰ درجہ

کے خطیب موجود ہیں۔ وہ سب قرآنِ کریم کی معجزانہ آیات سُن کر حیران ہیں۔ محبوبِ ربّ العٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم انھیں توحید و رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں انھیں بھلائیوں کی طرف بلا رہے ہیں۔ مدت سے تاریکیوں میں بھٹکتے ہوئے لوگوں کو روشن راہ دکھا رہے ہیں۔ اہلِ عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابناک زندگی سے واقف ہیں۔ آپ کی امانت و دیانت، صداقت و شرافت اور امن پسندی و صلح جوئی کی تمام بے مثال خوبیاں ان کے سامنے ہیں۔ آپؐ کا بلند کردار ان کے سامنے ہے۔ آپؐ کا پیش کردہ معجزانہ کلام ان کے سامنے ہے لیکن آپؐ کی آواز پر لبیک صرف وہی خوش نصیب کہہ رہے ہیں۔ توفیقِ خداوندی جن کے شاملِ حال ہے۔ کچھ لوگ وہ ہیں جو اپنی بیجا ضد اور غرور کی وجہ سے آپ کی دعوت قبول نہیں کر رہے بلکہ ممکن حد تک مخالفت کر رہے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو حرام کاری کے راستے حاصل ہونے والے مفادات کے تحفظ کی وجہ سے آپؐ کے مخالف ہیں۔ اور بڑی تعداد ان کم ہمت لوگوں کی ہے جو سماجی مجبوریوں کی وجہ سے آبائی دین پر قائم ہیں۔ اس سے ہٹنے کی جرأت نہیں کرتے۔

قرآنِ کریم کا چیلنج

غرض یہ کہ ہر طبقہ کی جانب سے آپؐ کی مخالفت ہو رہی ہے۔ وہ اپنے مخالفانہ پروپیگنڈہ کو مؤثر بنانے کے لئے ہمہ وقت اس تلاش میں ہیں کہ محمدؐ کی کوئی غلطی ہاتھ آجائے اور پھر اس کو عوام میں پھیلا دیا جائے تاکہ اُن کا رجحان کسی وقت بھی محمدؐ کی طرف نہ ہو پائے۔ مگر انھیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی غلط بات یا کوئی کمزوری نہیں مل رہی۔ اللہ کے محبوب نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار انتہائی بلند ہے۔ چاند، سورج کی طرح روشن ہے۔ کوئی اس پر اُنگلی تک نہیں اٹھا سکتا۔ محمدؐ اللہ کی جانب سے جو کلام پیش کر رہے ہیں وہ اتنا مکمل اور جامع ہے کہ اس پر کسی بھی رُخ سے

معترضانہ کوئی مؤثر بات نہیں کہی جا سکتی ـــــــ قرآن ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے کہ اگر تمہیں اس میں شک ہے کہ یہ کلام، اللہ کا کلام نہیں ہے تو تم بھی اس جیسا کلام بنا لاؤ۔ اس کے مثل کوئی چھوٹی سی سورت ہی بنا کر دکھا دو، تمہارے میں بڑے بڑے ادیب اور مایۂ ناز شاعر بھی ہیں۔ تنہا یہ کام نہیں ہو سکتا، تو باہمی مشورہ کر لو۔ اپنی مدد کیلئے اپنے قابل ترین لوگوں کی مجلس بلا لو۔

قُلْ فَأْتُوا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥

محمد! آپ ان سے کہدیجئے کہ اگر تمہیں اس میں شک ہے تو اس جیسی کوئی سورت بنا کر دکھا دو اور مدد کے لئے اللہ کے سوا جس کو چاہو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

قرآنِ کریم کے اس چیلنج کا تمام مخالفین کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ نہ آج ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ درآنحالاں کہ ان لوگوں میں زبان و ادب اور اسلوبِ بیان کے اعتبار سے نامآور لوگ موجود تھے۔ انہیں اپنی زبان دانی اور شوکتِ کلام پر ناز تھا۔ وہ اپنے مقابلے میں دنیا کے تمام لوگوں کو عجمی (گونگے) کہا کرتے تھے۔ ان کا خطیب جب مسندِ خطابت پر کھڑا ہو جاتا تھا تو فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیا کرتا تھا۔ ان کا شاعر جب اپنا کلام سناتا تھا تو سامعین کے دلوں میں آگ لگا دیتا تھا مگر ان کمالات کے باوجود ان کے مایۂ ناز شاعروں، ادیبوں اور خطیبوں کو پسینے آگئے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ

قرآنِ کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ ایک عظیم علمی معجزہ ہے۔ اپنے اسلوب بیان کے اعتبار سے بھی، فصاحت و بلاغت اور صداقت کے اعتبار سے بھی، شوکتِ مضامین، ترکیب اور صحتِ اخبار کے اعتبار سے بھی اپنے حسنِ انداز اور اثرات کے اعتبار سے بھی، اپنے معنیٰ و مفہوم، پیشین گوئیوں اور

حروف والفاظ کے اعتبار سے بھی، غرض قرآنِ کریم ہر رُخ سے ایک معجزہ ہے
بہت بڑا معجزہ اور زندہ معجزہ "

قرآنِ کریم کے حروف و الفاظ

قرآنِ کریم کے اس چیلنج کا جواب مخالفین نہیں دے سکے اور دے بھی نہیں سکتے تھے۔ وہ حیران تھے، وہ جانتے تھے کہ محمد جو کلام پیش کر رہے ہیں وہ انھیں حروف والفاظ سے مرکب ہے جو ہر وقت ہماری بول چال میں، ہمارے مضامین میں اور ہمارے اشعار میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن قرآنی آیات میں اور ان کے الفاظ میں جو لطافت و شیرینی ہے، جو زور ہے اور جو خوبیاں ہیں وہ ہمارے کلام میں نہیں اور ہماری کوششوں کے بعد بھی نہیں پیدا ہوتیں۔ اِس حقیقت کا مخالفین کو پوری طرح احساس تھا۔ لیکن اس کا اظہار کرنا ان کے لئے ایک مشکل بات تھی۔ اس میں وہ اپنی زبردست توہین سمجھتے تھے۔

حروفِ مقطعات

قرآنِ کریم کی سورتوں کے شروع میں متعدد جگہ جو حروف آئے ہیں جیسے الٓمٓ، الٓمٓرا، حٰمٓ عٓسٓقٓ، طٰسٓ، قٓ، نٓ۔ وغیرہ، انھیں حروفِ مقطعات کہتے ہیں۔ جن کے معنیٰ معلوم نہیں۔ مفسّرین کا خیال ہے کہ سورتوں کے اوائل میں اِن حروف کے لانیکا مقصد ذہنوں کو قرآنِ کریم کی اعجازی قوتوں کی طرف لانا ہے اور باور کرانا ہے کہ دیکھو ہمارا یہ کلام یعنی قرآنِ پاک انہی حروف والفاظ کے دائروں میں ہے جو عام طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ جنھیں اہلِ زبان، مرد ہوں یا عورتیں بچے ہوں یا بوڑھے سبھی اپنی روزمرّہ کی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔ تمثیلیں اور محاورے بھی وہی ہیں جو تمہاری زبان میں مستعمل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی تم اس جیسا کلام پیش نہیں کر سکتے۔ ایک چھوٹی سی سورت بھی نہیں بنا سکتے۔ کیا یہ اس حقیقت کا

کھلا ثبوت نہیں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ کلام، کلام الٰہی ہے!
اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے آج کا ترقی یافتہ انسان فلاسفہ کے عناصر اربعہ اور اہل سائنس کے اس سے بھی زیادہ عناصر پر دسترس حاصل کرنے کے باوجود گلاب کا ایک پھول تک نہیں بنا سکتا! جب کہ وہ تمام عناصر جن کی ترکیب سے یہ پھول بنا ہے۔ انسان کی دسترس سے باہر نہیں۔ پلاسٹک اور کاغذ کے بنائے ہوئے پھول بجائے خود چاہے جس قدر حسین ہوں۔ لیکن ان میں اور قدرتی پھولوں میں زمین آسمان کا فرق رہتا ہے۔ مصنوعی پھول میں قدرتی پھول جیسی نزاکت، وہ دلکشی، وہ حسن، وہ رعنائی اور وہ مہک کہاں پیدا ہو سکتی ہے، جو مٹی میں اُگے ہوئے قدرتی پھولوں میں ہوتی ہے!
تفسیر مدارک میں ہے کہ بعضوں کی رائے یہ ہے کہ سورتوں کی ابتداء میں حروفِ مقطعات استعمال کرکے انسان کو قرآن کے اعجاز کی طرف توجہ دلانا ہے۔ (مدارک صـ۲۱)

حروفِ مقطعات میں اسرار پنہاں ہیں

قرآن کریم میں جو مضامین آئے ہیں ان میں انسانوں کی انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی تک کے لئے ایک محکم اور مربوط نظام ہے، ہدایات ہیں، روئے زمین پر آباد سابقہ قوموں کے عروج و زوال کے صحیح واقعات ہیں کچھ قوموں کے تفصیلی حالات ہیں اور کچھ کے اجمالی، آئندہ پیش آنے واقعات کی پیشین گوئیاں ہیں، کچھ متشابہات ہیں، اور یہ سب معجزانہ انداز میں ہیں۔ ان کے علاوہ کائنات میں پھیلے ہوئے رازوں کی طرح اس کتابِ مبین کی آیات میں اور ان کے حروف و الفاظ میں بھی چھپے ہوئے راز ہیں، خدا معلوم یہ حروفِ مقطعات اپنے دامن میں معجزانہ طور پر کتنے اسرار رکھتے ہیں؟ اہلِ عرب

میں بھی یہ طریقہ تھا کہ وہ اپنے کلام میں ایسے حروف استعمال کرتے تھے جن کے بظاہر کوئی معنیٰ نہیں ہوتے تھے بلکہ بظاہر اس بے معنیٰ حرف سے کسی خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہوتا تھا۔ یا اپنے کسی جذبہ یا آرزو کا اظہار مقصود ہوتا تھا اور جسے صرف وہی سمجھ سکتا تھا جسے لکھنے والا سمجھانا چاہتا تھا۔

ایک اچھی مثال

کسی شاعر کی محبوبہ جارہی تھی۔ شاعر اسے روکنا چاہتا تھا۔ کہتا ہے۔ ؏

فَقُلْتُ لَھَا قِیْ فَقَالَتْ لِیْ قَ
میں نے اس سے کہا کچھ دیر ٹھہر جا
اس نے جواب دیا میں ٹھہر گئی۔

یہاں شاعر قِیْ یعنی قِف کہہ کر اس کو روکنا چاہتا ہے، کیوں روکنا چاہتا ہے؟ اس کے نظارہ سے اپنی پیاسی آنکھوں کو سیراب کرنے کے لئے، اس کے رُوبرُو اپنے محبّت بھرے جذبات کا اظہار کرنے کی خاطر، اور اس کی جُدائی میں جو کرب ناک کیفیات اس بیمارِ غم پر گذرتی ہیں۔ انھیں سنانے کیلئے محبوبہ کے تئیں اس کے قلبِ اندوہ گیں میں جو آرزوئیں ہیں وہ اپنی محبوبہ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے۔ اور محبوبہ حرفِ قَ سے اپنے مُحِب کی اُن تمام باتوں کو سمجھتی ہے۔ اور خوب سمجھتی ہے، جنھیں دوسرے نہیں سمجھتے۔

اس موقع پر شاعر نے حرفِ قَ سے داستانِ دل کی طرف اشارہ کیا ہے، جو طویل سے طویل تر ہوسکتی ہے ــــــ دوسرے حرفوں سے وہ باہمی معاملات یا دیگر اہم واقعات کی طرف اشارات کرتے رہے ہوں گے۔ یہاں اس مصرعہ کے پیش کرنے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ عرب میں یہ طریقہ تھا کہ وہ بعض خاص مواقع پر اپنے کلام کے آغاز میں یا آخر میں حروفِ تہجّی میں سے ایک حرف کو یا چند حروف کو کوڈ ورڈس کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اور آج بھی مختلف

زبانوں میں کوڈ ورڈس کا استعمال موجود ہے۔ حروفِ تہجی کا استعمال عربوں کے یہاں تھا۔ اسی لئے انھوں نے قرآنی مقطعات پر کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔

حضرت مجدّد صاحب کا ارشاد

حروفِ مقطعات کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک صاحب نے سوال کیا تو انھوں نے فرمایا "یہ فقیر قرآنِ مجید کے حروفِ مقطعات کی نسبت کیا لکھے، ان حروف میں سے ہر ایک حرف عاشق و معشوق کے پوشیدہ اسرار کا بحرِ مواج ہے۔ اور محب و محبوب کے دقیق و باریک رموز میں سے ایک پوشیدہ رمز ہے"۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی ف ۲۳)

حضرت محدّث پانی پتی کی رائے

انھوں نے کہا کہ ہمارا ذاتی خیال ہے کہ حروفِ مقطعات متشابہات ہیں یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کچھ اسرار ہیں جن پر عام لوگوں کو مطلع نہیں کیا گیا۔ (تفسیر مظہری)

حضراتِ مفسّرین

اکثر مفسرین اسی طرف گئے ہیں کہ قرآنِ کریم میں حروفِ مقطعات کا استعمال بے فائدہ نہیں ہے بلکہ ان میں رموز و اسرار ہیں جنھیں عام لوگوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ ان میں محب و محبوب کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہیں۔

حضراتِ صحابہؓ کے ارشادات

حروفِ مقطعات کے سلسلے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کچھ منقول نہیں۔ لیکن آپؐ کے جلیل القدر صحابہؓ جو درحقیقت مزاج شناسِ نبوت ہیں اور جن کے ارشادات ہمارے لئے حجت کا درجہ رکھتے ہیں، ہم ان میں سے کچھ حضرات کے اقوال نقل کر رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "ہر آسمانی کتاب میں کچھ اسرار ہوتے ہیں قرآنِ کریم کے اسرار حروفِ مقطعات ہیں۔"

حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہم نے فرمایا۔

اَلْحُرُوْفُ الْمُقَطَّعَۃُ مِنَ الْمَکْتُوْمِ الَّذِیْ لَا یُفَسَّرُ۔	حروفِ مقطعات ایسی پوشیدہ چیزیں ہیں جن کی تفسیر نہیں کی جا سکتی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے۔

لِکُلِّ کِتَابٍ صَفْوَۃٌ وَصَفْوَۃُ ھٰذَا الْکِتَابِ حُرُوْفُ الْھِجَا۔	ہر کتاب میں کچھ انتخابات ہوتے ہیں اور قرآنِ کریم کے انتخابات حروف ہجا ہیں۔

حضرت ابنِ عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ "متشابہات کی مراد مجھے معلوم ہے" تفسیر مظہری میں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا بھی یہی ارشاد ہے کہ "میں متشابہات کی حقیقت سے واقف ہوں لیکن عوام کے سامنے بیان کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راز ہیں" (تفسیر مظہری)

خطوط میں بھی بعض باتیں مخفی رکھی جاتی ہیں

بعض خطوط یا بعض تحریروں میں کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جنھیں کاتب و مکتوب الیہ کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ سورتوں کے اوائل بھی قرآن پاک کے اُن انتخابات میں سے معلوم ہوتے ہیں جنھیں اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ مناوی کہتے ہیں کہ "دیکھو اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے معلوم ہوا کہ یہ حروف لمعات راز کی باتیں ہیں جنھیں راز دار کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا ثابت

ہو گیا کہ حروفِ مقطعات متشابہات میں سے ہیں اور غیر معلوم المراد ہیں۔
(التقریر الحاوی فی حل تفسیر البیضاوی ص ۱۴۳)

سفیان ثوریؒ وغیرہ کی رائے

سفیان ثوریؒ، قرطبیؒ اور عامر شعبی وغیرہ حضرات کی رائے بھی یہی ہے کہ حروفِ مقطعات میں اسرار پوشیدہ ہیں۔ (ابن کثیر)

مقطعات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا

اجلّہ صحابہؓ، حضراتِ مفسرین اور علماء کرام کے واضح اقوال کی روشنی میں مقطعاتِ قرآنیہ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ان کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بحسابِ اَبْجَد ان سے تمام قوموں کے زمانۂ حکومت اور عروج و زوال اور بقائے عزت کی طرف اشارہ مقصود ہے۔
(تفسیر حقانی ص ۱۱ و ص ۱۲)

علامہ ابو العالیہ کا قول یہی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے آخری محبوب ترین رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رُوئے زمین پر رہنے والی اگلی اور پچھلی تمام قوموں اور ملتوں کے حالات سے رازدارانہ طور پر پوری طرح آگاہ کر دیا تھا۔ علامہ سہیلیؒ نے اَبْجَد کے حساب سے حروفِ مقطعات کے اعداد نکالے اور کہا کہ ممکن ہے ان حروف کے مجموعی اعداد سے امتِ محمدیہ کی مدتِ بقا یعنی عمر کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ اہلِ عرب خصوصاً یہودی بھی اعداد کے ذریعہ اخذِ نتائج کیا کرتے تھے۔ اور اس پر یقین کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہود کا مکالمہ

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ابو یاسر ابنِ اخطب یہودی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

قریب سے گذر رہا تھا۔ آپ اس وقت سورۃ بقرہ کی پہلی آیت الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ء کی تلاوت فرما رہے تھے۔ ابو یاسر نے یہ آیت سُنی اور فوراً اپنے بھائی حیی ابن اخطب کے پاس پہنچا اور اس آیت کے بارے میں حیی ابن اخطب نے پوچھا "کیا تم نے یہ آیت محمدؐ سے خود سنی ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں۔ میں ابھی ابھی سُن کر آیا ہوں" حیی ابن اخطب، کعب بن اشرف اور کچھ دوسرے معزز یہودیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر ملا اور پوچھا کہ "آپ پر جو کلام نازل ہوا ہے کیا الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ بھی اسی میں سے ہے۔ جس کی آپ ابھی کچھ دیر قبل تلاوت کر رہے تھے؟ آپ کو اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سچ سچ بتایئے" آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ حیی نے فوراً الٓمٓ کے ۷۱ اعداد نکالے۔ پھر آپ کو متوجہ کرتے ہوئے کہا" اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے بہت سے نبی مبعوث فرمائے ہیں۔ مگر کسی کو بھی یہ نہیں بتایا کہ تمہاری امت اتنے سالوں تک باقی رہے گی، مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو آپ کی امت کے بارے میں یہ بات بتا دی گئی ہے۔ ہمارے حساب سے آپؐ کی امت کی عمر صرف ۷۱ سال ہوگی۔ اب ایسی امت میں کوئی کیا داخل ہو" یہ سُن کر آپؐ نے تبسّم فرمایا۔ حیی نے سوال کیا" کیا اس طرح کا کوئی اور کلمہ بھی آپ پر نازل ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں! اور المٓصٓ پڑھ کر سنا دیا۔ حیی نے ۷۱ میں صٓ کے ۹۰ اعداد اور شامل کر لئے۔ اور کہا" اب ۱۶۱ سال بنتے ہیں۔ لہذا آپ کی امت کی عمر ۱۶۱ سال ہوگی" پھر اس نے سوال کیا" اس قسم کا اور بھی کوئی کلمہ نازل ہوا ہے؟" آپؐ نے ارشاد فرمایا اور بھی ہے اور وہ ہے۔ الٓمٓرٰ۔ حیی نے ۷۱ میں ر کے دو سو اعداد جوڑ کر کہا" اس سے ۲۷۱ سال کا حساب بنتا ہے" پھر

کہنے لگا۔ اب معاملہ الجھ گیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کی امت کی عمر صحیح طور پر کیا سمجھی جائے گی"؟

اس کے بعد حیی نے مزید سوالات نہیں کئے اور دل و دماغ میں الجھن لئے ہوئے ہمراہیوں کے ساتھ اٹھ کر چلا گیا۔ ابو یاسر بھی اس گفتگو میں شریک تھا۔ اس نے اپنے بھائی اور ساتھیوں سے کہا "یہ بھی تو ممکن ہے کہ الٓمّٓ، المٓصٓ الٓمّٓرٰ۔ کے اعداد کے مجموعے سے امتِ محمدیہ کی عمر نکلتی ہو" اس پر اُن لوگوں نے کہا" ہمارا تو ذہن الجھ گیا ہے، طبیعت مطمئن نہیں ہو رہی ہے"۔ علماء کہتے ہیں کہ آیت ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمَاتٌ ھُنَّ اُمُّ الْکِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِھَات ، انہی یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قابلِ غور بات

یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیی ابنِ اخطب وغیرہ کے استفسار پر حروفِ مقطعات سناتے رہے اور ان کے اعداد کے ذریعہ اخذ نتائج پر زیرِ لب مسکراتے رہے مگر ان کے اس عمل پر آپؐ نے نکیر نہیں فرمائی۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگ جو حروف کے اعداد نکال کر حساب بنا رہے ہو اس کی کوئی حقیقت نہیں، یہ سراسر غلط ہے۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حیی ابن اخطب کا امتِ محمدیہ کے بارے میں اعداد کی بنیاد پر یقین کر لینا چاہے اپنی جگہ درست نہ ہو تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس حساب کی تردید نہ کرنے سے، حروفِ مقطعات میں رموز و نکات اور اسرار کے پنہاں ہونے کا سراغ ضرور ملتا ہے۔ اسلافِ صالحین کے اقوال میں بھی رموز و اسرار کی بات کہی گئی ہے جیسے ہم گذشتہ

صفحات میں پیش کر آئے ہیں۔

مقطعات کے پُراسرار ہونے پر حضراتِ صوفیاء کی رائے

اکابرین میں بعض حضرات کا خیال یہ بھی ہے کہ حروفِ مقطعات میں طریقت کے علوم و رموز مضمر ہیں۔ اس پر یقین تو نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کا امکان بہرحال موجود ہے ہو سکتا ہے غوث و ابدال، اقطاب اور ان سے متعلق امور و علوم کا سرچشمہ مقطعات ہی ہوں۔

حضرت مجدد الفِ ثانی

ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں اس کی طرف واضح اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "محکمات اگرچہ کتاب کی امہات ہیں یعنی اصل ہیں۔ لیکن ان کے نتائج اور ثمرات جو متشابہات ہیں، کتاب کے اصل مقاصد میں سے ہیں۔ امہات، نتائج کے حاصل ہونے کے لئے وسائل سے زیادہ نہیں۔ پس کتاب کا لُب یعنی مغز متشابہات ہیں اور محکمات اس کا قشر یعنی پوست۔ وہ متشابہات ہی ہیں جو رموز و اشارہ کے ساتھ اصلِ بیان ظاہر کرتی ہیں۔ اور اس مرتبہ کی حقیقتِ معاملہ کا نشان بتلاتی ہیں۔ برخلاف محکمات کے۔ متشابہات گویا حقائق ہیں اور محکمات، متشابہات کی نسبت ان حقائق کی صورتیں ہیں۔ عالمِ راسخ وہ شخص ہے جو لُب یعنی مغز کو قشر یعنی پوست کے ساتھ جمع کر سکے۔ اور حقیقت کو صورت کے ساتھ ملا سکے۔"

اپنے اسی مکتوب میں شرعی احکام کی سختی کے ساتھ پابندی پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ابتداء میں فقیر یہ سمجھتا تھا کہ علماءِ راسخین کو متشابہات کے ساتھ ایمان لانے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہے اور ان تاویلوں کو جو

علماء و صوفیاء نے بیان کی ہیں، متشابہات کے لائق نہ سمجھتا تھا۔ اوران تاویلوں کو ان اسرار سے جو چھپانے کے قابل ہوں۔ تصور نہ کرتا تھا۔ جیساکہ عین القضاۃ نے بعض متشابہات کی تاویل میں کہا ہے۔ مثلاً الٓمٓ سے الم مرادلی ہے جس کے معنیٰ درد کے ہیں۔ جو عشق و محبت کو لازم ہیں وغیرہ وغیرہ ۔۔۔ آخر کار جب حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے متشابہات کی تاویلات کا تھوڑا سا حال اس فقیر پر ظاہر کیا اوراس مسکین کی استعداد کی زمین میں دریائے محیط سے ایک چھوٹی سی نہر چلادی، تومعلوم ہوا کہ علماء راسخین کو بھی متشابہات کی تاویلات کا بہت سا حصہ حاصل ہے۔" (مکتوبات ربانی دفتر اول ص۲۲۲)

مرزا مظہر جان جاناں

اسی سے ملتی جلتی بات مرزا مظہر جانِ جاناں فرماتے ہیں کہ: "بنظرِ کشفی، قرآن مجید ایک بحرِ ناپیدا کنار معلوم ہوتا ہے اور یہ حروف (مقطعات) ایسے معلوم ہوتے ہیں جیساکہ چشمے جن سے پورا قرآن ابل رہا ہو۔" (تفسیر مظہری)

یہی رائے حضرت محدث پانی پتی کی ہے۔ کہتے ہیں کہ "ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ مقطعات متشابہات ہیں اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باہمی اسرار ہیں۔ جن پر عام لوگوں کو مطلع نہیں کرنا چاہا۔ یا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کو اپنا شعار بنالیا وہ بھی ان کی مراد سے واقف ہوسکتا ہے۔"

حضرت عبدالعزیز دباغ

حضرت عبدالعزیز دباغ بڑے صوفیاء میں سے ہیں اور جنھیں علم لدنی حاصل تھا اور جن کے پاس جاکر بڑے بڑے علماء علمی نکات معلوم کرتے تھے۔ حروف مقطعات کے بارے میں انھوں نے فرمایا ہے کہ: "شروع سورتوں کے رموز کا علم صرف دو شخصوں کو ہوتا ہے۔ ایک وہ جو لوح محفوظ کو دیکھتا ہے اور دوسرا وہ جو اہلِ تصرف اولیاء

کی مجلس میں آمدورفت رکھنا ہے۔ ان دو کے علاوہ کسی کو ان کے علم و معرفت کی طمع رکھنا بالکل فضول ہے۔"

حق کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ "اگر لوگوں کو حق کے معنی اور اس کی حقیقت کا علم ہو جائے تو کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت پر کبھی جرأت نہ ہو"۔ (تبریز ترجمہ ابریز صنا ۱۹۰ و صنا ۱۹۱)

اسی کتاب میں ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں کہ "غرض حروفِ مقطعات میں معانی عجیبہ کو مستور کر دیا گیا اور کوئی عقل وہاں تک نہ پہنچ سکی" صنا ۹۱

حروف مقطعات خدا تعالیٰ کے اسمار

کچھ اہلِ علم حضرات کا خیال ہے کہ حروفِ مقطعات حق تعالیٰ کے اسمار ہیں۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ (مقطعات) اللہ تعالیٰ کے اسمار ہیں (تفسیر مدارک صنا ۲۱) ابنِ جریر، ابنِ منذر اور ابنِ حاتم وغیرہ نے اسمار و صفات کی بحث میں بسندِ صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "حروفِ مقطعات اللہ تعالیٰ کے اسمار ہیں"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دعا کے وقت یا کٓھٰیٰعٓصٓ اور یا حٰمٓ عٓسٓقٓ، منقول ہے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مقطعات کو اسمارِ الٰہی سمجھتے تھے۔

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حروفِ مقطعات کے سلسلے میں متعدد اقوال نقل کئے ہیں جن میں دسواں قول متکلمین کا ہے۔ ان کا ترجیحی خیال بھی یہی ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ اشہب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مالک ابن انس رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ کیا کسی شخص کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ اپنا نام یٰسٓ رکھے؟ اس پر مالک ابن انس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "میری رائے میں یہ مناسب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ۔ یعنی یہ کہتا ہے کہ یہ نام ایسا ہے جس کا مسمّٰی میں خود ہوں۔ (الاتقان فی علوم القرآن)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ الٓمٓ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

ابنِ جریر اور ابنِ ابی طلحہ وغیرہ نے کہا ہے کہ الٓمٓ۔ طٰسٓمٓ۔ یا انہی کے مشابہ حروف، حروفِ قسم ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کی قسم کھائی ہے اور یہ سب خدا کے نام ہیں۔ (الاتقان و معالم التنزیل)

حروفِ مقطعات کی قسم کھانے کا سبب ان کی عظمت اور اعزاز ہی ہو سکتا ہے۔ قسم کسی اہم چیز ہی کی کھائی جاتی ہے۔ اس سے اس حقیقت کی ترجمانی ہوتی ہے کہ یہ حروف اپنے اندر عظیم حقائق رکھتے ہیں، اعزاز رکھتے ہیں، اعزاز کی بظاہر وجہ یہ بھی ہے کہ تمام آسمانی کتابوں کے الفاظ کی بنیاد یہی حروف تہجی ہیں۔ زبانوں کے فرق سے صورۃً چاہے تھوڑی بہت تبدیلی نظر آتی ہو مگر وہ سب بنے ہیں انہی حروف سے۔ حق تعالیٰ کے تمام اسماء بھی انہی سے مرکب ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السّلام کی بات چیت میں انہی کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے۔ کیونکہ کلامِ الٰہی انہی کے ذریعہ بنتا تھا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ حروفِ مقطعات کا جو اعزاز بیان کیا جا رہا ہے وہ تو تمام ہی حروفِ تہجی کو حاصل ہے اور مقطعات میں چند مخصوص حروف آئے ہیں۔ سب تو نہیں آئے؟

جواب یہ ہے کہ اگرچہ مقطعات میں سارے حروف استعمال نہیں کئے گئے۔ مگر ان سے مراد سارے ہی حروف ہیں۔ جیسے آپ کہتے ہیں کہ ہم نے اَلْحَمْدُ

پڑھی اور آپ کی مراد اس سے پوری ہی سورۂ فاتحہ ہوتی ہے۔ یا یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ حروفِ تہجی سبھی معزز ہیں مگر ان میں سے جو حروف قرآنی مقطعات میں مستعمل ہوئے ہیں ان کا اعزاز نسبتہً زیادہ ہے۔

مقطعاتُ کے اسمار ہونے پر بعضُ علمار کی رائے

بعض مقتدر اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ حروفِ مقطعات ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نام ہی مگر اجزائے اسمار ہیں تنہا تنہا حرف اسم نہیں بلکہ ایک دوسرے اور تیسرے کے ساتھ مل کر مکمل اسم بنتے ہیں۔

مقطعات اسمارِ قرآنی

مفسرین میں سے کچھ حضرات کا خیال ہے کہ حروفِ مقطعات جنابِ باری سبحانہٗ وتعالیٰ کے اسمار نہیں، قرآن کریم اور "ذکر" کی طرح کتاب اللہ کے اسمار ہیں۔ عبدالرزاق اور ابنِ ابی حاتم نے یہی لکھا ہے۔ کُلُّ هِجَاءٍ فِی القرآنِ فَھُوَ اِسْمٌ مِن اَسْمَاءِ القرآنِ۔ قرآنِ کریم میں جو مقطعات یا حروفِ تہجی آئے ہیں وہ سب قرآنِ مجید کے الگ الگ نام ہیں۔

مقطعات سورتوں کے نام

بعض علمار کی رائے ہے کہ حروفِ مقطعات نہ اللہ تعالیٰ کے اسمار ہیں اور نہ قرآنِ کریم کے، بلکہ یہ قرآنِ کریم کی سورتوں کے نام ہیں۔ متکلمین میں سے یہی کہتے ہیں (تفسیرِ رازی)، کشاف، ماوردی، زید ابنِ اسلم، علامہ ابوالقاسم اور محمود ابنِ عمر زمخشری بھی اسی کے قائل ہیں۔ (ابنِ کثیر)

مقطعاتُ میں سورتوں کا مفہوم

بعض کا قول ہے کہ حروف مقطعات جن سورتوں کے اوائل

میں آئے ہیں ان میں ان سورتوں کا پورا پورا مفہوم مزید تفصیل کے ساتھ موجود ہے
حروفِ مقطعات کے متعلق مذکورہ تمام اقوال و تحقیقات کی روشنی میں اگرچہ کوئی حتمی رائے تو قائم نہیں کی جاسکتی تاہم یہ بات بڑی حد تک یقینی معلوم ہوتی ہے کہ مقطعاتِ قرآنیہ کے مفہوم کا معاملہ سراسر پُراسرار ہے وہ اسرار کیا ہیں؟ اللہ، اس کا رسولؐ اور راسخین فی العلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہمارے سامنے مقطعات کے علاوہ اور بھی کچھ حقیقتیں ایسی ہیں جو یکسر راز بنی ہوئی ہیں۔

چار چیزیں جو سامنے ہو کر بھی پردے میں ہیں

یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ کائنات کی ہر ہر چیز حق تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اس نے بہت سی چیزوں کا علم اپنے بندوں کو مرحمت فرمایا ہے۔ بہت سی چیزوں کا نہیں۔ بہت سی چیزیں ایسی ہیں، جو اپنی جگہ موجود ہونے کے باوجود ابھی لوگوں کی علمی دسترس سے باہر ہیں۔ کچھ ایسی ہیں کہ جن کا علم انسانوں کی جستجو اور محنت پر موقوف ہے کچھ حقیقتیں ایسی بھی ہیں جو بے پردہ ہو کر بھی پردۂ سرا میں ہیں۔

لیلۃ القدر

حق تعالیٰ نے لیلۃ القدر کو پیدا کیا۔ جو ایک انتہائی اہم رات ہے۔ اور انہی راتوں میں موجود ہے جو ہمارے سامنے ہیں۔ اور جن سے ہم ہر ۲۴ گھنٹے میں ایک بار لازماً گذرتے ہیں۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ وہ رات کونسی ہے۔ ہم اس کو متعین کرنے سے قاصر ہیں۔ لیلۃ القدر کی تعیین کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔ آپؐ اپنے صحابہؓ کو اس کی بابت خوشخبری سنانے کے لئے مکان سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ دو شخص مسئلۂ تقدیر پر بحث کر رہے ہیں۔ آپؐ کو سخت ناگواری ہوئی۔ یہاں تک کہ آپؐ کا چہرۂ مبارک خلاف معمول سُرخ ہو گیا۔ آپؐ نے تقدیر پر بے فائدہ بحث سے منع

فرمایا۔ اس فضا میں شب قدر کی تعیین کی بات آپؐ کے حافظہ سے نکل گئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "تم لوگ باہمی بحث و اختلاف کی وجہ سے ایک بہت بڑی نعمت سے محروم ہو گئے۔"

شب قدر کے بارے میں جلیل القدر علماء کا کہنا ہے کہ یہ عظمت والی رات زیادہ تر ۲۰ رمضان المبارک سے ۲۹ رمضان المبارک تک کی طاق راتوں میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اس خیر و برکت والی رات کو شب بیدار حضرات نے اکثر ستائیسویں شب میں پایا ہے۔ اسی لئے اس رات میں اللہ کے نیک اور مخلص بندے عبادات کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں بہرحال یہاں ہمیں لیلۃ القدر کی اہمیت خصوصیات پر یا اس کی شناخت کے سلسلے میں لکھنا مقصود نہیں ہے بلکہ اس مختصر تحریر میں صرف یہ بتانا ہے کہ یہ رات ایک راز ہے جو معلوم بھی ہے اور نہیں بھی، سامنے بھی ہے اور سامنے نہیں بھی۔

ساعتِ جمعہ

ساعتِ جمعہ کی بات بھی بالکل اسی طرح ہے۔ اس کے متعلق ہمیں معلوم ہے کہ وہ جمعہ کے دن طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کے اوقات میں موجود ہے۔ لیکن وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ساعت دن کے فلاں حصہ میں آتی ہے یا اتنے بج کر اتنے منٹ پر گذرتی ہے۔ ہر سات دن میں ایک دن جمعہ کا ضرور آتا ہے۔ جو ہمارے سامنے ہے۔ صبح سے شام تک کا پورا وقت ہمارے سامنے ہے۔ مگر اس کے باوجود ہمیں اس عجیب و غریب خصوصیات کی حامل ساعت کا علم نہیں، مقبولیتِ دُعا جس کا خاص اثر ہے۔

صاحبِ خدمت قطب وغیرہ

اولیاءِ کاملین جن میں صاحبِ خدمت، قطب، ابدال اور غوث ہوتے

ہیں اور عموماً انکو یہی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ انسانوں ہی میں سے ہوتے ہیں۔ ہماری ہی طرح رہتے ہیں۔ ہماری ہی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ عام حالات میں ہماری ہی طرح چلتے پھرتے ہیں۔ لیکن ان حضرات کی کوئی ایسی حتمی شناخت نہیں جس سے ہم انھیں پہچان سکیں۔ وہ بالکل سامنے رہ کر بھی چھپے رہتے ہیں ان کے دوستوں، پڑوسیوں حتیٰ کہ ان کے متعلقین کو بھی ان کی عظیم ترین شخصیتوں کا پتہ نہیں چلتا۔ وہ لوگوں کے درمیان رہ کر بھی ایک اہم راز بنے رہتے ہیں۔ جب تک وہ خود ہی اپنا بھید نہ کھولیں ان کا پتہ لگانا بہت مشکل ہے

اسم اعظم

یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے، بہت عظیم ہے، بے پناہ قوتوں کا سرچشمہ ہے۔ قرآن کریم میں موجود ہے۔ قرآن مجید کے تیسوں پارے ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں ہیں۔ ہمارے سینوں میں محفوظ ہیں۔ ہم قرآن کریم کو روزانہ پڑھتے ہیں، پڑھاتے ہیں۔ مگر ہمیں نہیں معلوم کہ اسم اعظم کونسا نام ہے۔ حق تعالیٰ کے بہت سے نام ہیں جو ہمارے علم میں ہیں۔ لیکن کسی بھی نام کے بارے میں ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ اسم اعظم ہے۔ اسم اعظم کے حصول کے لئے لوگوں نے لمبی لمبی عمریں گذار دیں مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ ہوئی ہوگی تو لاکھوں میں کسی ایک خوش نصیب ہی کو ہوئی ہوگی۔ اسم اعظم جس کے اثرات وخصوصیات عقل وفہم کی حدود سے باہر ہیں۔ سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی اس کا تذکرہ آیا ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک مجلس میں ملکۂ سبا بلقیس کے تخت لانے کی بات چل رہی تھی۔ ایک شخص نے کہا کہ میں آپ کی مجلس برخاست ہونے سے قبل بلقیس کا تخت لاسکتا ہوں۔ یہ شخص جنات میں سے تھا۔ قرآن پاک میں ہے

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ　　عفریت نے کہا کہ میں اس کا تخت

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ	آپ کی مجلس برخاست ہونے سے
مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ	قبل حاضر کردوں گا۔ مجھے اللہ نے
لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ؀	قوت دی ہے اور میں امین بھی ہوں

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس چند گھنٹے رہا کرتی تھی جس میں عدالتی امور سرانجام دیے جاتے تھے۔ سلیمانؑ نے فرمایا۔ میں اس سے بھی پہلے بلقیس کا تخت منگانا چاہتا ہوں" حاضرین میں سے ایک اور شخص بولا جو انسانوں میں سے تھا اور جس کا نام مفسرین آصف بن برخیا لکھتے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ	ایک شخص نے کہا جسے کتاب سے ایک
الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ	علم حاصل تھا کہ میں اسے تمہاری آنکھ
اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ	جھپکنے سے پہلے پیش کردوں گا۔
	(یعنی چند سیکنڈ میں)

واقعۃً اس شخص نے آناً فاناً بلقیس کا جواہرات سے مرصع انتہائی بیش قیمت تخت پیش کردیا۔ ایسا ہی حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے تھے۔ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ موضح قرآن میں اور دیگر مفسرین اپنی تفاسیر میں لکھتے ہیں کہ آصف کو اسم اعظم معلوم تھا۔ اس نے اسم اعظم ہی کی اعجازی قوت سے یہ محیر العقول کارنامہ انجام دیا تھا۔ حضرت سلیمان کے زمانہ میں آسمانی کتاب توراۃ تھی۔ اس اہم واقعہ سے معلوم ہوا کہ توراۃ میں بھی اسم اعظم تھا

توراۃ میں حروفِ مقطعات

توراۃ بلاشبہ آسمانی کتاب ہے۔ لیکن یہودیوں نے اپنی بیجا خواہشات کے مطابق اس کی کتنی ہی آیات میں تحریف کرکے اُسے غیر یقینی بنادیا ہے۔ اب

اس کی آیات کے بارے میں وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ ایسا ہی ظلم انجیل کے اور دوسری آسمانی کتابوں کے ساتھ ہوا ہے۔ بہرکیف ہمیں اس وقت اس بحث میں نہیں جانا۔ ہمیں تو یہاں یہ بتانا ہے کہ توراۃ میں بھی حروفِ مقطعات آئے ہیں۔ جن کی تعداد ساٹھ ہے۔ اوپر کی سطور میں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ توراۃ میں اسم اعظم تھا۔ توراۃ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں توحید و رسالت، قیامت اور جزا و سزا وغیرہ بنیادی عقائد اور طریقِ عبادت کے علاوہ کچھ واقعات ہیں، کچھ زندگی سے متعلق ہدایات۔ ان میں کوئی ایک چیز بھی راز کی چیز معلوم نہیں ہوتی۔ ذہن اس طرف جاتا ہے کہ توراۃ میں اسم اعظم اس کے حروفِ مقطعات میں مضمر تھا مقطعات اس کتاب میں بھی سراسر راز بنے ہوئے تھے۔ جن کے معنیٰ و مُراد صحیح طور پر کسی کو معلوم نہ تھے۔

قرآنی مقطعات اور اسمِ اعظم

قرآنِ کریم میں حروفِ مقطعات کی تعداد مکررات کو چھوڑ کر ۱۴ ہوتی ہے۔ اور آپ دیکھ چکے ہیں کہ مقطعات کے سلسلے میں حضراتِ صحابہؓ، حضراتِ مفسرین اور دوسرے بڑے بڑے اہلِ علم حضرات رحمہم اللہ زیادہ تر یہی فرماتے ہیں کہ ان حروف میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان رازہائے سربستہ ہیں جن کی حقیقت تک، صرف علم و ذہانت کے ذریعہ رسائی ممکن نہیں۔ ہاں اگر کسی کو حق تعالیٰ نے اپنی شانِ رحمت اور خصوصی فضل و کرم سے نواز دیا ہے اور وہ راسخین فی العلم کی صف میں آگیا ہے تو حروفِ مقطعات کے راز دوسرے اور رازوں کی طرح اس پر کھول دئے جاتے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ رازو رموز سے واقف کرنے سے قبل اس شخص کو اس قدر پختہ کر دیا جاتا ہے کہ سربستہ رازوں کی حفاظت

کا پوری طرح اہل بن جاتا ہے ۔ اور وہ کسی حالت میں بھی ان کا انکشاف کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ یہ بات تو اہم رازوں کی ہے ۔ اور وہ بھی حق تعالیٰ کے راز! ہم تو یہ دیکھتے ہیں اور ذاتی طور پر اس کا تجربہ بھی ہوتا رہتا ہے کہ ہم اپنے معمولی رازوں کو بھی محفوظ رکھنے کی ممکن حد تک کوشش کرتے ہیں ان کو ظاہر نہیں ہونے دیتے ۔ اگر کسی کو رازدار بناتے ہیں تو بہت سوچ سمجھکر، جب تک ہمیں پورا یقین نہیں ہو جاتا کہ ہمارا یہ دوست یا یہ بھائی کسی صورت میں بھی راز کا افشا نہیں کریگا اور ہماری ہی طرح اس کو جان سے زیادہ عزیز رکھے گا۔ تب جاکر اسے رازدار بنایا جاتا ہے ۔

اسم اعظم کے بارے میں استاذِ محترم کی تقریر

استاذِ محترم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے (اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر ہمیشہ بہاروں کا سایہ رکھے) بخاری شریف کے درس میں ایک موقع پر یہ واقعہ سنایا کہ " ایک شخص کو اسم اعظم معلوم تھا، یہ شخص بظاہر ایک غریب اور معمولی درجہ کا آدمی تھا، پولیس والوں نے کسی کیس میں خواہ مخواہ اُسے پکڑ لیا ۔ اور کیس سے متعلق معلومات حاصل کرنی چاہیں۔ اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو مار پیٹ شروع کردی۔ وہ بیچارہ ہر چند کہتا رہا کہ میں بالکل بے قصور ہوں ۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔ آپ لوگ بلاوجہ مجھ غریب پر ظلم کر رہے ہیں " لیکن ظالم سپاہی اسے برابر اذیتیں دیتے رہے، بُری طرح مار پیٹ کرتے رہے ۔ اذیتوں کی تاب نہ لاکر یہ شخص بار بار بے ہوش ہوتا رہا۔ مگر پولیس کے وحشیانہ تشدد کے باوجود اس نے اسم اعظم کا استعمال نہیں کیا۔ ورنہ وہ چاہتا تو اس کے پاس اسم اعظم کی اتنی زبردست طاقت موجود تھی کہ وہ سپاہیوں کے ہاتھ اٹھنے سے پہلے ہی انھیں تہس نہس کرکے رکھدیتا۔

اس نے طرح طرح کی سختیاں تو برداشت کیں مگر اسم اعظم کی اعجازی طاقت سے کام نہیں لیا، اس کا اظہار نہیں کیا۔ اسم اعظم کا راز اسی کو مرحمت کیا جاتا ہے جس میں قوتِ برداشت ہو، غضب کا تحمل ہو۔ دوسری صورت میں تو آدمی اپنے مفاد کی خاطر یا جذبات کی رَو میں بہہ کر اللہ کی مخلوق کو پریشان کر کے رکھدے گا، نہ صرف پریشان ہی کرے گا بلکہ انھیں برباد کرڈالے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ ان کی مخلوق کو بلاوجہ ستایا جائے یا اپنی ذات کی خاطر انھیں برباد کیا جائے۔

اسمِ اعظم کی خصوصیت

اسم اعظم کے جو اثرات اور خواص ہیں۔ ان کی معمولی سی جھلک آپ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس کے واقعہ میں پڑھ چکے ہیں۔ آصف بن برخیا نے ملکۂ سبا بلقیس کا تخت جو سیکڑوں ہزاروں کلومیٹر کی دوری پر تھا اور شاہی تخت ہونے کی وجہ سے بہت محفوظ جگہ پر تھا۔ آنکھ جھپکنے کی دیر میں سلیمان علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر کر دیا تھا۔ یہ واقعہ قصّے کہانیوں کے طرز کا نہیں ہے۔ کسی تاریخی کتاب کا بھی نہیں کہ اس پر شک وشبہ کیا جائے۔ بلکہ اِس عظیم واقعہ کے بارے میں قرآن کریم کہہ رہا ہے وحیِ الٰہی اس کو پیش کر رہی ہے۔ جس پر کسی رُخ سے بھی شک نہیں کیا جاسکتا۔ اسمِ اعظم اپنی عظیم ترین خصوصیات کی وجہ سے رازمیں ہی رکھنے کی چیز ہے اسی لئے اس کو راز در راز رکھا گیا ہے۔

مقطعات میں اسمِ اعظم کا روشن امکان

توراۃ میں اسم اعظم کا پتہ قرآنِ کریم کی آیت قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ سے چلتا ہے۔ ہم بتا چکے ہیں کہ مفسّرین کے اقوال کے مطابق آصف بن برخیا کو اسم اعظم معلوم تھا۔ اسی کی اعجازی قوت سے اس نے بلقیس کا تخت آناً فاناً میں حاضر کر دیا تھا۔ توراۃ کی آیات میں

حروفِ مقطعات کو چھوڑ کر کوئی آیت، کوئی لفظ یا کوئی بات ایسی معلوم نہیں ہوتی جسے اسمِ اعظم کہا جائے۔ یا جس کے معنی نامعلوم المراد ہوں۔ وہاں بھی حروفِ مقطعات ہی ایسے (کوڈ ورڈ) حروف ہیں جن کے بارے میں یقین کے ساتھ نہ معنیٰ متعین کئے جا سکتے ہیں اور نہ وثوق کے ساتھ کچھ کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے ذہن اس طرف جاتا ہے کہ اسمِ اعظم جو عجیب و غریب خصوصیات کا حامل ہے۔ انہی حروفِ مقطعات میں سے ہو گا۔ جسے آصف بن برخیا جانتے تھے۔

بالکل یہی صورتِ حال قرآنِ کریم میں ہے۔ یہاں بھی ذہن اسمِ اعظم کی جستجو میں حروفِ مقطعات کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ حضراتِ صحابہ، حضراتِ مفسرین اور جلیل القدر علماء کے اقوال ہم گذشتہ صفحات میں نقل کر آئے ہیں۔ ان میں اکثر کی رائے اور رجحان یہی ہے کہ مقطعاتِ قرآنیہ سربستہ راز ہیں جنھیں صرف اللہ تعالیٰ، اس کے محبوب نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور راسخین فی العلم ہی جانتے ہیں۔ باقی اوروں کی علمی و ذہنی رسائی وہاں تک ممکن نہیں۔ اسمِ اعظم بھی ایک عظیم ترین راز ہے اس لئے عین ممکن ہے کہ اس کو حروفِ مقطعات کے رازوں میں ہی مضمر رکھا گیا ہو۔

احادیث میں اسمِ اعظم کی طرف اشارات

اسمِ اعظم سے متعلق احادیث میں کسی جگہ بھی تعیین نہیں ہے۔ صرف اشارات ہیں۔ اگر اسمِ اعظم متعین کر کے بتا دیا گیا ہوتا تو پھر بات صاف ہو جاتی، طے ہو جاتی، ایسے ہی حروفِ مقطعات کے بارے میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما دیتے تو پھر کسی کاوش و جستجو کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی اور علماء کے رجحانات میں جو اختلافات نظر آتے ہیں وہ نہ ہوتے۔ ویسے حروفِ مقطعات کے معنیٰ و مفہوم کا مسئلہ، عقائد کا مسئلہ

نہیں ہے، علم و معرفت کا مسئلہ ہے، عقائد کا معاملہ تو صرف اس حد تک ہے کہ حروفِ مقطعات قرآنِ کریم کے اجزاء ہیں۔ ان کی عظمتِ شان بھی یقیناً باقی دوسرے حروف والفاظ کی طرح ہے۔ البتہ بعض کم فہم لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مقطعات قرآن کے اجزاء نہیں ہیں، قرآن سے باہر کے حروف والفاظ ہیں، یہ بالکل غلط ہے، حقیقت کا انکار ہے۔ یہ لوگ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا کھلا مصداق ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمِ اعظم کے بارے میں جو اشارات فرمائے ہیں ان میں سے چند یہاں پیش کئے جا رہے ہیں۔ ابنِ ماجہ میں ہے کہ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ مجھے اسمِ اعظم بتا دیجئے۔ مگر آپ نے نہیں بتایا، خاموشی اختیار فرمائی۔ حضرت عائشہ نماز میں مشغول ہو گئیں۔ اور نماز سے فارغ ہو کر اس طرح دعا کرنے لگیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْكَ اللّٰهَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحِيْمَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ۔ دعا کے یہ الفاظ سن کر آپ نے فرمایا۔ عائشہ جن اسماء کے ساتھ تم نے دعا کی ہے ان میں اسمِ اعظم موجود ہے۔"

ترمذی شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء بنتِ یزید سے فرمایا کہ ان دو آیتوں میں اسمِ اعظم ہے۔

(۱) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝

(۲) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ۔

ابو امامہ سے ابنِ ماجہ مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ اسمِ اعظم تین سورتوں میں ہے۔ سورۂ بقرہ۔ سورۂ آلِ عمران۔ سورۂ طٰہٰ۔ حضرت قاسم جو ابو امامہ سے

یہ روایت نقل کر رہے ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے اس کو تینوں سورتوں میں تلاش کیا، مجھے معلوم ہوا کہ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اسم اعظم ہے۔ فخرالدین رازی اس قول کو بہت مضبوط قرار دے رہے ہیں۔ کیونکہ ان اسماء سے جناب حق تعالیٰ کی صفات ربوبیت جس شان سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ دوسرے اسماء سے نہیں ہوتیں۔

محدث طبرانی نے کتاب الکبیر میں حضرت عباسؓ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسم اعظم جس کی برکت سے دعا قبول ہوتی ہے، سورۂ آل عمران کی اس آیت میں ہے۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ الخ

حافظ جلال الدین سیوطیؒ (وفات ۹۱۱ھ) نے اپنے ایک رسالہ "الدر المنظم فی الاسم الاعظم" میں اسم اعظم کے تعلق سے بہت سے اقوال نقل کئے ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

القول الثانی انه مما استأثر الله بعلمه ولم یطلع علیه احداً من خلقه کما قیل بذٰلك فی لیلة القدر وفی ساعة الاجابة وفی الصلوٰة الوسطیٰ۔	قول ثانی یہ ہے کہ متعین طور پر اسم اعظم کسی کو معلوم نہیں اگرچہ اس کے خاص اسرار ہیں لیکن حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کو متعین طور سے اس کا علم نہیں جیسا کہ شب قدر، ساعت جمعہ اور صلوٰۃ وسطیٰ کا تعین کسی کو معلوم نہیں۔

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

الله. لانه اسمٌ لم یطلق علےٰ غیره ولانه الاصل فی الاسماء الحسنیٰ ومن ثم اضیفت الیه قال ابن	اسم اعظم لفظ اللہ ہے۔ اسلئے کہ یہ ایک ایسا نام ہے جس کا استعمال خدا کے سوا اور کسی کیلئے بھی نہیں۔ دوسرے تمام اسماء حسنیٰ میں لفظ اللہ ہی اسم ذات

ابی حاتم فی تفسیرہ حدثنا
الحسن بن محمد بن الصباح
حدثنا اسمٰعیل بن علیۃ
عن ابی رجاء حدثنی رجل
عن جابر بن عبد اللہ بن
زید انہ قال اسمُ اللہ
الاعظم ھو اللہ الم تسمع
انہ یقول ھو اللہ الذی
لا الٰہ الا ھو عالم الغیب
والشہادۃ ھو الرحمٰن الرحیم
وقال ابن ابی الدنیا فی کتاب
الدعاء حدثنا اسحٰق بن
اسمٰعیل عن سفیان بن
عیینۃ عن مسعر قال قال
الشعبی، اسم اللہ الاعظم
یا اللہ

ہے۔ باقی دیگر اسماء اس بابرکت اسم کی طرف منسوب ہیں۔ لفظِ اللہ ہمیشہ موصوف ہوتا ہے صفت نہیں، صفت دوسرے اسماء بنتے ہیں۔ ابنِ ابی حاتم اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ حسن بن محمد بن صباح کہتے ہیں کہ اسماعیل بن علیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو رجاء نے مجھ سے فرمایا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ جابر بن عبد اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسمِ اعظم "اللہ" ہے اور فرمایا دیکھو ھو اللہ الذی ...... آیت میں باری تعالیٰ نے اسماءِ حسنیٰ میں اللہ کو ذاتی نام قرار دیا ہے اور موصوف بنایا ہے۔ معلوم ہوا کہ اسمِ اعظم "اللہ" ہے محدث ابن ابی دنیا کتاب الدعا میں کہتے ہیں کہ مجھ سے سفیان بن عیینہ نے حضرت مسعر کے حوالے سے کہا کہ حضرت شعبی کا قول ہے کہ "یا اللہ" اسمِ اعظم ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

ایک اور جگہ ہے کہ

عن ابن عباسؓ ان عثمان
بن عفان سأل رسول اللہ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے

صلی اللہ علیہ وسلم عن	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بسم اللہ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	الرحمٰن الرحیم کے بارے میں سوال کیا
فقال ھو اسم من اسماء	آپؐ نے فرمایا کہ یہ اللہ کے اسماء
اللہ تعالیٰ و ما بینہ و بین	میں سے ایک ایسا اسم ہے کہ اس
اسم اللہ الاکبر الا کما	میں اور اللہ کے اسم اکبر میں اتنا
بین سواد العین و بیاضھا	قرب ہے جتنا کہ آنکھ کی سفیدی
من القرب ۔	اور سیاہی میں ۔

جلال الدین نے اپنے اسی رسالہ میں لکھا ہے کہ

ذوالجلال والإکرام لحدیث	ذوالجلال والاکرام، اسم اعظم ہے
الترمذی عن معاذؓ سمع	اس کی دلیل ترمذی کی وہ روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم	جس میں حضرت معاذ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
رجلا یقول یا ذا الجلال و	صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو
الإکرام، فقال قد استجیب	یَاذَاالْجَلَالِ وَالْإِکْرَام کہتے ہوئے
لک فاسئل ۔	سُنا ۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ۔ جو
	دل چاہے مانگ لو تمہاری دُعا مقبول ہوگی ۔

شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ "اللہ" اسم اعظم ہے"

صاحب التعلیق الصبیح کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام محمدؒ نے حضرت امام ابوحنیفہؒ سے دریافت کیا کہ اسم اعظم اسماء الٰہی میں سے کونسا اسم ہے"؟

اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا "اللہ" اسم اعظم ہے" اکثر علماء کی ترجیحی رائے یہی ہے کہ اللہ، اسم اعظم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ، اسم ذات ہے سوائے ذاتِ حق کے اس کا استعمال کہیں بھی کسی دوسرے کیلئے نہیں ہے۔ باقی

دوسرے جتنے اسماء ہیں وہ سب اسمائے صفات ہیں جن کا استعمال دوسروں کے لئے ہوتا ہے۔

بعض علماء نے لفظِ اللہ کے اسم اعظم ہونے کی دلیل میں یہ بات بھی بیان کی ہے کہ اسم اعظم سے متعلق روایاتِ مرفوعہ میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ اسم اللہ الاعظم الذی اذا دعی بہ اجاب، واذا سئل بہ اعطیٰ۔ الحدیث۔

مذکورہ عبارت میں الذی اسم موصول آیا ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسم اعظم کوئی متعین و مشخص نام نہیں بلکہ اسمائے الٰہیہ میں سے جس اسم کے ذریعہ اس کے خصوصی تقاضے پورے ہوتے ہوں یعنی جب دعا کی جائے تو قبول ہو اور جب کچھ مانگا جائے تو عطا ہو۔ بس وہی اسم اعظم ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسم اعظم جس کی برکت سے دُعا مقبول اور سوال پورا ہوتا ہے۔ وہ، وہ اسماءِ حسنیٰ ہیں جو زیادہ جامع اور تدلیات حق پر مبنی ہیں۔ اور جن کا استعمال ملاءِ اعلیٰ میں کثرت کے ساتھ ہوتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم اعظم معلوم تھا

ذہن یہ بات باور کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتا کہ اللہ کے سب سے بڑے اور سب سے اعلیٰ محبوب پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسم اعظم معلوم نہیں تھا۔ جیسا کہ بعض حضرات نے لکھا ہے' یہ غلط ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک مصاحب آصف بن برخیا کو جب اسم اعظم معلوم ہوسکتا ہے، تو دنیا کے سب سے بڑے انسان اور محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں معلوم نہیں ہوسکتا۔ یہ بات الگ ہے کہ آپؐ نے مشخص طور پر اس کا افشا نہیں کیا۔ اس کی طرف لطیف اشارات کردئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً اس کا علم تھا۔ نہ صرف

آپؐ ہی کو علم تھا بلکہ آپؐ کی امت میں راسخین فی العلم بھی اسم اعظم کو پوری طرح جانتے تھے۔

اسم اعظم سے متعلق ایک نکتہ

اسم اعظم سے متعلق اور بھی آیات و روایات ملتی ہیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ کسی بھی آیت یا کسی بھی روایت کے بارے میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ یہ آیت یا یہ کلمہ اسم اعظم ہے۔ بلکہ فرمایا گیا ہے کہ اس آیت میں یا ان دعائیہ کلمات میں اسم اعظم ہے۔ یہ حقیقت ذہن نشین کر لینے کے بعد جب ہم ان آیات و احادیث پر غور کرتے ہیں جن میں اسم اعظم کے موجود ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں حروفِ مقطعات میں سے کوئی نہ کوئی حرف ضرور موجود ہے اور اغلب یہ ہے کہ آپؐ کا اشارہ اسی حرف کی طرف ہوتا ہے۔

توراتی مقطعات

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مرحمت کیجانے والی کتاب "تورات" میں بھی حروفِ مقطعات آئے ہیں۔ جن کی تعداد سات ہے۔ عبرانی حروف کی صورت عربی حروف کی صورت سے مختلف ہے اور تلفظ میں بھی کچھ فرق ہے جیسے ذیل میں دیکھا جا سکتا ہے

عبرانی حروف کی صورت	عبرانی حرف کا نام	عربی حروف
א	اے لیف	ا
ד	دے لیتھ	د
ה	ہے	ح
ט	ٹیتھ	ط
י	یودھ	ی
פ	پے	ف
צ	تسہ	ص

توراتی مقطعات میں دٓ اور قٓ کو چھوڑ کر باقی حروف وہی استعمال ہوئے ہیں جو قرآنی مقطعات میں آئے ہیں ممکن ہے اصل توراۃ میں دٓ اور قٓ کی جگہ دوسرے حروف ہوں اور بعد میں ان کی شکل بدل کر دٓ اور قٓ کر دی گئی ہو

شیخ عبدالعزیز کا ارشاد

ان دونوں حرفوں کے بارے میں مولانا حافظ احمد ابن مبارک سلجماسیؒ اپنے شیخ غوث العارفین حضرت عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ کے حروف مقطعات کے سلسلے میں اہم ملفوظات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"اب تفسیر سنو کٓھٰیٰعٓصٓ کی کہ ہر حرف کے معنی بلحاظ وضع جدا ہیں چنانچہ کاف اگرچہ ایک حرف ہے مگر اس کے تلفظ میں الف اشباع کا ہے اور دو حرف مستقل ہیں۔ لٓ اور فٓ، کاف مفتوح کے معنی ہیں بندہ اور فار ساکن فاء مفتوح کے معنیٰ کو محقق کرنے کیلئے آیا کرتا ہے اور فار مفتوحہ کے معنیٰ ہیں لا یطاق۔ پس فار ساکن نے جب اس کو محقق کیا تو اس کا ترجمہ یہ ہوا کہ اس کا بیرون از طاقت ہونا محقق ہے۔ جس میں کسی قسم کا بھی شک وشبہ نہیں۔ اور ہٓ بروئے وضع دلالت کرتی ہے رحمتِ طاہرہ صافیہ پر جس میں نام کو بھی کدورت وغیرہ نہ ہو۔ اور یا ندا کیلئے ہے۔ اور عین بلحاظِ تلفظ مرکب ہے تین حروف سے کہ عٓ مفتوحہ دلالت کرتا ہے کوچ کرنے اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے پر اور یار ساکن دلالت کرتی ہے تداخل اور اختلاط پر۔ اور نون ساکن، نون مفتوحہ کے معنیٰ کو محقق کرتا ہے اور نون مفتوحہ کے معنیٰ ہیں۔ خیر وخوبی جو ذات میں قائم وشامل ہو۔ اور نون ساکن نے اس کو محقق کیا کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اور صٓ میں بھی بلحاظ تلفظ دو حرف ہیں۔ پس ص مفتوحہ دلالت کر رہا ہے خلار محشر پر

اور دؔ ساکن صاؔد کے معنیٰ محقق کرنے کیلئے ہے۔ کیونکہ حروفِ اشارہ میں سے ہے۔ اور حروفِ اشارہ اپنے ماقبل کو محقق کیا کرتا ہے۔ لہٰذا کٓھٰیٰعٓصٓ اعلان ہے حق تعالیٰ کی طرف سے تمام مخلوقات کے لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ اور اس کا احسان ہے تمام مخلوق پر کہ انھوں نے اس نبیٔ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے انوار کا استفادہ کیا۔"

حضرت شیخ اس سلسلے کی مزید تفصیلات بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:" یہ حرفِ مقطع یعنی حرفِ ف ان ہی خاصانِ خدا اور ان انعامات وافضال کی طرف اشارہ کر رہا ہے جن سے حق تعالیٰ نے ان کو نوازا ہے اور جو ان پر مبذول فرمائے ہیں۔ اور یہی وہ سر جو اس حرف میں رکھا ہوا ہے کہ وہ اسماءِ الٰہیہ میں کا ایک اسم ہے جس کی اضافت اس نوع کی طرف کی گئی ہے جو عند اللہ معزز و محترم ہے جیسے عربی زبان میں سلطان اور اردو میں بادشاہ کا لفظ اشارہ کر رہا ہے۔ ملک اور رعیت کی طرف خواہ رعیت دیندار ہو یا بد زین جیسے اہلِ ذمہ کفّار، لیکن جب بادشاہ کی کوئی مدح کرے گا تو سلطان المسلمین کے لفظ سے کرے گا کہ مضاف الیہ یعنی لفظِ مسلمین، براہِ ادب و تعظیم اہلِ ذمہ کفار کو نکال دے گا۔ اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے وہ بھی داخل رہیں گے۔ کیونکہ وہ بادشاہ تو دونوں ہی فریق کا ہے۔"

حرف دؔ اور فؔ اگرچہ صراحتاً قرآنی مقطعات میں سے نہیں۔ لیکن شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ الہامی اور اہم تقریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ان دونوں حرفوں کا مقطعات سے بہت قریبی تعلق ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ایک سوال اور اس کا جواب

حروفِ مقطعات کی اہمیت اور ان کے اسرار کے پیشِ نظر یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ اسمِ اعظم جو خود اسرارِ الٰہیہ میں سے ایک عجیب و غریب اثرات و خصوصیات کا حامل اسم ہے۔ انہی حروفِ مقطعات میں پوشیدہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تمام مقطعات وہ مکرر ہوں یا غیر مکرر، ہمارے سامنے ہیں۔ جن کی ہم شب و روز تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ مگر کوئی اعجازی قوت ہمیں حاصل نہیں ہوتی۔ آخر ایسا کیوں؟

جواب یہ ہے کہ مقطعات میں سے کسی ایک کو متعینہ طور پر اسمِ اعظم سمجھنا صحیح نہیں، صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی ایک حرفِ مقطع کو دوسرے کسی خاص حرف یا لفظ کے ساتھ ملانے سے اسمِ اعظم بنتا ہے۔ جیسے حیّ، قیوّم کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اس میں اسمِ اعظم ہے۔ یا۔ یاذا الجلال والاکرام وغیرہ آیات و کلمات میں اسمِ اعظم بتایا گیا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ اسمار بجائے خود بابرکت اور معزز و محترم ہونے کے باوجود خود اسمِ اعظم نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں اسمِ اعظم پوشیدہ ہے۔ یعنی ان اسمار میں وہ حرف موجود ہے جو اسمِ اعظم کا جزو اعظم ہے۔ جب تک اس کو اس کے دوسرے صحیح اجزار کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا۔ اسمِ اعظم نہیں بنے گا۔ وہ دوسرے کون سے حروف ہیں جن سے ملایا جائے؟ اس کے لئے قرآن کریم میں حروف و الفاظ کا بحرِ بیکراں موجود ہے۔ اس تمام گفتگو کا نتیجہ اور ماحصل یہ ہوا کہ حروفِ مقطعات اور ان میں مضمر اسمِ اعظم تک رسائی بغیر خصوصی فضلِ خداوندی کے ممکن نہیں ہے۔

قرآن کریم سرچشمۂ علوم

اہلِ علم اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہیں کہ قرآنِ کریم حق تعالیٰ کا کلام ہے جو اس کے آخری اور محبوب ترین نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بتدریج نازل ہوا ہے۔ اور چونکہ آپ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا اس لئے خدائے پاک نے اپنے اس کلام میں وہ تمام خوبیاں اور رہنما اصول جمع کر دیئے ہیں جو روئے زمین پر آباد تمام انسانوں کے لئے کافی ہیں۔ دَور کوئی بھی ہو، حالات کیسے بھی ہوں، قرآنِ حکیم معجزانہ طور پر ہر صورت میں بہترین رہنمائی کرتا ہے۔ انسانی ضروریات کے لئے جامع ہدایات پیش کرتا ہے، جن میں کسی وقت بھی بنیادی طور پر کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔

دورِ نبوت نزولِ قرآنی کا اہم دَور تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اکابر صحابہ کا مبارک دَور تھا جس میں قرآنی احکام کو نافذ کیا جا رہا تھا، عملی زندگی میں فروغ دیا جا رہا تھا ـــــ پھر متصلاً ہی احادیثِ نبوی کو جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ حضراتِ صحابہ اور پھر حضراتِ تابعین نے کتابت کے ذریعہ احادیث کو محفوظ کرنے کے کام کو اپنی فعال زندگی کا اہم مقصد بنالیا۔ اُس دور میں ان مقدس حضرات کی تمام تر توجہ اسی کام پر مبذول رہی۔ وہ تندہی، جانفشانی اور احساسِ ذمہ داری کے ساتھ اس عظیم کام میں ہمہ تن مصروف

ہو گئے۔ بلاشبہ احادیث جمع کرنے کا کام اپنی جگہ ایک اہم کام تھا جسے اگرچہ پوری طرح انجام دینے کی کوشش کی گئی۔ تاہم پوری احتیاط نہیں ہو پائی۔ کثرت سے وہ احادیث بھی جمع ہو گئیں، جنھیں احادیث کہنا ہی غلط ہے، اور جو اہل یہود اور منافقین کی گہری سازشوں کا نتیجہ تھیں جنھیں دین میں رخنہ اندازی اور شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے نہایت چابکدستی سے کام لے کر احادیث کا نام دے دیا گیا تھا۔ بعد میں جب محدثین حضرات کی محتاط جماعت پیدا ہوئی تو ان کے سامنے سب سے پہلا مسئلہ یہ تھا کہ احادیث کے ذخیرہ میں جو آمیزشیں ہیں انھیں دور کیا جائے اور صحیح احادیث کا انتہائی احتیاط کے ساتھ انتخاب کیا جائے۔ چنانچہ اللہ کے ان مخلص اور بلند ہمت بندوں نے شب و روز محنت کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ کام اگرچہ بہت مشکل تھا مگر ان بلند ہمت حضرات نے اس کو انجام تک پہنچانا اپنی زندگی کا حاصل بنا لیا تھا، اور وہ اس میں کامیاب رہے۔ انھوں نے اصولِ حدیث اور اسمائے رجال کا فن مرتب کیا۔ اس طرح احادیثِ صحیحہ کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ فَالحمدُ للہ علیٰ ذالک

دیگر علوم وفنون کی ایجاد

بعد کی صدیوں میں کتاب و سنت کی روشنی میں بہت سے علوم وفنون مستنبط کئے گئے۔ فنِ تفسیر، اصولِ تفسیر، فقہ، اصولِ فقہ، علمِ کلام، علمِ تصوّف اور علمِ جفر وغیرہ جنھیں آج بھی باقاعدہ فنون کی حیثیت حاصل ہے۔

قرآنِ کریم ایک نسخۂ شفا

قرآنِ کریم جس طرح ہدایت، ارتقاءِ روحانیت اور اصلاحِ نفس کا بے نظیر نسخہ ہے اسی طرح دنیاوی مقاصد اور جسمانی امراض کے لئے بھی نسخۂ شفا ہے۔ وَ نُنَزِّلُ

مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَشِفَاءٌ لِّلنَّاسِ

قرآن اور سائنس

قرآنِ کریم کی آیاتِ کریمہ اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ سے انتہائی جامع ہیں جن لوگوں نے سائنسی نقطۂ نگاہ سے قرآنِ حکیم کا مطالعہ کیا ہے، انھیں کبھی مایوسی نہیں ہوئی بلکہ بہت کچھ ملا ہے۔ سیکڑوں اشارات ایسے ہیں جن سے ایجادات کے سلسلے میں کافی آگے تک رہنمائی ملتی ہے۔ قرآن نے انسانی فکر اور اس میں مضمر قوتِ تجسس کو اُبھارنے کی کوشش کی ہے۔ کائنات میں تدبر اور غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ قرآنِ حکیم کی کتنی واضح آیت ہے :

لَقَدْ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ	ہم نے لوہا نازل کیا جس میں لوگوں کے لئے
بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ	شدید مضرتیں ہیں اور بیشمار منافع بھی۔

آج سائنس کی دنیا میں لوہے کی جو اہمیت ہے اور قرآن کی بتائی ہوئی صفتوں کے ساتھ ہے، اُس سے آج کی ساری دنیا واقف ہے۔ چاقوؤں، چھُریوں، سریوں، گاڈروں، ریلوں اس کی پٹریوں سے لے کر بندوقوں، توپوں، ٹینکوں اور خوفناک بموں تک میں اس کی اہمیت کو (دونوں صفتوں کے ساتھ) پوری طرح محسوس کیا جاسکتا ہے، نہ صرف محسوس کیا جاسکتا ہے بلکہ کھُلی آنکھوں دیکھا بھی جاسکتا ہے اور دیکھا بھی جارہا ہے۔

قرآن کریم زندگی کے ہر موڑ پر رہنما

فقہ ہو یا اصولِ فقہ، عقائد کا فن ہو یا علمِ کلام، تاریخ ہو یا جغرافیہ، علمِ تصوف ہو یا علم جفر، روحانی امراض کا علاج ہو یا امراضِ جسمانی کا معاملہ، قرآن حکیم کو آپ

تہی دامن نہ پائیں گے۔ زندگی کے ہر موڑ پر خواہ وہ انفرادی زندگی کا موڑ ہو یا اجتماعی زندگی کا، قرآنِ کریم مکمل رہنمائی کرتا ہے بشرطیکہ اخلاصِ نیت اور طلبِ صادق کے جذبہ سے اس کی طرف رجوع کیا جائے۔

ہمارا عقیدہ ہے اور پختہ عقیدہ کہ قرآنِ کریم دینی و دنیوی تمام علوم کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ مگر جواہرات کو پرکھنے کے لئے اچھے جوہری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اہلِ تصوف نے روحانیت میں غوطے لگائے، ریاضتیں کیں جسمانی مشقتیں برداشت کیں۔ لمبے لمبے چلّے کئے، جس کے نتیجہ میں قرآنِ حکیم کے بہت سے سربستہ راز ان پر منکشف ہوگئے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (قرآن)

جو لوگ ہماری راہ میں جہد کرتے ہیں، ہم ان کی رہنمائی کرتے ہیں اور بہت سے راستے ان پر کھل جاتے ہیں۔

روحانی علاج معالجہ

ہمارے نیک دل اکابر و اسلاف نے امراضِ جسمانی اور مادّی مقاصد کے لئے بھی قرآنِ حکیم کی طرف رجوع کیا ہے۔ اس کے لئے ان حضرات نے مقاصد کے عین مناسب آیات کا انتخاب کیا، اور ان پاک باطن اولیاء اللہ پر من جانب اللہ جو طریقے الہام ہوئے ان کے مطابق اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے مخلوقِ خدا کی ٹھوس خدمات سرانجام دیں۔ ان کا پختہ عقیدہ اور یقین تھا کہ دین و دنیا کی فلاح کے لئے اللہ کی یہ کتاب بہترین رہنما ہے۔ ایک طرف اگر یہ ہدایت کا سرچشمہ ہے تو دوسری طرف دنیوی مقاصد کے حصول اور جسمانی امراض کے لئے نسخۂ شفا ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس پہلو سے لوگوں کو بے شمار فائدے پہنچائے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

معجزۂ قرآنی

یوں تو خدا تعالیٰ کا کلام عجائبات و معجزات کا مجموعہ ہے۔ مگر علماء وصوفیاء کی ایک بڑی جماعت نے علاج و معالجہ کے سلسلے میں بھی قرآنی آیات کو استعمال کیا ہے۔ اور اہلِ حاجات کو قرآنی آیات سے تیار کردہ نقوش استعمال کرائے ہیں۔ جو بہت کامیاب رہے۔ اور جن کی محیر العقول کامیابیوں کو دیکھ کر وہ حضرات خود حیران رہ گئے۔

حروف و اعداد

علم الحروف والاعداد ایک ایسا علم ہے جس کے رموز و اثرات اولیاء اللہ کے سوا دوسرے لوگ نہیں جانتے، جانتے ہیں تو بالکل سطحی طور پر ؎

ہیمیا و سیمیا و کیمیا　　　کس نداند جز بساطِ اولیاء

اس علم میں ایک حرف کو دوسرے حرف کے ساتھ جوڑ کر ان کی قوت و تاثیر حاصل کی جاتی ہے۔ جیسے جڑی بوٹیوں میں ایک کو دوسری تیسری اور چوتھی بوٹی سے ملا کر اور جوشاندہ بنا کر یا مکس کر کے ان کی اجتماعی طاقت اور سرعتِ تاثیر میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ طبِ یونانی اور ایلوپیتھک میں اس موثر عمل کو آسانی کے ساتھ ہر وقت دیکھا جاسکتا ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ یہ دونوں فن اسی عمل کے مرہونِ منت ہیں تو بات کوئی بے جا نہ ہوگی، اور پھر جس طرح ان دواؤں کے جوہر نکال کر ان کے اثرات کو مزید بڑھا لیتے ہیں۔ اسی طرح حروف کے جوہر یعنی اعداد نکال کر ان کے اثرات سے زبردست فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

نقوش میں اعداد کا استعمال

مادی مقاصد میں قرآنی کلمات سے نمایاں اور عظیم کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے

ان اکابر نے اعداد کو حروف کا قائم مقام بناکر یا ان کے جوہر بناکر قرآن مجید کی آیات سے نقوش تیار کئے۔ اس طرح ان بزرگوں نے اَلْخَلْقُ عِيَالُ الله (مخلوق اللہ کا کنبہ ہے) کے تحت اپنی خدمات کے دائرے کو وسیع تر بنالیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں پر بہاروں کا سایہ رکھے۔ امین

قرآنی اعداد اور ان کی عظیم تاثیرات

ہزار ہا تجربات کے بعد اہل اللہ پر قرآنِ حکیم کا یہ معجزہ بھی منکشف ہوگیا کہ مقاصد و امراض میں قرآنی کلمات اور ان کے اعداد دونوں ہی حیرت انگیز تاثیرات رکھتے ہیں۔

تعویذات کے موضوع پر اسلاف کی خدمات

تعویذات کے سلسلے میں سیکڑوں جلیل القدر علماء اور حضراتِ صوفیاء نے مختلف انداز میں مؤثر خدمات انجام دی ہیں۔ مذکورہ موضوع سے متعلق جن علماء واکابر کی کتابیں شہرۂ آفاق ہوئیں ان کی تعداد بھی سیکڑوں سے متجاوز ہیں۔ اس وقت ان میں سے چند کتابیں ہمارے پیشِ نظر ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رح کی کتاب الاوفاق، اس میں بعض نقوش حروف پر مشتمل ہیں اور بعض اعداد پر اور بعض مشترکہ۔

امام احمد بن علی بونی رح کی شمس المعارف ولطائف العوارف اور منبع اصول الحکمۃ۔ یہ کتابیں اپنی جگہ نہایت اہم۔ واقعہ تو یہ ہے کہ ایسی ضخیم کتابیں لکھ کر امام احمد بن علی بونی نے ملتِ اسلامیہ پر بڑا احسان فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں آیات و اعداد پر مشتمل نقوش ہیں۔ جو بلاشبہ زندگی کی سیکڑوں ضروریات کے لئے انتہائی نافع اور

کارآمد ہیں۔

علامہ تلمسانی کی کتاب الشموس الانوار و کنوز الاسرار۔ اور علامہ ابنِ اسعد یمنی شافعی رح کی کتاب الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم، فنِ تعویذات کی عظیم الشان کتابیں ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ اور حلقۂ علماء کا تعامل

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح، حضرت شاہ عبد الغنی رح، حضرت شاہ عبد العزیز رح، حضرت شاہ عبد القادر رح، حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دیوبندی مہاجر مدنی رح، حضرت مولانا سید اصغر حسین دیوبندی رح، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح، استاذِ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رح، جیسے پاک باطن اور سراپا خلوص بزرگوں نے کہیں حروف سے اور کہیں اعداد سے کام لے کر مخلوقِ خدا کی عظیم خدمات انجام دی ہیں۔

اعداد پر مشتمل نقوش کا حکم

ملفوظاتِ حکیم الامت میں ہے کہ جو نقوش صرف اعداد پر مشتمل ہوں ان میں موم جامہ کی ضرورت نہیں۔

اعداد بجائے حروف

قدیم زمانہ ہی سے ہر حرف کے لئے ایک عدد متعین کر دیا گیا ہے بالکل اسی طرح جیسے مفہوم کی ادائیگی کے لئے حروف اور الفاظ مقرر ہیں۔

حروف اور اعداد

اعداد کا فن ہزاروں سال پہلے سے دنیا میں رائج ہے. قدیم یونانی اور عبرانی زبان کے ماہر اہلِ علم نے اس کو ایجاد کیا تھا. جب اہل عرب میں علم جفر کا شوق پیدا ہوا تو انھوں نے اس علم کی بنیاد ابجد کے ۲۸ عربی حروف پر رکھی۔ ابجد... آٹھ چھوٹے چھوٹے کلموں پر مشتمل عربی کے حروفِ تہجی کا مجموعہ ہے۔

ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ

بعض لوگوں نے ان کلموں کے معانی بھی بیان کئے ہیں. بعض کی رائے ہے کہ ان کلموں میں معانی کا کوئی لحاظ نہیں ہے. صرف اعدادی مراتب کو پیشِ نظر رکھ کر حروفِ تہجی کی ترتیب قائم کی ہے۔

بعض محققین کا قول ہے کہ یہ آٹھوں لفظ ابنِ مرہ کے آٹھ بیٹوں کے نام ہیں۔ جس نے علم الاعداد کا طریقہ عربی زبان میں رائج کیا تھا. بعض اہل علم کی تحقیق یہ ہے کہ اس علم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُتارا گیا تھا، چنانچہ توراتؑ میں احکام کے چھٹے اور ساتویں حصہ میں ابجد کے چھ کلمے پائے جاتے ہیں۔

ابجد ہوزح طیکل منسع فصقر شتث

عبرانی زبان میں حروفِ تہجی کی کل تعداد یہ ۲۲ حروف ہیں۔ زمانۂ قدیم کے بنی اسرائیل انہی کلمات سے کام لیتے تھے۔

قرآنی حروف تہجی

وہ حروف جن سے کلامِ الٰہی ترکیب پذیر ہے، ۲۸ ہیں۔

ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق

ک ل م ن و ہ ی۔ ان حروف کے مجموعی اعداد ۵ ۹۹ ۵ ہوتے ہیں۔ علم الاعداد کی رو سے جب ان کو جمع کرتے ہیں تو ان کا ابتدائی مجموعہ بھی ۲۸ ہی ہوتا ہے۔ ان مذکورہ ۲۸ حروف میں سے نصف ۱۴ حروف کو باری تعالیٰ نے مقطعات میں استعمال کیا ہے۔ آ، لٓ، مٓ، رٓ، کٓ، ہٓ، یٓ، عٓ، صٓ، طٓ، سٓ، قٓ، نٓ، حٓ۔ ان حروف کو اصطلاح میں حروفِ نورانی کہتے ہیں۔

جن کا مجموعہ نَصَّ حَکِیْمٌ قَاطِعٌ لَہٗ سِرٌّ ہے

نوٹ :-

حروفِ نورانی کے اعداد ایک سے شروع ہو کر ایک ہزار تک پہنچتے ہیں۔ ان میں کم سے کم عدد والا (الف) ہے۔ اور بڑی رقم والا ق ہے۔ جس کے عدد ۱۰۰ ہیں۔ علم العدد میں جس کا نتیجہ ایک ہی مانا جاتا ہے اس لحاظ سے حروف نورانی کے اعداد پر جب ہم غور کرتے ہیں تو اس کی ابتدا میں بھی وحدت ملتی ہے۔ اور اعداد کا اختتام بھی وحدت پر ہوتا ہے۔

حروفِ نورانی کی مختلف تراکیب

ان ۱۴ حروفِ نورانی کو مختلف تراکیب کے ساتھ قرآنِ مجید کی ۲۹ سورتوں میں دہرایا گیا ہے۔ جنھیں مندرجہ نقشہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

الٓمٓ	حٰمٓ	الٓرٰ	الٓمٓرٰ
طٰسٓ	طٰسٓمٓ	یٰسٓ	نٓ
کٓھٰیٰعٓصٓ	کٓھٰیٰعٓصٓ	الٓمٓصٓ	صٓ
قٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ	طٰہٰ

نوٹ:-

حروفِ مقطعات کی یہ مختلف تراکیب ہیں۔ یعنی دو ۲ یا دو ۲ سے زائد حروف مرکب شکل میں لکھے جاتے ہیں مگر پڑھنے کے وقت ان حروف کو الگ الگ پڑھتے ہیں۔ اسی لئے اُن کو مقطعات قرآنیہ کہتے ہیں۔

مقطعات میں حروفِ نورانی کی تعداد

ا تیرہ ۱۳ مرتبہ، ل تیرہ ۱۳ مرتبہ، م سترہ ۱۷ مرتبہ، ر چھ ۶ مرتبہ، ہ دو ۲ مرتبہ، ی دو ۲ مرتبہ، ع دو ۲ مرتبہ، ص تین ۳ مرتبہ، ط چار ۴ مرتبہ۔ س پانچ ۵ مرتبہ، ق دو ۲ مرتبہ، ن ایک مرتبہ، ح سات ۷ مرتبہ

۲۹ سورتوں میں مقطعات کا استعمال

۱	الٓمّٓ	سورۂ بقرہ	پ۱
۲	الٓمّٓ	〃 عمران	پ۳
۳	الٓمّٓصٓ	〃 اعراف	پ۹
۴	الٓرٰ	〃 یونس	پ۱۱
۵	الٓرٰ	〃 ھود	پ۱۱
۶	الٓرٰ	〃 یوسف	پ۱۲
۷	الٓمّٓرٰ	〃 رعد	پ۱۳
۸	الٓرٰ	〃 ابراہیم	پ۱۳
۹	الٓرٰ	〃 حجر	پ۱۳
۱۰	کٓہٰیٰعٓصٓ	〃 مریم	پ۱۶
۱۱	طٰہٰ	〃 طہٰ	پ۱۶
۱۲	طٰسٓمّٓ	〃 شعراء	پ۱۹
۱۳	طٰسٓ	〃 نمل	پ۱۹
۱۴	طٰسٓمّٓ	〃 قصص	پ۲۰
۱۵	الٓمّٓ	〃 عنکبوت	پ۲۰
۱۶	الٓمّٓ	سورۂ الروم	پ۲۱
۱۷	الٓمّٓ	〃 لقمٰن	پ۲۱
۱۸	الٓمّٓ	〃 السجدہ	پ۲۱
۱۹	یٰسٓ	〃 یٰسٓ	پ۲۲
۲۰	صٓ	〃 صٓ	پ۲۳
۲۱	حٰمٓ	〃 مومن	پ۲۴
۲۲	حٰمٓ	〃 حٰمٓ السجدہ	پ۲۴
۲۳	حٰمٓ عٓسٓقٓ	مومن	پ۲۵
۲۴	حٰمٓ	〃 زخرف	پ۲۵
۲۵	حٰمٓ	〃 دخان	پ۲۵
۲۶	حٰمٓ	〃 الجاثیہ	پ۲۵
۲۷	حٰمٓ	〃 الاحقاف	پ۲۶
۲۸	قٓ	〃 قٓ	پ۲۶
۲۹	نٓ	〃 نٓ	پ۲۹

حروفِ مقطعات کے رُوحانی فوائد

ہم بتا چکے ہیں کہ جمہور مفسرین کے نزدیک حروفِ مقطعات اسرارِ الٰہیہ میں سے ہیں۔ ہم یہ بھی عرض کر چکے ہیں کہ علماء اور صوفیاء کی ایک جماعت ان حروف کو اسمِ اعظم قرار دیتی ہے۔ یا ان میں اسمِ اعظم پنہاں مانتی ہے نیز ان اکابر نے مقطعات کے عجیب و غریب خواص بیان فرمائے ہیں۔ بعض اکابرؒ نے راہ میں پیش آنے والے حادثات سے تحفظ کے لئے، تمام حروف کو یکجا کر کے ان کو حفظ کرنے اور سفر و حضر میں وظیفہ کے طور پر پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے بعض نے ان کو لکھ کر پاس رکھنے کے بے شمار فوائد بیان کئے ہیں۔ بعض نے حروفِ مقطعات کے اعداد نکال کر نقش لکھے ہیں اور ان کی بہت کچھ تاثیرات تحریر فرمائی ہیں۔ بعض نے بعینہٖ حروف سے نقش مرتب کئے ہیں اور ان کے بہترین خواص بیان فرمائے ہیں۔ پھر اُن اکابرؒ نے نہ صرف یہ کہ مجموعی حروف یا ان کے اعداد سے خدمت خلق کی ہے یا ان کو نفع بہم پہنچایا ہے۔ بلکہ حروفِ مقطعات کے ایک ایک مجموعہ پر الگ الگ کلام کیا ہے۔ جن حروف سے مقطعات ترکیب پذیر ہیں۔ ان میں بھی بڑی لطیف تاثیرات پائی جاتی ہیں۔ جو تجربات میں آ چکی ہیں۔

اب ہم ان حروف کی الگ الگ تاثیرات لکھیں گے اور پھر تمام حروف کے مجموعی خواص بیان کریں گے۔

الٓمّٓ

الٓمّٓ	الٓمّٓ	الٓمّٓ
الٓمّٓ	الٓمّٓ	الٓمّٓ
الٓمّٓ	نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ	الٓمّٓ

خاصیت:۔ علم و معرفت اور حافظہ کیلئے مجرب نقش ہے۔ مشک و زعفران اور گلاب سے چینی کی پلیٹ پر یہ نقش لکھے۔ جمعرات، جمعہ، ہفتہ، تین دن تک بعد نمازِ فجر یہ تین نقش لکھے۔ جس کو استعمال کرانا مقصود ہو تو وہ جمعرات، جمعہ، ہفتہ۔ تین دن تک روزہ رکھے۔ اور ہر دن ایک نقش آبِ زمزم سے گھول کر روزہ افطار کرے۔ انشاء اللہ بے حد فوائد حاصل ہوں گے۔

الٓمٓصٓ

خاصیت:۔ علامہ صیفی نے حرز الامسان میں لکھا ہے کہ طالع برج کے وقت سونے چاندی کی تختی پر جس کا وزن ایک تولہ ہو الٓمٓصٓ کا نقش مندرجہ ذیل طریقہ پر کندہ کرائیں۔ اور زرد ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر زعفران اور گوگل کی دھونی دیں۔ اور پھر بائیں بازو پر باندھ کر حاکم کے سامنے جائیں۔ حاکم مہربان ہوگا اور عزت کے ساتھ پیش آئے گا۔ نقش یہ ہے۔

ا	ل	م	ص
م	ص	ا	م
ص	م	ا	م
ل	ا	ص	م

الٓرٰ الٓمٓرٰ

قٓ	الٓرٰ	الٓرٰ
الٓرٰ	الٓرٰ	صٓ
الٓمٓرٰ	نٓ	الٓرٰ

خاصیت:۔ یہ نقش علوِ مرتبت اور مخلوق میں امتیازی مقام کے حصول میں عجیب تاثیر کا حامل ہے

طریقہ:۔ قمر در عقرب کے وقت اس نقش کو گلاب و زعفران سے لکھ کر موم جامہ کر کے اپنی ٹوپی یا پگڑی میں رکھے۔ نہایت مجرب اور زود اثر ہے

نوٹ:۔ ہر ماہ قمر برجِ عقرب میں آتا ہے۔ اس کے داخلہ کی تاریخیں کسی صحیح تقویم سے معلوم ہو سکتی ہیں

کٓهٰیٰعٓصٓ

ص	ع	ی	ه	ك
ك	ص	ع	ی	ه
ه	ك	ص	ع	ی
ی	ه	ك	ص	ع
ع	ی	ه	ك	ص

خاصیّت:۔ شمس المعارف میں امام بونیؒ نے لکھا ہے کہ یہ نقش محبت اور قبولیتِ عامہ کیلئے نہایت مفید ہے۔ امام بونیؒ فرماتے ہیں کہ طالع مشتری کے وقت یہ نقش زرد رنگ کے ریشمی کپڑے پر لکھ کر پاس رکھے

دیگر

کٓهٰیٰعٓصٓ کا یہ اعدادی نقش ہے محبت و تسخیر میں مستقل ہے۔ اور بارہا کا آزمودہ بھی۔

۶۶	۶۱	۶۸
۶۷	۶۵	۶۳
۶۲	۶۹	۶۴

طٰہٰ

دُرِ نظیم فی خواص القرآن العظیم میں علامہ ابنِ اسعد شافعیؒ نے طٰہٰ کے عجیب وغریب خواص تحریر کئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ سونے کی تختی پر طٰہٰ کو شرفِ آفتاب کے وقت اس طرح کندہ کرائے۔

طا	طا	طا	طا	طا	طا	طا	طا
ھا	ھا	ھا	ھا	ھا	ھا	ھا	ھا

یہ نقش دفعِ سحر، دفعِ آسیب، دشمنوں سے تحفظ، محبت وتسخیر اور فتوحاتِ غیبی کے لئے اکسیر ہے۔

دیگر:۔ طٰہٰ سے الحسنیٰ تک مشک وزعفران، کافور اور گلاب سے چینی کی پلیٹ پر لکھے۔ اور خوشبودار تیل سے پلیٹ کے حروف صاف کرکے وہ تیل ایک شیشی میں بھرلے۔ اس میں تھوڑا سا عنبر بھی ملالے جب حاکم کے سامنے جائے تو تھوڑا سا تیل چہرے پر مل کر جائے۔ حاکم محبت سے پیش آئے گا۔

طٰسٓمٓ

(تسخیرِ خلائق کا ایک مؤثر عمل)

خاصیت:- طٰسٓمٓ کو اگر عقیق پر کندہ کرا کر پہنا جائے تو تسخیر خلائق حاصل ہو۔ ہر شخص اس کے ساتھ عزت و توقیر سے پیش آئے۔

۷۸۶

۴۰	۳۲	۳۷
۳۴	۳۶	۳۹
۳۵	۴۱	۳۳

طٰسٓمٓ کا یہ نقش دفع سحر اور تسخیر محبوب کیلئے لاجواب نقش ہے۔ گلاب و زعفران سے لکھکر اپنے پاس رکھے۔

طٰسٓ

(تسخیر محبوب اور دفع سحر کا ایک نادر عمل)

خاصیت:- طٰسٓ سے المبین تک اگر گلاب و زعفران سے لکھکر سحر زدہ کو پلائیں تو شفا حاصل ہو اور اگر کسی پاگل کو چند روز پلائیں تو وہ صحیح ہو جاتے۔

۷۸۶

۲۶	۱۹	۲۴
۲۱	۲۳	۲۵
۲۲	۲۷	۲۰

طٰسٓ کا یہ نقش بچہ کے رونے اور ضد کرنے میں نہایت کارآمد ہے دفع سحر کے لئے بھی نہایت مفید ہے۔ یہ نقش شادی کے خواہاں مرد یا عورت

کے گلے میں ڈالیں تو کامیابی ہو۔ ہرے کپڑے میں لپیٹ کر گلے یا بازو پر باندھیں۔

یٰسٓ

یٰسٓ یٰسٓ یٰسٓ یٰسٓ یٰسٓ۔ گلاب و زعفران سے اس طرح پانچ بار لکھکر روزانہ پینے سے حافظہ قوی ہوتا ہے نورِ معرفت حاصل ہو اور عزیز خلائق ہو۔ بات چیت میں غالب رہے، رنج و غم دور ہو اور مال میں خیر و برکت ہو۔

صٓ

ص ص ص ص ص ص ص

اس نقش کو پاس رکھنے سے تحفظ و سلامتی حاصل ہو۔ جن اور آسیب سے حفاظت رہے۔ عورت کے گلے میں ڈالنے سے سعادت مند اولاد پیدا ہو۔ روزگار میں برکت ہو۔

حٰمٓ

حٰمٓ قرآنِ حکیم کی سات سورتوں کے شروع میں نازل ہوا ہے حق تعالیٰ نے اس عدد یعنی ساتؔ کو خاص اہمیت بخشی ہے۔ مثلاً، آسمان، ستارے، طبقات۔ ہفتہ کے، دن، کلمۂ طیبہ کے، لفظ۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حٰمٓ اور ساتؔ سورتیں

حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ سورۃ مومن پ۲۴

حٰمٓ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سورۃ حٰمٓ السجدۃ پ۲۴
حٰمٓ عٓسٓقٓ سورۃ الشوریٰ پ۲۵
حٰمٓ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ سورۃ الزخرف پ۲۵
حٰمٓ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ سورۃ الدخان پ۲۵
حٰمٓ تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ سورۃ الجاثیۃ پ۲۵
حٰمٓ تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ سورۃ الاحقاف پ۲۶

دوزخ سے نجات کا ذریعہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی "اعمالِ قرآنی" میں لکھتے ہیں: جو شخص ان ساتوں حٰمٓ کو مع مندرجہ بالا آیات پڑھے گا اس پر دوزخ کے سارے دروازے بند ہو جائیں گے۔

مندرجہ بالا آیات کے اعداد ۸۸۵۲ ہیں جن کا نقش مندرجہ ذیل ہے

۲۹۵۴	۲۹۴۶	۲۹۵۲
۲۹۴۸	۲۹۵۱	۲۹۵۳
۲۹۵۰	۲۹۵۵	۲۹۴۷

خاصیت:- ساتوں حٰمٓ مع آیات مذکورہ بالا کا یہ نقش محبت و تسخیر آسیب و سحر اور شفاءِ امراض میں نہایت کار آمد ہے گلاب و زعفران سے لکھ کر ہرے کپڑے میں سی کر سیدھے بازو پر باندھ لیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حٰمٓ	حٰمٓ	حٰمٓ	حٰ مٓ	حٰمٓ	حٰ مٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ
حٰمٓ	حٰمٓ	حٰ مٓ	حٰمٓ	حٰ مٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ	حٰمٓ
حٰمٓ	حٰ مٓ	حٰمٓ	حٰ مٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ	حٰمٓ	حٰمٓ
حٰ مٓ	حٰمٓ	حٰ مٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ	حٰمٓ	حٰمٓ	حٰمٓ
حٰمٓ	حٰ مٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ	حٰمٓ	حٰمٓ	حٰمٓ	حٰ مٓ
حٰ مٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ	حٰمٓ	حٰمٓ	حٰمٓ	حٰ مٓ	حٰمٓ
حٰمٓ عٓسٓقٓ	حٰمٓ	حٰمٓ	حٰمٓ	حٰ مٓ	حٰمٓ	حٰ مٓ

نوٹ :- مفسرین کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ قرآنِ مجید میں جو حروفِ مقطعات ایک جگہ آئے ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ دوسری جگہ بھی اس کا مفہوم وہی ہو۔ اس لئے یہ سمجھنے کے لئے کہ یہ حٰمٓ کون سی سورت کا ہے ہم نے کتابت میں فرق کردیا ہے تاکہ نقش لکھتے وقت یہ معلوم ہوجائے کون سا حٰمٓ کس خانہ میں استعمال ہوا ہے۔

مندرجہ بالا نقش میں ہر سورۃ کا حٰمٓ اور اس کی پہچان

حٰمٓ (مومن پ۲۴) حٰمٓ (حٰمٓ السجدۃ پ۲۴) حٰمٓ عٓسٓقٓ (شوریٰ پ۲۵)، حٰمٓ (الزخرف پ۲۵) حٰمٓ (الجاثیہ پ۲۵)، حٰ مٓ (الدخان پ۲۵)، حٰ مٓ (الاحقاف پ۲۶)

خاصیت :- یہ نقشِ معظم تسخیرِ عام وخاص کے لئے اکسیر ہے۔ حل مشکلات، مقدمہ، شفاءِ امراض، آسیب وسحر اور حب کے لئے

نہایت مفید ہے۔ کاروباری رکاوٹوں کو دور کرنے اور ترقی کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اس کو پہن کر حاکم کے روبرو جانے سے اس کے شر سے محفوظ رہے۔ بلکہ اس کی نظر میں اس کی قدر و منزلت بڑھے۔

حروفِ مُقطّعات

حروفِ مقطعات کی کل تعداد ۲۹ ہے جو قرآنِ حکیم کی ۲۹ سورتوں کے شروع میں آئے ہیں ان میں جو مکرر آئے ہیں اگر ان کو حذف کر دیا جائے تو مندرجہ ذیل ۱۴ حروفِ مقطعات باقی رہتے ہیں۔

الٓمٓ الٓمٓصٓ الٓرٰ الٓمٓرٰ کٓھٰیٰعٓصٓ طٰہٰ طٰسٓمٓ
طٰسٓ یٰسٓ صٓ حٰمٓ حٰمٓعٓسٓقٓ قٓ نٓ

عملیات کی کتابوں میں ان کے بے شمار فضائل و خواص درج ہیں۔
خواص حروفِ مقطعات (از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔)
(مستفاد اعمالِ قرآنی):

الٓمٓ ، الٓمٓصٓ ، الٓرٰ ، الٓمٓرٰ ، کٓھٰیٰعٓصٓ طٰہٰ طٰسٓمٓ
طٰسٓ ، یٰسٓ صٓ حٰمٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ قٓ نٓ وَالْقَلَمِ
وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۞

خاصیت:۔ رجب کی نوچندی جمعرات کو چاندی کے نگینہ پر یہ حروف کندہ کرائیں اور پہنیں تو ہر قسم کے خوف سے مامون و محفوظ رہے گا۔ اگر اس کو پہن کر حاکم کے پاس جائے تو اس کی قدر و منزلت ہو اور مقاصد میں کامیابی ہو۔ اگر غضبناک آدمی کے سر پر ہاتھ پھیر دے تو

اس کا غصہ کم ہوجائے • اگر بارش کے پانی میں رات کے وقت اس کو ڈال کر رکھدیں اور صبح نہار مُنہ پی لیا کریں تو حافظہ میں قوت پیدا ہو۔

• بے روزگار آدمی اس کو پہن لے تو اس کو کام کے ملنے میں آسانی ہو۔

• اگر مرگی کے مریض کو پہنا دیا جائے تو اس کو افاقہ ہو۔ (اعمالِ قرآنی)

تشریح حرُوفِ مقطعات

از حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ (مستفاد اعمالِ قرآنی حصہ دوم)

حضرت امام یافعیؒ کے حوالے سے حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں۔

الٓمّٓ الٓمّٓصٓ، الٓرٰ، الٓمّٓرٰ کٓھٰیٰعٓصٓ طٰہٰ طٰسٓ طٰسٓمّٓ یٰسٓ صٓ طٰسٓمّٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ قٓ نٓ۔ ان مقطعات میں جو حروف آئے ہیں وہ یہ ہیں۔

اٗ، حٗ۔ صٗ، سٗ، کٗ، عٗ، طٗ۔ قٗ، رٗ، ہٗ، نٗ، مٗ، لٗ، یٗ

ان کا لقب اصطلاح میں حروفِ نورانی ہے۔ ان میں ہر حرف کے ساتھ بعض اسماء الٰہیہ کا تعلق ہے۔ مثلاً الف کے ساتھ اللہ۔ اَحَدٌ، اَوّلُ، اٰخِرُ، حٓ حَیٌّ صٓ صَمَدٌ، سٓ، سَمِیْعٌ، سُبُّوْحٌ، سَلَامٌ، کٓ کَرِیْمٌ عٓ عَلِیْمٌ عَظِیْمٌ عَزِیْزٌ طٓ طَیِّبٌ، قٓ قَیُّوْمٌ رٓ۔ رَحْمٰنُ رَحِیْمٌ ہٓ ھَادِیٌ نٓ نورٌ نَافِعٌ مٓ مَالِکُ الْمُلْکِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ مُحْیِیْ مُمِیْتٌ لٓ لَطِیْفٌ یٓ یَسِیْرٌ (اعمالِ قرآنی)

حرُوفِ نُورانی

وہ حروفِ تہجی جن کو حق تعالیٰ نے مقطعات ترتیب دینے کے لئے

منتخب فرمایا ہے۔ عاملین ان کو غیر معمولی اہمیت دیتے ہیں۔ اس لئے ان کا نام حروفِ نورانی رکھا گیا ہے۔

اسلاف ؒ نے حروفِ نورانی کو بھی مختلف مقاصد میں استعمال کر کے کامیاب تجربے کئے ہیں اور وہ اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ یہ حروف بھی غیر معمولی تاثیر کے حامل ہیں۔ حروفِ نورانی کے کل اعداد ۶۹۳ ہیں جن کا نقش مندرجہ ذیل ہے۔

نقش حُروف نوُرانی

۲۳۲	۲۲۷	۲۳۴
۲۳۳	۲۳۱	۲۲۹
۲۲۸	۲۳۵	۲۳۰

خاصیت:۔ اس نقش کو پاس رکھنے سے روزگار میں برکت، ترقی دشمن کے مقابلہ میں غلبہ اور تمام آفات سے حفاظت رہتی ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ حروفِ نورانی کو لکھ کر اپنے مکان یا کھیت میں یا اپنے مال واسباب میں رکھنے سے ہر بلا سے حفاظت رہتی ہے۔ دشمن سے اگر مقابلہ ہوجائے تو الٓمٓصٓ، کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ، نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ کثرت سے پڑھے تو دشمن پر غلبہ حاصل ہو۔

دیگر:۔ ایک عارف سے منقول ہے کہ اس نقش کو پاس رکھنے سے تمام آفات سے حفاظت رہتی ہے۔ حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ دشمن، چور، اور سانپ، بچھو اور درندہ وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ سفر میں ان کے

پڑھنے سے صحیح وسالم گھر واپس آجاتا ہے۔

دیگر ایک اور عارف کی لونڈی مرگی کی مریضہ تھی اس کو دورہ پڑا تو انھوں نے اس کے کان میں یہ پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، الٓمّٓصٓ ، طٰسٓمٓ - کٓهٰیٰعٓصٓ ، یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ، حٰمٓ عٓسٓقٓ ، نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ؐ

وہ ٹھیک ہوگئی اور پھر اس کو وہ شکایت نہیں ہوئی۔

(اعمالِ قرآنی حصہ دوئم ص۸۱، مؤلفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

دردِ سر کی بہترین جھاڑ پھونک

علامہ دیریؒ نے دردِ سر جھاڑنے کے لئے ایک عمل لکھا ہے۔ مندرجہ ذیل آیات تین بار پڑھے۔ اور پڑھنے والا دردِ سر کو اپنے ہاتھ سے جھاڑتا رہے۔ اور ہر بار دم کرتا رہے۔

ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؐ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؐ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ - خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ؐ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ ، عٓسٓقٓ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ، كٓهٰیٰعٓصٓ ، ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِیَّا ، اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ؐ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؐ

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ؐ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ ؕ
مجرباتِ دیربی۔

محبّت و مصالحت کا نادر عمل

از حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ
مُستفادُ از معمُولاتِ عزیزی

طٰسٓ طٰسٓمٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ یَلۡتَقِیٰنِ
بَیۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا یَبۡغِیٰنِ ؕ

خاصیّت: شوہر اور بیوی میں ناموافقت ہو یا دو شریکوں کے درمیان کسی قسم کا جھگڑا ہو۔ ان کلمات کو شیرنی پر دم کر کے کھلانے سے نفرت دُور ہو کر محبت و مصالحت پیدا ہوگی۔

ڈاڑھ کا درد اور اس کی جھاڑ

صاحب الدرالنظیم اور حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں کہ بصرہ میں ایک شخص ڈاڑھ کا درد جھاڑتا تھا۔ اور بُخل کی وجہ سے کسی کو نہ بتلاتا تھا جب مرنے لگا تو اس وقت دوات، قلم منگوا کر وہ عمل لکھ کر بتا دیا۔

عمل یہ تھا۔ الٓمّٓصٓ، طٰسٓمٓ، کٓهٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ، عٓسٓقٓ
اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ؕ
اُسۡكُنۡ بِكٓهٰیٰعٓصٓ ذِكۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّكَ عَبۡدَهٗ زَكَرِیَّا ؕ

اُسْكُنْ بِالَّذِيْ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ اُسْكُنْ بِالَّذِيْ سَكَنَ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (اعمالِ قرآنی)

بے شمار مقاصد کا حل

شیخ شرف الدین بو نی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو شخص ہرن کی جھلی پر کسی بھی مہینہ کی چودھویں شب میں بعد نمازِ عشاء گلاب و زعفران سے مندرجہ ذیل آیات لکھے اور پھر ایک نلکی میں رکھکر اس کا منہ شہد کے نئے چھتہ کے موم سے بند کر دے اور پھر اس کو چمڑے میں سلوا کر اپنے داہنے بازو پر باندھ لے تو اس کے قلب میں شجاعت پیدا ہو۔ ہر قسم کا خوف دل سے دور ہو جائے اور دشمن کے دل میں اس کی ہیبت پیدا ہو، خلق کی نظر میں مقبول ہو۔ اگر جادو، ٹونہ، جن اور آسیب میں مبتلا ہو تو اس سے خلاصی حاصل ہو۔ اگر قرض میں مبتلا ہو تو اس میں سہولت اور آسانی ہو۔ اگر کسی فکر میں مبتلا ہو تو وہ فکر دور ہو جائے۔ اگر مسافر ہو تو صحت کے ساتھ اپنے گھر آجائے۔ اگر نکاح کا خواہش مند ہو تو اس سے نکاح کی رغبت پیدا ہو۔ اگر دکان میں رکھے تو خوب نفع ہو۔ اگر بچوں کے گلے میں ڈالدیں تو تمام آفات سے محفوظ رہیں۔ (اعمالِ قرآنی)

وہ آیات یہ ہیں۔ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ سے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ تک۔ الٓمّٓ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

سے اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ تک
الٓمّٓصٓ ۝ کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ سے لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ تک
الٓمّٓرٰ ۝ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ سے لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ تک
کٓھٰیٰعٓصٓ ۝ سے زَکَرِیَّا تک طٰہٰ سے لِتَشْقٰی ۝ تک۔
طٰسٓمّٓ ۝ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝
طٰسٓ ۝ تِلْکَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَکِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝
یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ صٓ ۝ سے شِقَاقٍ ۝ تک
حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۝ سے
اَلْمَصِیْرُ ۝ تک حٰمٓ عٓسٓقٓ سے الْحَکِیْمُ تک
نٓ ۝ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۝ (اعمالِ قرآنی حصہ دوم)

مندرجہ بالا آیات کے اعداد ۱۴۱۸۸۰ ہیں۔
جن کا نقش مندرجہ ذیل ہے۔

۷۸۶

۴۷۳۰	۴۷۲۳	۴۷۲۸
۴۷۲۴	۴۷۲۷	۴۷۲۹
۴۷۲۶	۴۷۳۱	۴۷۲۳

خاصیت:۔ مذکورہ بالا آیات کا یہ نقش بھی تقریباً انہی خواص کا حامل ہے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ نیز سحر اور آسیب سے حفاظت کے لئے یہ نقش نہایت ہی مجرب ہے۔

ماہِ رمضان المبارک میں سونے کی تختی، چاندی یا سونے کی

انگوٹھی پر کندہ کرا کر استعمال کرنا یا پاس رکھنا عجیب مقناطیسی کشش رکھتا ہے۔ حاکم یا افسر کے سامنے جائے تو وہ مہربان ہو خود حاکم یا افسر ہو تو اس کے منصب میں استحکام پیدا ہو۔ رقابتیں اور مخالفتیں ناکام ہوں۔ ترقی کی راہ ہموار ہو۔ جملہ مشکلات میں آسانیاں پیدا ہوں۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو۔ غرض یہ نقش جذبِ خلائق کی عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے۔

حضرت خضر علیہ السّلام کی دُعا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں غزوۂ بدر سے ایک دن پہلے حضرت خضر علیہ السّلام سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا کوئی ایسی دُعا بتا دیجئے جس پر دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو۔ حضرت خضر علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ دُعا پڑھو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ الٓمّٓ والٓمّٓ وَالٓمّٓصٓ والٓرٰ والٓمّٓرٰ وَکٓھٰیٰعٓصٓ و طٰہٰ وطٰسٓمّٓ وطٰسٓ وَ طٰسٓمّٓ وَ یٰسٓ وَ صٓ وحٰمٓ وحٰمٓ وحٰمٓ وحٰمٓعٓسٓقٓ وحٰمٓ وحٰمٓ وحٰمٓ وحٰمٓ وَ قٓ وَ نٓ یَامَنْ ھُوَ ھُوَ یامن لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

اِغْفِرْلِیْ وَانْصُرْنِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ۝

(شمس المعارف)

حضرت علیؓ کی دُعا

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بارگاہِ خداوندی میں دُعا فرماتے تو

اس طرح دُعا کرتے تھے۔

یَا کٓھٰیٰعٓصٓ یَا حٰمٓ ۔ عٓسٓقٓ اِغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ

اور ارشاد فرماتے کہ جو شخص اس اسم کے ساتھ دُعا کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دُعا مقبول ہو گی اور اس کے مقاصد پورے ہوں گے۔ (شمس المعارف)

کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ حٰمٓ ۔ عٓسٓقٓ

خاصیت:- اگر حاکم خفا ہو۔ اوّل تین مرتبہ بِسْمِ اللّٰہ پڑھے اس کے بعد کٓھٰیٰعٓصٓ کے ہر حرف کو پڑھا جائے اور داہنے ہاتھ کی انگلی کو ہر حرف پر بند کرتا جائے اسی طرح حٰمٓ ۔ عٓسٓقٓ کے ہر حرف کو پڑھا جائے۔

پھر کٓھٰیٰعٓصٓ کے ہر حرف کو پڑھا جائے۔ اور بائیں ہاتھ کی انگلی کو کھولتا جائے۔ اس ترکیب کے بعد نظر بچا کر حاکم کی طرف دم کر دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مہربان ہوگا۔ (اعمالِ قرآنی)

پریشانی کے وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حٰمٓ ، عٓسٓقٓ کَذٰلِكَ یُوْحِیْ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سختی و شدت کے وقت اس کو اپنا وظیفہ بنا لیا۔

دَفعِ آسیب و جن

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ امام غزالیؒ نے ایک بزرگ کا قصہ نقل کیا ہے کہ کسی بزرگ کی ایک لونڈی شب کو پیشاب کرنے بیٹھی اور آسیب کے اثر سے بے ہوش ہو گئی۔ ان بزرگ نے اٹھکر یہ کلمات پڑھے تو وہ اسی وقت اچھی ہو گئی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ الٓمٓصٓ طٰهٰ طٰسٓمٓ۔
كٓهٰيٰعٓصٓ ○ يٰسٓ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ ○ حٰمٓ ○ عٓسٓقٓ ○
قٓ ○ نٓ ○ وَالۡقَلَمِ وَمَا يَسۡطُرُوۡنَ ○

(اعمالِ قرآنی)

نوٹ :۔ اس واقعہ کو امام احمد بن علی بُونیؒ نے بھی شمس المعارف میں بیان کیا ہے۔

حضرت تھانویؒ نے جن اور آسیب سے نجات پانے کا ایک اور مؤثر عمل لکھا ہے۔ اگرچہ یہ عمل حروفِ مقطعات سے متعلق نہیں ہے۔ مگر آسیب کے بیان سے مناسبت کی وجہ سے ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

جن اور آسیب کو ہلاک کرنے کا عمل

ابنِ قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص بصرہ میں تجارت کی غرض سے گیا، وہاں پہونچ کر کرایہ کا مکان تلاش کیا۔ اتفاق سے کوئی گھر نہ ملا۔ ایک گھر ملا جس میں مکڑی نے جالے بنا رکھے تھے

اس نے مالکِ مکان سے کرایہ پر مانگا۔ اس نے کہا مکان تو خیر دے دوں گا۔ مگر سوچ لو اس میں بڑا بھاری جن رہتا ہے جو شخص اس میں رہائش اختیار کرتا ہے جن اس کو مار ڈالتا ہے۔

اُس نے کہا، آپ کرایہ پر دے دیجئے آگے اللہ مالک ہے اُس نے دے دیا۔ اس شخص نے اس میں قیام کر لیا۔ لیکن جب رات آئی تو ایک شخص سیاہ فام جس کی آنکھیں شعلہ کی مانند دہک رہی تھیں آیا۔

اس شخص نے آیۃ الکرسی پڑھنی شروع کر دی۔ جن بھی آیۃ الکرسی پڑھنے لگا۔ جب وہ شخص وَلَا یَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ پر پہونچا تو وہ جن جل گیا مگر جن یہ آخری کلمات نہ پڑھ سکا تھا۔

صبح کو اٹھکر دیکھا تو اُس جگہ جلنے کے نشانات اور کچھ راکھ ملی۔ اچانک ایک آواز آئی کہ تو نے بڑا بھاری جن جلا دیا۔ میں نے پُوچھا کس چیز سے جلا اس نے آیۃ الکرسی کے آخری کلمات پڑھ کر بتائے کہ ان کلمات سے۔

نوٹ:۔ آیۃ الکرسی سحر اور آسیب سے تحفظ کا مجرب عمل ہے۔ اوّل و آخر درود شریف پڑھکر اپنے اوپر دم کر لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مکمل حفاظت رہتی ہے۔

نقش آیۃ الکرسی

۴۵۵۸	۴۵۵۳	۴۵۶۰
۴۵۵۹	۴۵۵۷	۴۵۵۵
۴۵۵۴	۴۵۶۱	۴۵۵۶

خاصیت:- حفاظتِ سحر و آسیب، شفاءِ امراض، غلبہ بر دشمن مقدمہ اور ترقی کاروبار کے لئے مجرّب و آزمودہ ہے۔ میرے معمولات اور مجرّبات میں سے ہے۔

دیگر:- اگر اس نقش کو شرفِ مشتری میں چاندی کی تختی پر لکھے اور گلے میں ڈالے تو ہر قسم کی آفات سے حفاظت ہو۔
وبائی امراض کے دنوں میں اس تختی کو گھر میں لٹکانے سے ہر آفت اور ہر بلا سے محفوظ رہے۔
سِل، دِق، خفقان، مالیخولیا اور جنون والے کے گلے میں ڈالنے سے ان امراض سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ جن، بھوت، آسیب اس سے دور رہیں اگر آسیب یا سحر میں مبتلا ہو تو اس نقش کی برکت سے اس سے نجات حاصل ہو

عملیات کے بُنیادی اُصول

ہر علم و فن کے لئے استاذ کی ضرورت ہے۔ دنیا میں جس قدر علوم و فنون پائے جاتے ہیں ان کے سیکھنے کے لئے ہم استاذ کے محتاج ہیں علم و فن کی سیکڑوں اقسام ہیں۔ اور تقریباً ہر فن پر سیکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں پھر ان کتابوں کو کماحقہٗ سمجھانے کے لئے شروح و حواشی لکھے گئے ان میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کو سمجھانے کی کوشش کی گئی مشکل الفاظ کی تشریح ہوئی۔ خلاصے تحریر کئے۔ غرض ہر فن کو اتنا آسان بنا دیا گیا کہ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی فن کو از خود سیکھنا چاہے تو امدادِ کتب کے ذریعہ کافی حد تک سیکھ سکتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ آسانیاں سامنے آنے کے بعد بھی استاذ کی ضرورت ختم نہیں ہوئی۔ حصولِ علم کے لئے درسگاہوں کی ضرورت ناگزیر ہے۔

چنانچہ جیسے جیسے علمی تحقیقات میں اضافہ ہو رہا ہے تشریحات اور توضیحات کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ اسی تناسب سے درسگاہوں اور اساتذہ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

علمِ تصوّف کیلئے مُرشد کی ضرورت

علمِ تصوف اور روحانیت پر جو کتابیں مرتب ہوئیں ہیں ان کا بھی بڑا ذخیرہ ہمارے یہاں موجود ہے۔ خصوصاً حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت امام غزالیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ جیسے عظیم المرتبت بزرگوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھکر درحقیقت امّتِ مسلمہ کی رُشد و ہدایت اور فلاح کا کافی معتبر مواد جمع کر دیا ہے۔ مگر بایں ہمہ اصلاحِ نفس کیلئے پیر و مرشد کی ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بہرکیف۔ محض کتابوں کے مطالعہ سے عام طور پر کوئی عالم نہیں بن جاتا۔ عالم فاضل بننے کیلئے ہمیں لازماً کسی درسگاہ میں پہونچکر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا ہوتا ہے۔ علم پر محنت، اساتذہ کی خدمت اور ان کی روحانی توجہات کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تب جاکر فنی کتابیں اور ان کے تشریحی نوٹس ہمارے لئے معاون و مددگار بنتے ہیں۔

کیا محض کتابیں دیکھ کر کوئی عامل بن سکتا ہے

عملیات کے سلسلے میں بھی ہمارے نیک دل اسلاف نے عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ اس موضوع پر بھی اسلاف کا خاصا ذخیرہ موجود ہے۔ مگر ان سے استفادہ کے لئے بھی اچھے استاد کی رہنمائی ضروری ہے۔ بطورِ خود کوئی وظیفہ پڑھنا اور بغیر اجازت چلّہ کشی کرنا ویسے بھی خطرہ سے خالی نہیں ہے۔

اجازت کے سلسلہ میں ہمارے اکابر کا قدیم سے طریقہ

قدیم زمانہ سے ہمارے تمام اکابر و اسلاف کا یہ بھی ایک عام طریقہ رہا ہے کہ چاہے طالب علم نے علوم و فنون کی تمام کتابیں از اوّل تا آخر پڑھ لی ہیں لیکن اگر وہ دوسروں کو تعلیم دینے کا شوق اور جذبہ رکھتا ہے تو اسے اس کے لئے اپنے شیخ سے باقاعدہ اجازت حاصل کرنی ہوتی ہے۔ اسی طرح اصلاحِ نفس کے لئے اگر کسی مرشد کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کر لیا ہے ٹھیک ہے مگر صرف بیعت ہو جانے سے دوسروں کو سلوک کی منازل طے کرانے کا استحقاق حاصل نہیں ہو جاتا۔ اگر وہ اس راہ میں رہنمائی کا پُر خلوص جذبہ رکھتا ہے تو اس کے لئے اپنے پیر اور مُرشد سے علیٰحدہ اجازت لی جاتی ہے۔ اگر مرشد اجازت دیتا ہے تو وہ مجاز اور خلیفہ کہلاتا ہے اور اس کو رُوحانی سفر میں خلقِ خدا کی رہنمائی کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

علم کی تکمیل کے بعد اجازت کی ضرورت کیوں؟

یہ بھی نظامِ قدرت ہے کہ ہر شخص کو خدا نے علیٰحدہ علیٰحدہ فطری صلاحیتیں دے کر بھیجا ہے۔ اپنی قدرتی صلاحیتوں کی بنیاد پر کوئی عالم و فاضل بنجاتا ہے۔ کوئی پیر و مرشد، کوئی حکیم یا ڈاکٹر، اور کوئی صنعت و حرفت کی سیکڑوں لائنوں میں سے کوئی لائن اپنے لئے چُن لیتا ہے۔ اور کوئی صحیح معنیٰ میں روحانی معالج اور عامل بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ غرض یہ کہ شیخ، استاذ، اور پیر کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ اجازت طلب کرنے والے کی صلاحیت کو جانچتا ہے۔ اس کی دیانت و امانت کا امتحان لے لیتا ہے۔ وہ ناقدانہ انداز

سے یہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے کہ طالب اپنے اندر قناعت و استغنار کی صفات بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی ضروری شرائط کا حامل ہوتا ہے تو اساتذہ بغیر طلب ہی کے اجازت مرحمت فرما دیتے ہیں۔ ورنہ طلب کرنے پر بھی اس کی درخواست رد کر دی جاتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ دین وملت کی خیر خواہی، خلوص، اور مخلصانہ جذبہ نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کے برعکس وہ خود غرضی اور حرص وطمع کا شکار ہے تو وہ فن کو بدنام کرنے کا باعث بنے گا۔ نیز ایسا شخص عملیات پر کبھی محنت نہیں کیا کرتا۔ جبکہ بہت سے عملیات میں چلہ کشی، نفس کشی اور بہت سی چیزوں سے پرہیز ضروری ہوتا ہے۔ عملیات میں جن سے خاص تاثیر پیدا ہوتی ہے اس کے نزدیک ان میں سے کوئی بات بھی قابلِ توجہ نہیں ہوتی کیونکہ اس کا مطمحِ نظر تو صرف جلبِ منفعت ہے چاہے وہ جائز طور پر حاصل ہو، یا ناجائز طریقے سے، اس سے اس کو کوئی بحث نہیں۔

گذشتہ مدارس اور خانقاہوں کا نظام اور ان سے علم ومعرفت کا فیضان

ہمارے بزرگوں نے دین کے قیام وبقا کے لئے دینی مدارس قائم کئے دوسری طرف عملی زندگی کو دینی رنگ میں ڈھالنے کیلئے خانقاہیں بنائیں جہاں لوگوں کی اصلاحِ نفس کے لئے مرشدِ کامل ذکر اللہ کا ورد کراتے ہیں اور وظائف کی تلقین کرتے ہیں، معرفتِ حق کیلئے ریاضتیں کراتے ہیں، چلہ کشی کی ضرورت سمجھتے ہیں تو وہ بھی کراتے ہیں مدارس سے جب طلبہ علوم وفنون کی تکمیل سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ان کو ہدایت ہوتی ہے کہ اب وہ خانقاہوں

میں پہونچ کر علمِ نبوی کو استعمال کرنے کی ٹریننگ حاصل کریں نفس کو مانجیں یہاں تک کہ نفسِ امارہ، نفسِ مطمئنہ میں بدل جائے۔ اِس وقت دینِ حق کی رہی سہی قدریں جو ہمارے پاس ہیں دَراصل یہ سب انہی بزرگوں کا فیض ہے اور انہی کی مخلصانہ محنت وکوشش کے خوشگوار نتائج۔

افسوس ناک حقیقت

افسوس آج خانقاہیں سُونی پڑی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ضرورت ختم ہوچکی ہے۔ دینی تعلیم کے مراکز اگرچہ فی زمانہ پہلے سے کہیں زیادہ ہیں۔ طلبار کی تعداد بھی پہلے سے دس، بیس گنا زیادہ ہی ہے۔ مگر دینی تعلیم کی رُوح آہستہ آہستہ رخصت ہورہی ہے۔ عام طور پر دُنیا پرستی اور خود غرضی کا دور دورہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ابھی دنیا روحانیت سے بالکل خالی نہیں ہوئی۔ ہمارے درمیان اب بھی رُوحانی معالج اور مخلص علمار موجود ہیں مگر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کی تعداد روز بروز کم ہوتی جارہی ہے۔

وظائف و عملیات اور روحانی علاج و مُعالجہ کی حالتِ زارُ

عملیات کا فن جس کا خانقاہی زندگی سے ایک خاص ربط تھا۔ استاد اور مُرشد کی اجازت کے بغیر کوئی ایک قدم بھی نہیں اٹھاتا تھا لیکن افسوس اب نئی نسل کے عاملین کو ان تکلفات کی ضرورت نہیں رہی،

آج ہر شخص بے لگام ہے اسے کسی استاد کی ضرورت نہیں۔ وہ خود اپنا استاد ہے۔ چنانچہ جس کا دل چاہتا ہے خود ساختہ عامل بن بیٹھتا ہے نہ اب اسکو کسی استاذ۔ کے پاس جاکر کچھ سیکھنے کی حاجت رہی ہے اور نہ محنت و مشقت برداشت کرنے کی اور نہ چلہ کشی کی اور نہ وہ ان ضرورتوں کو محسوس کرتا ہے۔

عملیات کے ساتھ مذاق

اب عملیات کے ساتھ یہاں تک مذاق ہو رہا ہے کہ جو فن کی مبادیات تک سے بھی واقف نہیں ہیں۔ وہ بھی اپنے آپ کو عامل باور کرانا چاہتے ہیں اور اپنی تشہیر کے لئے کوئی رسالہ لکھ دیتے ہیں اور اس میں چند نقوش و تعویذات نقل کر کے اجازتِ عام کا سرٹیفکیٹ بھی دیدیتے ہیں۔ جب کہ نہ خود انھیں کسی سے اجازت حاصل ہوتی ہے اور نہ صحیح معنیٰ میں وہ اجازت کے رمز کو سمجھتے ہیں۔

کسی عمل کی عام اجازت ایک بے معنیٰ لفظ ہے

مندرجہ بالا سطور سے یہ واضح ہوگیا ہے کہ "اجازت" اسلاف کا ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ اجازتِ عام کا کوئی مفہوم اسلاف کے یہاں کبھی اور کسی وقت نہیں رہا۔ اجازت تو اجازتِ خاص ہوتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو طالب علم ضروری اور لازمی شرائط پورے کردے وہ اجازت کا مستحق ہوجاتا ہے۔ اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک علم کا جو سلسلہ ہے اُس سے

منسلک ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس سلسلے کے تمام بزرگوں کی توجہات بھی اس کے عمل کی تاثیر میں قوت پیدا کر دیتی ہیں۔

بے نظیر نسخہ شفا

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ہمارے اکابر کا پختہ عقیدہ ہے کہ قرآنِ حکیم دین و دنیا کی رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ کتاب اللہ کی آیات زندگی کے ہر موڑ پر ہماری رہنمائی کر سکتی ہیں۔ اگر طلبِ صادق اور اخلاصِ نیت کے ساتھ ہم اس کی طرف رجوع کریں تو کبھی اس کی برکات سے محروم نہیں رہ سکتے، قرآنِ کریم جس طرح ہدایت، روحانی ارتقاء، اور اصلاحِ نفس کا بے مثال نسخہ ہے۔ اسی طرح زندگی سے متعلق جملہ مقاصد اور جسمانی امراض کا بھی بے نظیر نسخۂ شفا ہے۔ خالقِ کائنات نے اپنی مخلوق کو نفع پہنچانے کے لئے اس کو نازل فرمایا ہے۔ یہ ہدایت بھی ہے اور نور بھی۔ یہ رحمت بھی ہے اور نسخۂ شفاء بھی۔ دین و دنیا کی بھلائی اور خیر اس میں موجود ہے۔ یہ آپ کے اپنے ظرف کی بات ہے کہ آپ سمندر سے صرف چند قطرے حاصل کرنا چاہیں، ورنہ وہ تو دریا بخشنے کے لئے تیار ہے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا!
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے

فنِ عملیات کی بنیاد

عملیات کی اصل بنیاد قرآن حکیم کی سورتیں اور آیات ہیں یا نبی کریمؐ کی

زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے کلمات۔ جو دُعاؤں یا تعوذ کی شکل میں حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

عامل کی حیثیت ایک معالج کی ہے

معالج کیلئے خود اعتمادی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے بغیر کوئی کامیاب معالج نہیں بن سکتا۔ اگر عامل کسی کے بخشے ہوئے اعمال سے علاج کر رہا ہے تو وہ لکیر کا فقیر ہے۔ قدم قدم پر جب مشکلات اور دشواریاں اس کے سامنے آئیں گی تو وہ راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوگا یا جھوٹی تسلیاں دے کر مریض کو مطمئن کرنے کی ناکام کوشش کرے گا۔ یہ سب دشواریاں عامل کو اس وقت پیش آتی ہیں۔ جب وہ ان شرائط کو پورا کئے بغیر عامل بن بیٹھتا ہے۔ جو اعمال کیلئے رُوح اور طاقت کی حیثیت رکھتی ہیں۔

وہ لازمی اور بُنیادی علوم جن کے بغیر عامل ناقص اور اَدھورا شمار ہوتا ہے

عملیات کے میدان میں قدم رکھنے والے طالبِ علم کو جن علوم کی لازمی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ عامل کیلئے علومِ عربیہ سے واقف ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ عملیات کا بڑا ذخیرہ قرآنی آیات اور ادعیہ و تعوذ پر مشتمل ہے۔ جب تک عامل قرآنی آیات کے ترجمہ سے واقف نہیں ہوگا۔ مشکلات کے وقت مقصد کے مناسب آیات کا استحضار نہیں ہو سکے گا۔

بسا اوقات عامل کے سامنے ایسے پیچیدہ حالات آتے ہیں کہ تمام مجرب اعمال کے استعمال کرنے کے بعد بھی کامیابی نہیں ہوتی۔ ایسے وقت میں عامل کے سامنے پورا قرآن حکیم ہے اس اتھاہ سمندر سے اپنے مقصد کے مناسب جواہرات چننے ہوتے ہیں۔ خدا جانے کس آیت میں خدا نے اس کے لئے شفاء مقدر کی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک مخلص تجربہ کار حکیم یا ڈاکٹر جب اپنے علم کے مطابق دوائیں استعمال کر چکتا ہے اور تمام مجرب دوائیں استعمال کرنے کے باوجود مریض کو کسی طرح افاقہ نہیں ہوتا تو پھر وہ عام روش سے ہٹ کر سوچتا ہے اور مرض کے اسباب و علامات پر از سر نو غور کرتا ہے۔ مختلف دواؤں کے خواص پر نظر ڈالتا ہے۔ اچانک اس کے دماغ میں کوئی دوا آتی ہے اور اس کو یقین ہونے لگتا ہے کہ یہاں یہی دوا کارگر ثابت ہوگی۔ اب وہ بڑے اعتماد کے ساتھ اس دوا کا استعمال کرتا ہے جس کے نتیجہ میں سو فیصدی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ یہاں حیران کن بات یہ ہے کہ جس مرض میں اس نے اس دوا کو استعمال کرایا ہے۔ کتابی اور فنی اعتبار سے یہ دوا اس مرض کے لئے تھی ہی نہیں!

عامل کے لئے دوسرا بنیادی علم

عملیات کے میدان میں علم نجوم کی بڑی اہمیت ہے۔ علم نجوم ایک بہت ہی کارآمد فن ہے۔ نقوش و تعویذات میں اس کی شدید ضرورت پیش آتی ہے۔ جب تک عامل کو سیارگان کی حرکات اور ان کے طبائع سے

واقفیت نہیں ہوگی وہ عملیات میں کمال حاصل نہیں کرسکتا۔ تعویذ بھرنے کے وقت کے استخراج پر عبور حاصل ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح بُروج د کواکب کے خواص کا علم بھی ایک عامل کے لئے ضروری ہے۔

ستاروں کے خواص

کائنات میں جو کچھ موجود ہے اور جو کچھ ظہور میں آتا ہے اس میں سے ہر چیز بجائے خود کوئی نہ کوئی خاصہ رکھتی ہے اور خاصہ کی کوئی نہ کوئی تاثیر ہے اور پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہ تمام خواص و مؤثرات کچھ اس طرح واقع ہوئے ہیں کہ ہر خاصہ ہمارے لئے کوئی نہ کوئی فیضان رکھتا ہے سورج چاند۔ ستارے، ہوا، بارش، دریا، سمندر، پہاڑ۔ سب کے خواص وفوائد ہیں۔

(ترجمان القرآن، مؤلفہ مولانا ابوالکلام آزادؒ)

ستاروں کی گردش

اس دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ مگر اس دُنیا کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنادیا ہے کہ یہاں واقعات کا ظہور ہونا تو اللہ کے حکم ہی سے ہے مگر اسباب کے تحت ہوتا ہے۔ انسان کا کام یہ ہے کہ وہ اسباب کو سمجھے، اور ان کے خواص کو جانے۔ مگر ان اسباب کے پیچھے کام کرنے والی قدرتِ خداوندی سے لاپرواہ نہ ہو۔ جو شخص کامیابی وناکامی، صحت وبیماری، موت اور زندگی کو اسباب وعلل ہی کا اصل نتیجہ

قرار دے وہ گویا معاملہ کو صرف سطحی نظر سے دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ اصل سبب وہ نہیں ہے جو دکھائی دے رہا ہے۔ حقیقی اور اصل سبب وہ ہے جو نظروں سے اوجھل ہے۔ کائنات کی ہر چیز اللہ کے زیر حکم ہے چھوٹے چھوٹے ذرّوں سے لے کر بڑے بڑے ستاروں تک سب خدا کے ہی بنائے ہوئے نقشہ کے مطابق گردش کر رہے ہیں۔

سیّاروں سے نکلنے والی شعاعیں

چاند، سورج اور دیگر سیاروں سے نکلی ہوئی برقی لہروں اور شعاعوں کے انسانی و حیوانی زندگی پر گہرے نقوش و اثرات پڑتے ہیں۔ ماہرین نجوم کا خیال ہے کہ سیاروں کی گردش کے اثرات، حیوانات، نباتات، جمادات معدنیات میں سے ہر شے پر مختلف اوقات میں مختلف پڑتے ہیں۔ سورج سے نکلنے والی مختلف رنگوں کی کرنیں حرارت اور بجلی کی لہریں دنیا کی ہر چیز پر اپنا اثر ڈالے بغیر نہیں رہتیں۔ چاند، سورج سے منعکس ہو کر اپنے مخصوص اثرات کا حامل ہے۔ چاند سے نکلنے والی کرنیں سمندر میں تموج اور طوفان برپا کر دیتی ہیں۔ قدیم طبی کتابوں میں مفردات کے خواص کے ساتھ ساتھ سیاروں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اطبا کی نظر میں ہر جڑی بوٹی کسی نہ کسی سیارہ کے خواص کی حامل ہے۔

سائنس کی موجودہ تحقیق

سطح زمین کے ہر ذرہ پر رات دن ایسی شعاعوں کے حملے ہوتے رہتے ہیں

جو بیرونی فضا سے آتی ہیں۔ یہ شعاعیں بڑی طاقتور ہوتی ہیں اور چونکہ یہ اپنی بے پناہ طاقت سے تمام مادّی اور برقی ذرّات کو توڑ کر پاش پاش کرتی رہتی ہیں۔ اور ہر لحظہ ان کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ اس لئے ان کے اثر سے ہمارے جسم میں بھی کیمیاوی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ موجودہ علمِ حیوانات کے ماہرین کی رائے تو اس حد تک ہے کہ حیوانات میں نوع اور جنس کے تمام اختلافات بھی انہی کائناتی شعاعوں کا نتیجہ ہیں۔ یہ شعاعیں حیوانات کے جسم اور صحت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

غرض ماہرینِ نجوم کی نظر میں کائنات اور انسان و کواکب کا باہمی گہرا ربط و تعلق ہے۔ نیز آفتابی شعاعیں اور لہریں سیاروں پر پہونچ کر اور وہاں ان سیاروں کے خواص و اثرات اخذ کر کے انسان اور کائنات پر ہر لمحہ اثرات ڈال رہے ہیں۔

سبق آموز نتیجہ

ہمارے سامنے جو عظیم کائنات پھیلی ہوئی ہے اس کے مختلف اجزاء باہم اتنے زیادہ مربوط ہیں کہ کسی ایک واقعہ کو ظہور میں لانے کے لئے پوری کائنات کی مساعدت ضروری ہے یہ ہم آہنگی اور یہ باہمی شدید ربط و ضبط اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک ایک ہے اور صرف ایک، نیز کائنات کی ہر ہر شے ہمہ وقت مالکِ کائنات کی نظر میں ہے۔ وہ اس کی ہر چھوٹی بڑی بات کی نگرانی کر رہا ہے ؎

تری ذات ہے احد، صمد، نہ تو ہے نسب، نہ تو ذو ولد٭ تری جوڑ کا نہیں دوسرا، تری شان جل جلالہٗ

عامل کیلئے تیسرا بنیادی علم

عملیات میں علمِ ریاضی سے اس قدر واقف ہونا ضروری ہے کہ جمع ، تفریق ، ضرب ، تقسیم کے چاروں قاعدوں پر مکمل عبور حاصل ہو۔ اسمائے الٰہی آیات و عبارت کے اعداد سے نقش مرتّب کرنے میں ان چاروں قاعدوں کی لازمی ضرورت پیش آتی ہے ۔

خلاصہ

فن عملیات مندرجہ بالا علومِ ثلٰثہ کی بنیاد پر قائم ہے ۔

ع۱ علومِ عربیہ میں علمِ صرف و نحو اور قرآن فہمی کی مکمل صلاحیت اور کامل شعور ہو۔
ع۲ علمِ نجوم سے کماحقہٗ واقفیت ہو کہ ساعات کی تعیین اور اعمال کی توقیت ہو سکے ۔
ع۳ :۔ علمِ ریاضی میں بقدرِ ضرورت مہارتِ تامّہ حاصل ہو۔

نوٹ

اس کے علاوہ بھی عامل کیلئے چند اور معلومات کی فراہمی ضروری ہے مگر بنیادی علوم کی تحصیل کے بعد ان چیزوں کا کتابوں کے مطالعہ یا متعلقہ استاذ سے حاصل ہونا دشوار امر نہیں ہے ۔

علمِ سحر اور علمِ نجوم وغیرہ کی قدیم تاریخ پر ایک نظر

قوموں کے عروج وزوال اور ان کے علوم وفنون کے متعلق تاریخ مکمل طور پر ہماری رہنمائی نہیں کرتی۔ جن ادوار کی رہنمائی کرتی ہے ان کی مدّت زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار سال ہے اس سے پہلے روئے زمین پر آباد لوگ کیا کرتے رہے۔ اُن کے فکری وعملی، تہذیبی واخلاقی اور سماجی حالات کیا تھے۔ اور انھوں نے ارتقاء کی کتنی منزلیں طے کرلی تھیں، اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا، تاریخ خاموش ہے۔ مذہبی کتابوں میں بھی کہیں کہیں صرف اشارات ملتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ اب اگر ہم ماقبل تاریخ کے حالات معلوم کرنا چاہیں تو ہمارے پاس اس کا کوئی حتمی ذریعہ نہیں ہے۔ سائنسی کھوج کے نتیجہ میں جو چیزیں سامنے آرہی ہیں مثلاً ہڑپا، موہن جودڑو، ٹیکسلا، مینامتی وغیرہ۔ یہ وہ قدیم شہر ہیں جو مٹی کے تودوں میں دبے ہوئے تھے اور جنھیں کھود کر نکالا گیا ہے۔ لیکن ان تباہ حال شہروں سے جو دستاویزات تختیوں اور پتھروں پر کتبوں کی شکل میں دستیاب ہوئی ہیں، ان سے بھی ماقبل تاریخ کے حالات وواقعات کی طرف نشاندہی نہیں ہوتی ان کا زمانہ بھی تین چار ہزار سال سے زیادہ کا نہیں ہے۔ اسی طرح بعض پہاڑوں کی کھودوں سے یا ان کی چوٹیوں پر سے جو عجیب وغریب مُردہ جانور یا ان کے ڈھانچے ملے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ کہنا تو درست ہوسکتا ہے

کہ اب ان کی نسل کا کوئی جانور زمین پر موجود نہیں۔ مگر یہ کہنا کہ یہ جانور آٹھ ہزار سال یا پندرہ ہزار سال پہلے کے ہیں۔ قیاس آرائی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

اب ہمارے پاس ماقبل تاریخ کے سلسلے میں تھوڑی بہت معلومات حاصل کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ بھی کمزور سا، اور یہ ذریعہ وہ روایات ہیں جو کہانیوں کی صورت میں یکساں طور پر ساری دنیا میں مشہور ہیں اور متواتر سینہ بہ سینہ چلی آرہی ہیں۔ مثال کے طور پر دیووں کے قصے، جنات کے ہولناک قصے اور جادوگروں کی حیرت ناک سحر کاریوں کی عجیب عجیب باتیں۔ موجودہ دور کی ہمہ جہتی اور عظیم صنعتی ترقیات کو دیکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جنات اور جادوگروں کی محض کہانیاں نہیں ہیں بلکہ تاریخی دور سے پہلے لوگوں کے علمی و عملی اور صنعتی ارتقاء کی یادگار باتیں ہیں جو امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ کہانیاں بن کر رہ گئی ہیں۔

ہر کمالِ را زوال

واقعہ یہ ہے کہ انسانوں نے اپنی فطری صلاحیتوں کی بدولت ہر دور میں ترقی کی ہے۔ اس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ لیکن جب وہ ارتقاء کی آخری منزلوں پر پہنچے اور انھوں نے انسانی حدوں کو پار کرنا چاہا۔ خدا کو بھلا کر خود خدا بن بیٹھے ان کی سرکشی اور تمرّد حد سے زیادہ بڑھ گیا تو قدرت نے انھیں ہلاک کر ڈالا۔ کہیں شدید آندھیوں کے ذریعہ کہیں خوفناک زلزلوں کے ذریعہ اور کہیں سمندروں کی مضطرب لہروں کے ذریعہ۔ وہ قومیں اپنی مسلسل سرکشیوں کے نتیجہ میں عموماً فنا ہوگئیں۔ ان کی تہذیب فنا ہوگئی۔ اور ان کے تمام ترقیاتی عوامل و مظاہر سمندر کھا گیا یا زمین نگل گئی۔ اور ان کے محیّر العقول کمالات اور علوم و فنون

صرف کہانیوں کی شکل میں باقی رہ گئے۔ قرآن حکیم نے ایسی قوموں کی تباہیوں کی طرف قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ، جیسی آیتوں میں اشارات کئے ہیں۔ آج ہمارے دور کا انسان بھی ترقی کی انتہائی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ اگر اس نے اپنے اور خدا کے مقام کو نہ پہچانا اور اس کے مطابق زندگی میں تبدیلیاں نہ پیدا کیں تو یہ بھی اپنی تمام تر ترقیات کے ساتھ فنا کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اور آئندہ آنے والی نسلیں موجودہ ترقیاتی مظاہر کو اپنے بزرگوں سے سن کر کہانیوں کا ہی درجہ دے سکیں گی۔

قدیم زمانہ میں، رومی، پارسی اور یونانی اقوام، حکمت و فلسفہ، ریاضی اور طب وغیرہ علوم میں بہت آگے بڑھ گئی تھیں۔ انھوں نے مبادیات کے سلسلے میں جو نظریات قائم کئے اور جو اصول مرتب کئے ان میں بہت سے آج بھی اپنے دائروں میں معیار قرار دیے جاتے ہیں۔ زمین اور چاند کا قطر، ان کا باہمی فاصلہ، ستاروں کی گردش اور ان کا آپسی تعلق و ربط کے بارے میں ان لوگوں نے جو معلومات فراہم کی تھیں اور جن نتائج پر وہ پہنچے تھے، آج بھی انھیں تسلیم کیا جاتا ہے۔

زمانۂ قدیم میں علمِ نجوم وغیرہ

زمانۂ قدیم میں علمِ نجوم اور علمِ سحر کی طرف لوگوں کا عام رجحان رہا ہے وہ ان علوم کو دوسرے علوم پر ہمیشہ فوقیت دیتے تھے، ترجیحی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کلدانیوں، سُریانیوں اور قبطیوں کو ان علوم میں نسبتاً زیادہ کمال حاصل تھا۔ دراصل انہی قوموں سے یہ علوم و فنون یونانیوں اور پارسیوں وغیرہ نے حاصل کئے تھے۔ قرآنِ کریم میں بھی کچھ ایسے واقعات پر روشنی موجود ہے

جس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے زمانہ میں علمِ سحر کافی عروج پر تھا، بڑے بڑے ساحر جگہ جگہ موجود تھے جو اپنی فنکارانہ اور علمی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے لوگوں کو مبہوت کر ڈالتے تھے۔ بعض ممالک میں تو لوگ ان کی ہولناک حرکتوں سے اس قدر عاجز آ گئے تھے کہ ان کے لئے سلامتی کے ساتھ زندہ رہنا مشکل ہو گیا تھا۔ تنگ آمد بجنگ آمد، پھر یہ ہوا کہ پریشان حال لوگوں نے منصوبہ بند طریقوں سے ساحروں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ حکومتی سطح پر بھی ان کو سزائے موت دی گئی اور ان کے علمی ذخیروں کو دریا بُرد کر دیا گیا۔ تاہم کچھ نہ کچھ باقی رہ گیا، سب کا سب ضائع نہیں کیا جا سکا۔ عظیم مؤرخ ابنِ خلدون لکھتے ہیں کہ :

مسلمانوں کو فتوحات کے نتیجہ میں مختلف ممالک سے اہم نوادرات کے علاوہ فلسفہ و حکمت، ریاضی اور سحری علوم کا ذخیرہ ملا ہے۔" مگر چونکہ شریعتِ اسلامی نے خاص طور پر علمِ سحر کو حرام قرار دیدیا تھا اور ساحروں کیلئے سخت ترین عذاب کی بات کہی تھی۔ اس لئے مسلمانوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی بلکہ اسکو شدید نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور یونانی علوم کے تراجم کرتے وقت بالقصد اس علم کو نظر انداز کر دیا۔ اسی لئے وہ ذخیرہ بھی جو غیر مرتب صورت میں حاصل ہوا تھا۔ رفتہ رفتہ ضائع ہو گیا یا ضائع کر دیا گیا۔ صرف مسلمانوں ہی نے نہیں، دوسرے لوگوں نے بھی سحری علوم کو ختم کر ڈالنے کی کوششیں کی۔ لیکن اس کے باوجود یہ علم کسی نہ کسی درجہ میں پھر بھی باقی رہ گیا۔ اور آج تک سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔

مسلمانوں نے سحر کو چھوڑ کر باقی بہت سے علوم و فنون پر لکھی گئی کتابوں کے تراجم کئے ہیں۔ جیسے مصاحف کواکب سبعہ اور طلسم ہندی وغیرہ۔ علمِ نجوم

علمِ ریاضی اور حروف واعداد پر مشتمل کتابوں کے تراجم تو کافی اہتمام سے کئے گئے ہیں۔

مسلمانوں نے صرف کتابوں کے تراجم پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ان پر غور و فکر بھی کیا ہے اور حدِ جواز کی پوری رعایت کے ساتھ مستقل کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ جابر ابنِ حیان نے حروف واعداد پر کئی کتابیں لکھی ہیں، مسلمہ ابنِ احمد المجریطی نے جو اپنے دور میں علمِ ریاضی کا ماہر تھا۔ ریاضی سے متعلق اہم مسائل کا خلاصہ کیا اور غایت الحکیم کتاب لکھی۔ جس کی افادیت کو ہر دور میں محسوس کیا گیا امام فخر الدین رازی کی اس سلسلے میں "سرِّ مکتوم" نامی کتاب موجود ہے۔

فلاحۃ النبطیہ۔ یہ علمِ نباتات کی ایک ضخیم اور اہم کتاب تھی۔ اس میں جہاں نباتات کی روئیدگی، نشوونما، ان کی بیماریوں کے علاج اور بیجوں کے سلسلے میں مفید ترین بحثیں تھیں۔ وہیں سحر سے متعلق چند ابواب بھی تھے، کہتے ہیں کہ ان ابواب میں سحر کرنے کے طریقے، اوقات اور اس کو زیادہ سے زیادہ زود اثر بنانے کی تراکیب درج تھیں مسلم علمار نے ان ابواب کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ چھوڑ دیا

خرقِ عادت قوتیں اور حضراتِ صوفیار

حضراتِ صوفیار کا دَور شروع ہوا تو انھوں نے حصولِ معرفت اور خرقِ عادت قوتیں حاصل کرنے کی کوششیں کیں۔ اس مقصد کے لئے سخت ترین ریاضتیں کی گئیں۔ نفسانی خواہشات کو ترک کر کے روحانی کمالات حاصل کئے۔ اور شعور و حواس کے حجابات سے ماورار ہو کر عجیب و غریب اور سریع الاثر طاقتیں حاصل کیں۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ حضرات حروف واعداد کے اسرار و رموز سے آگاہ ہونے میں کامیاب ہوگئے۔

حضرت شیخ ابوالعباس احمد بن علی بونیؒ (وفات ۶۲۲ھ) کی اس فن میں تقریباً پچاس کتابیں ہیں۔ شمس المعارف اور لطائف الاشارات وغیرہ

بہر کیف حروف کے اسرار و رموز دریافت کرنے کی جو کوششیں کی گئی ہیں۔ ان کا ماحصل یہ ہے کہ ارواحِ فلکی اور طبائع کو بھی مظاہر قدرت ہیں۔ جن کے پیچھے خداوندِ قدوس کی عظیم حکمتیں کارفرما ہیں۔ اسرارِ حروف تمام اسمائے الٰہی اور کلماتِ الٰہیہ کے ذریعہ جن میں پُر اسرار حروفِ مقطعات بھی شامل ہیں۔ عالمِ طبیعت میں تصرّف کرنے میں کمال حاصل کیا۔ اور اپنی روحانی قوتوں سے کام لے کر حروف کی ان پوشیدہ طاقتوں کا سراغ نکالا جو دراصل حروف کے باہمی امتزاج، عناصر اور اثرات فلکی سے مل کر عالمِ ارضی میں اتصالی او انفصالی تصرف پیدا کرتی ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ یہ تصرف محض حروف کی طبائع کے مرہونِ منت ہے یا اس کا سبب کچھ اور ہے؟ اس سلسلہ میں ایک قول تو یہ ہے کہ حروف اپنی عنصری طبائع کے ذریعہ ہی کام کرتے ہیں ـــــ دوسرا قول یہ ہے کہ حروف جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ نسبتِ عددی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اس قول کے مطابق نسبتِ عددی مؤثر و متصرف ہے۔

حقیقتِ حال جو بھی ہو بہر حال حروف و اعداد کا باہمی ایک زبردست تعلق ہے۔ بالکل ایسا ہی تعلق جیسا جسم و رُوح میں پایا جاتا ہے۔

اسی لئے حروف کی قوتیں اور ان کے اثراتِ معلوم کرنے کی کوششیں کی گئی اور پھر ان کو زیادہ سریع بنانے کے لئے اعداد کی طرف توجّہ مبذول کی گئی چنانچہ ابجد کے اصول کو سامنے رکھکر حیرت انگیز طور پر کام لئے گئے۔ اور اعداد کی مناسبت سے انکی باہمی نسبت و تالیف کا پتہ لگایا گیا۔ یہی بنیادیں ہیں جن پر علمِ جفر اور تعویذات کا سلسلہ آیا

علمِ جفر

اب ہم علمِ جفر کے سلسلے میں کچھ ضروری اور بنیادی باتیں پیش کریں گے کیونکہ علمِ جفر درحقیقت علم الحروف ہے اور حروفِ مقطعات سے اس کا ایک خاص ربط و تعلق ہے۔

جفر:۔ جفر کے لغوی معنی ہیں کشادہ ہونا۔

علمِ جفر:۔ وہ علم ہے جس میں حروف کے اسرار و رموز سے بحث کی جائے۔

غرض و غایت:۔ اس علم کے ذریعہ بہت سی وہ معلومات حاصل ہو جاتی ہیں جو عام ذرائع معلومات سے حاصل نہیں ہو سکتیں اور اس علم کی بنیاد پر بہت سے ایسے مسائل بھی حل ہو جاتے ہیں جو عام طور سے ناقابلِ حل سمجھے جاتے ہیں۔

علمِ جفر کی بُنیاد:۔ اس علم کی اصل بنیاد ابجد کے ۲۸ حروف پر ہے۔

ابجد ابجد ۸ چھوٹے چھوٹے کلموں پر مشتمل عربی حروفِ تہجی کا مجموعہ ہے یہ آٹھوں کلمے بے معنیٰ ہیں یا بامعنیٰ؟ اس میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔

علماء کے ایک طبقہ کا خیال ہے کہ ان کلموں میں معنیٰ کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔ صرف اعدادی مراتب کو ملحوظ رکھکر یہ ۸ کلمے ترکیب دے دئے گئے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ آٹھوں لفظ ابنِ مرّہ کے ۸ بیٹوں

کے نام ہیں جو عرب میں ابجد کا موجد تھا۔

بعض اہلِ علم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حروفِ مقطعات کی طرح یہ بھی رموزی کلمات ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے چنانچہ تورات کے چھٹے اور ساتویں حصّہ میں ابجد کے چھ کلمے موجود ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

ابجد، ھوزح، طیکل، منسع، فصقر، شتت

علماءِ یہود ان چھ کلموں سے اعداد نکالنے کا کام لیتے آئے ہیں جن کے اعداد ۶۰۰ پر منتہی ہوتے ہیں۔

نوٹ:۔ عبرانی زبان میں حروفِ تہجی کی کل تعداد ۲۳ ہے۔

جب اہلِ عرب میں علمِ جفر کا شوق پیدا ہوا تو عربی حروفِ تہجی ۲۸ تھے اس لئے عربوں کو مزید دو کلموں کا اور اضافہ کرنا پڑا۔ اس طرح یہ عددی تعداد ایک ہزار تک پہونچ گئی۔

اب علمِ جفر کی بنیاد ۲۸ حروف پر قائم ہے۔

ابجد کی اقسام

ابجد کی یہ شکل جس کا بیان اب تک ہوا ہے، ابجد قمری کہلاتی ہے یعنی ابجد، ھوز، حطی الخ اور حروفِ تہجی کو اصل ترتیب سے الگ رکھکر ان کے اعداد عاملینِ جفر نے دوسرے کر بیان کئے ہیں یعنی ا ب ت ث ج ح خ الخ یہ ابجد شمسی کہلاتی ہے۔

عام طور سے عملیات میں ابجد قمری ہی سے حساب کیا جاتا ہے۔

حالانکہ ابجد قمری کی بہ نسبت ابجد شمسی زیادہ قوی الاثر ہے۔

قمر، نیرِ اصغر ہے شمس سے اکتساب نور کرتا ہے لیکن پھر بھی دنیائے

عملیات میں ابجد قمری کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قمری اثرات جلدی جذب ہو کر اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ کیونکہ عالمِ ارضی سے قمر زیادہ نزدیک ہے شمس کا فاصلہ زیادہ ہے۔ جس کے اثرات قدرتی طور پر عالمِ ارضی تک پہونچنے میں زیادہ وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان فطری طور پر جلد باز ہے۔ زود اثری کا ہمیشہ شیدا رہا ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔ اس لئے ابجد قمری زیادہ متداول اور مستعمل رہا ہے۔ نوبت بایں جا رسید۔ کہ ابجد شمسی سے بہت کم لوگ واقف ہیں اور چند ہی لوگ ہوں گے جو اس سے کام لیتے ہوں۔ اس کے برعکس ابجد قمری سے عملیات کے دائرے سے متعلق ہر شخص واقف ہے۔ بہرکیف، ابجد شمسی قوی الاثر ہے مگر ابجد قمری زود اثر ہے۔ دونوں کے درمیان اصل فرق یہی ہے۔

ابجد قمری

یہ بھی دو قسم پر ہے۔ مکتوبی ــــ ملفوظی۔

ابجد مکتوبی:۔ حروف کی شکلیں ہیں جیسے ا ب ج، د

ابجد ملفوظی:۔ حروف کی ان شکلوں کا تلفظ ہے یعنی ان حروف کی آوازیں جو بولنے میں آتی ہیں جیسے الف، با، جیم۔ دال۔

ابجد قمری

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

ابجد ملفوظی (قمری)

الف	با	جیم	دال	ها	واؤ	زا	حا	طا	یا	کاف	لام	میم	نون
۱۱۱	۳	۵۳	۳۵	۶	۱۳	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۰۱	۷۱	۹۰	۱۰۶
سین	عین	فا	صاد	قاف	را	شین	تا	ثا	خا	ذال	ضاد	ظا	غین
۱۲۰	۱۳۰	۸۱	۹۵	۱۸۱	۲۰۱	۳۶۰	۴۰۱	۵۰۱	۶۰۱	۷۳۱	۸۰۵	۹۰۱	۱۰۶۰

ابجد شمسی

ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ	ر	ز	س	ش	ص
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
ض	ط	ظ	ع	غ	ف	ق	ك	ل	م	ن	و	ه	ی
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

جدول جلالی و جمالی و مشترک

جلالی	ا	ه	ط	م	ف	ش	ذ	ب	و
جمالی	د	ح	ل	ع	ر	خ	ن	غ	ی
مشترک	ج	ك	س	ق	ت	ص	ض	ث	ز ظ

حروف کی متعلقہ منازلِ قمر

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
شرطین	بطین	ثریا	دبران	ھقعہ	ھنعہ	ذراع	نثرہ	طرفہ	جبھہ	زبرہ	صرفہ	عوا	سماک
ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
غفرا	زبانا	اکلیل	قلب	شولہ	نعائم	بلدہ	ذابح	بلعہ	سعود	اخبیہ	مقدم	مؤخر	رشا
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ

حروف اور عناصر

اس جدول سے حروف کی طبع کا اندازہ ہوگا۔ چنانچہ کسی شخص کے نام کی طبع معلوم کرنی ہو تو نام کے حرفِ اوّل سے طبع معلوم ہوسکتی ہے۔

حروفِ آتشی	ا ھ ط م ف ش ذ	شرقی
حروفِ بادی	ب۔و۔ی۔ن۔ص۔ت۔ض	غربی
حروفِ آبی	ج۔ز۔ک۔س۔ق۔ث۔ظ	شمالی
حروفِ خاکی	د۔ح۔ل۔ع۔ر۔خ۔غ	جنوبی

آتشی حروف کا مجموعہ :۔ اھطم فشذ۔ بادی کا مجموعہ بوین صتض آبی کا مجموعہ :۔ جزکس قثظ ۔ خاکی کا مجموعہ دحل عرخغ ہے

بعض عاملین کے نزدیک آتشی، خاکی، بادی، آبی حروف کی ترتیب اس طرح ہے۔ یہ ترتیب سماوی کہلاتی ہے۔
آتشی:۔ ا ھ ط م ف ش ذ ــــ بادی:۔ ج ز ک س ق ث ظ
خاکی:۔ ب و ن ص ت ض ــــ آبی:۔ د ح ل ع ر خ غ
نوٹ:۔ بروج (حمل ثور جوزا) کی طبع اسی ترتیب پر ہے۔

کواکب کے لحاظ سے حروف کی عنصری تقسیم

(ماخوذ جواہر خمسہ)

کواکب	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر
آتشی	ا	ہ	ط	م	ف	ش	ذ
بادی	ب	و	ی	ن	ص	ت	ظ
آبی	ج	ز	ک	س	ق	ث	ض
خاکی	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ
مجموعہ	ابجد	ہوزح	طیکل	منسع	فصقر	شتثخ	ذظضغ

ہر اسم کی طبع اس کے حروف سے معلوم کی جاتی ہے عملیات میں عموماً اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مثلاً اسم احمد کی طبع الف کے مطابق آتشی ہے۔ اور زینت میں حرفِ اوّل ز ہے اس کے مطابق آبی ہوئی چونکہ آتش اور آب میں مخالفت ہے اس لئے ان میں محبت نہیں ہوسکتی۔ ایسی صورت میں یا تو نام بدل دیتے ہیں یا علمِ جفر کے قاعدوں کے ایسے تعویذ بنا کر دئے جاتے ہیں

جس سے عنصری دشمنی ختم ہو جائے۔ (۱)

آتش و باد ؛ میں باہم دوستی ہے ہوا کے بغیر آگ نہیں جل سکتی۔ لہذا موافق ہیں۔

آتش و آب میں دشمنی ہے۔ آگ پانی کو اڑا دیتی ہے اور پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ لہذا ناموافق ہیں۔

آتش و خاک میمن ہیں یعنی ایک دوسرے کو امان دیتے ہیں۔ آتش سینہ خاک میں امان پاتی ہے اور قائم رہتی ہے لہذا مصادق ہیں۔

(۲)

باد و آتش (دوست) موافق

باد و آب (دوست) موافق

باد و خاک (دشمن) ناموافق

---

(۳)

آب و آتش (دشمن) ناموافق

آب و باد (میمن) مصادق

آب و خاک (دوست) موافق

---

(۴)

خاک و آتش (میمن) مصادق

خاک و باد (دشمن) ناموافق

خاک و آب (دوست) موافق

بروج کیلئے حروف کی عنصری تقسیم

اس جدول میں حروف کو ۱۲ بروج پر تقسیم کیا گیا ہے یہ جدول امراض کے طلسم بنانے میں بڑا کام دیتی ہے۔

بروج	حروف	الفاظ
حمل	ا م ذ	امذ
ثور	د ح ل	دحل
جوزا	ب ن ض	بنض
سرطان	ز ج س	زجس
اسد	ہ ف	ھف
سنبلہ	ع ر	عر
میزان	و ص	وص
عقرب	ق ث	قث
قوس	ط ش	طش
جدی	خ غ	خغ
دلو	ی ت	یت
حوت	ک ظ	کظ

جَدولِ ایقغ

	ایقغ				
	غ	ق	ی	ا	
	۱۰۰۰	۱۰۰	۱۰	۱	

جلش			بکر		
ش	ل	ج	ر	ک	ب
۳۰۰	۳۰	۳	۲۰۰	۲۰	۲
ہنث			**دمت**		
ث	ن	ہ	ت	م	د
۵۰۰	۵۰	۵	۴۰۰	۴۰	۴
زعذ			**وسخ**		
ذ	ع	ز	خ	س	و
۷۰۰	۷۰	۷	۶۰۰	۶۰	۶
طصظ			**حفض**		
ظ	ص	ط	ض	ف	ح
۹۰۰	۹۰	۹	۸۰۰	۸۰	۸

نوٹ

ابجد ہوز کی طرح حروفِ تہجی کی یہ بھی ایک مفید ترتیب ہے
اس کو ذہن نشین کر کے ابجد سے زیادہ بہتر فائدہ اٹھایا
جاسکتا ہے۔

افسج (ابجد)

آتشی		بادی		آبی		خاکی		کواکب
ا	۱	ف	۲	س	۳	ج	۴	زحل
ع	۵	ی	۶	ل	۷	م	۸	مشتری
ھ	۹	ض	۱۰	ر	۲۰	ز	۳۰	مریخ
ط	۴۰	غ	۵۰	ث	۶۰	ب	۷۰	شمس
ح	۸۰	ظ	۹۰	ن	۱۰۰	خ	۲۰۰	زہرہ
ق	۳۰۰	ک	۴۰۰	و	۵۰۰	ت	۶۰۰	عطارد
ش	۷۰۰	ص	۸۰۰	د	۹۰۰	ذ	۱۰۰۰	قمر

مرکب شکل جس طرح اب ج د کی ابجد۔ ہوز۔ حطی کلمن ہے اسی طرح اف س ج کی اَفۡسَجُ عِیۡلَمُ ھَضُرزطغثب حظنخ قکوت شصدذ ہے

علم جفر میں جس طرح اعداد نکالنے کے لئے ابجد ھوز مستعمل ہے اسی طرح بعض خاص حالات میں افسج کے اعداد سے کام لیتے ہیں۔

افسج کے اعداد سے تیار شدہ نقش بعض مقامات پر ابجد سے زیادہ قوی التاثیر ثابت ہوا ہے۔

بروج کی عنصری تقسیم

آتشی		بادی		آبی		خاکی	
۱	حمل	۴	جوزا	۷	سرطان	۱۰	ثور
۲	اسد	۵	میزان	۸	عقرب	۱۱	سنبلہ
۳	قوس	۶	دلو	۹	حوت	۱۲	جدی

اس جدول سے بروج کی طبع معلوم ہوتی ہے مگر یہ بروج کی اصل ترتیب نہیں ہے۔ بروج کی اصل ترتیب مندرجہ ذیل ہے۔
(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت

برجِ طالع معلوم کرنے کا طریقہ

عملیات میں اکثر ناموں کے متعلقہ بروج معلوم کئے جاتے ہیں۔ اہم اعمال میں حروف اور ان کے مؤکلات کی ضرورت بھی پیش آتی ہے۔ جب کسی کا برجِ طالع معلوم کرنا ہو تو اس کا نام اور اس کی والدہ کا نام لے کر دونوں کے اعداد نکالے جائیں۔ اور پھر ان اعداد کو ۱۲ پر تقسیم کر دیا جائے۔ جو باقی رہے وہی اس کا برج ہے۔

مثال:- صفوان بن صفیہ کے اعداد لیں۔ صفوان کے ۲۲۷ اور صفیہ کے ۱۸۵ ہوتے ہیں۔ دونوں کے اعداد جمع کئے تو کل ۴۱۲ ہوئے ۱۲ پر تقسیم کیا تو ۴ باقی رہے۔ معلوم ہوا کہ برج سرطان ہے۔ کیونکہ بروج کی ترتیب میں چوتھا نمبر سرطان کا ہے۔

اگر دو آدمیوں کا برج ایک ہی طبع کا ہو مثلاً دونوں کا برج آتشی ہو تو ان دونوں میں محبت اور دوستی کی صلاحیت ہے۔ اسلئے جلد کامیابی کی توقع ہے۔ لیکن اگر ان دونوں کے برج کی طبع مختلف ہو مثلاً ایک کا آتشی ہو۔ دوسرے کا آبی ہو تو ان دونوں میں دشمنی ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں

تعویذات سے کامیابی مشکل ہی سے ہوتی ہے۔

۱۲ پر تقسیم کر کے نکالنے کا طریقہ صرف عملیات میں مستعمل ہے اس سے جو برج یا ستارہ نکلتا ہے وہ قائم مقام کہلاتا ہے۔

علم نجوم کے قواعد سے اس کا تعلق محض رسمی ہے۔ تاریخ پیدائش سے جو برج اور ستارہ معلوم ہوتا ہے وہ حقیقی ہوتا ہے تقریباً یقین کی حد تک اس سے زندگی کے بہت سے حالات پر خاص روشنی پڑتی ہے۔ لیکن اگر تاریخ پیدائش نہ ملے تو مندرجہ بالا طریقہ سے برج اور ستارہ نکال کر عملیات میں کام چلاتے ہیں۔ تاہم یہ طریقہ تفصیلی حالات معلوم کرنے میں کوئی خاص کارآمد نہیں ہے۔ البتہ دائرۂ عملیات میں اس سے کافی کام نکالے جا سکتے ہیں۔

ضروری ھدایت

مسلمانوں میں عام طور پر جو نام رکھنے کا رواج ہے وہ اکثر دو اسموں سے ملکر بنتے ہیں۔

(۱) عربی قاعدہ کے مطابق کبھی ان کے درمیان اضافت پائی جاتی ہے جیسے عبداللہ، عبدالرحمان، عبدالحق، عبدالرب ان میں حرف اوّل ع شمار ہوتا ہے۔

(۲) کبھی یوں ہی دو اسموں کو ایک اسم بنا کر نام رکھدیتے ہیں۔ جیسے محمد احمد، علی احمد، محمد علی، محمد حسین، احمد حسین، علی حسین، ایسے ناموں میں دو اسموں کے عدد لئے جائیں گے۔

(۳) کبھی محمد صرف برکت کیلئے نام کے ساتھ لگا دیتے ہیں جیسے محمد عبدالحق،

ایسے ناموں میں عین ہی کو حرفِ اوّل قرار دے کر عبدالحق کے اعداد لیں گے۔ محمد کے اعداد نہیں لئے جائیں گے۔

حسب ونسب، خاندانی نسبت، اور تخلص کا ناموں کے اجزاء میں شمار نہیں ہے۔ جیسے صفوان صدیقی، سیّد صبیح الرحمٰن، عبدالرب نشتر ان میں صدیقی، سیّد اور نشتر کے اعداد نہیں لئے جائیں گے۔

سِتارہ و بُرج معلوم کرنا

ذیل کے نقشے سے معلوم ہوگا کہ آپ کے سر نام کے مطابق کون سا ستارہ ہے

کواکب	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر
حروف کی مفرد شکلیں	ا ب ج د	ہ و ز ح	ط ی ک ل	م ن س ع	ف ص ق ر	ش ت ث خ	ذ ض ظ غ
حروف کی مرکب شکلیں	ابجد	ہوزح	طیکل	منسع	فصقر	شتثخ	ذضظغ

ستاروں کے متعلقہ بُروج

شمس کا برج ——— اسد

قمر کا برج ——— سرطان

عطارد کا برج ——— جوزا، سنبلہ

زہرہ کا برج ——— ثور، میزان

مریخ کا برج ——— حمل، عقرب

مشتری کا برج ــــــــ قوس، حوت
زحل کا برج ــــــــ جدی ۔ دلو

جدول حروفِ تہجی کے تعلقات

حرف	موکل	جن	برج	ستارہ	منزل	اسمائے حسنیٰ
ا	اسرافیل	فیویوش	حمل	زحل	شرطین	اللہ
ب	جبرائیل	دیوش	جوزا	مشتری	بطین	باقی
ج	کلکائیل	نویوش	سرطان	مریخ	ثریا	جامع
د	دردائیل	طیویوش	ثور	شمس	دبران	دیّان
ہ	دورائیل	صیوش	حمل	زہرہ	ھقعہ	ھادی
و	رفتمائیل	پویوش	جوزا	عطارد	ھنعہ	ولی
ز	شرفائیل	کایوش	سرطان	قمر	ذراع	زکی
ح	تنکفیل	عیوش	جدی	زحل	نثرہ	حق
ط	اسمائیل	پدیوش	حمل	مشتری	طرف	طاھر
ی	سرکتیائیل	شہیوش	میزان	مریخ	جبہہ	یٰسٓ
ک	حروزائیل	قدیوش	عقرب	شمس	زبرہ	کافی
ل	طاطائیل	عدیوش	ثور	زہرہ	صرفہ	لطیف
م	رومائیل	مجیوش	اسد	عطارد	عوا	ملک
ن	حولائیل	دطیوش	میزان	قمر	سماک	نور

جدول حروفِ تہجی کے تعلقات

حرف	مؤکل	جن	برج	ستارہ	منزل	اسمائے حسنیٰ
س	حمواکیل	نعیوش	قوس	زحل	غفرا	سَمِیعٌ
ع	لومائیل	فشیوش	سنبلہ	مشتری	زبانا	عَلِیٌّ
ف	سرحمائیل	بعطیوش	اسد	مریخ	اکلیل	فَتَّاحٌ
ص	اہجمائیل	فلایوش	میزان	شمس	قلب	صَمَدٌ
ق	عطرائیل	شمیوش	حوت	زہرہ	شولہ	قَادِرٌ
ر	امواکیل	وھیوشش	سنبلہ	عطارد	نعائم	رَبٌّ
ش	ھمرائیل	تشیوش	عقرب	قمر	بلدہ	شَافِیٌ
ت	عزرائیل	رطیوشش	دلو	زحل	ذابح	تَوَّابٌ
ث	میکائیل	طیوشش	حوت	مشتری	بلعہ	ثَابِتٌ
خ	مہکائیل	والایوش	جدی	مریخ	سعود	خَالِقٌ
ذ	اھرائیل	سلکایوش	قوس	شمس	اخبیہ	ذَاکِرٌ
ض	عطکائیل	نمایوشش	دلو	زہرہ	مقدم	ضَارٌّ
ظ	نورائیل	عقویوش	حوت	عطارد	مؤخر	ظَاہِرٌ
غ	لوخائیل	عرقویشش	حوت	قمر	رشا	غَفُورٌ

بخورات (خوشبوئیں، یا خوشبودار دھونی)

ہر ستارہ کے مناسب ایک خوشبو ہے۔ عمل کے دوران ان خوشبوؤں کا استعمال بھی اہمیت رکھتا ہے۔
بعض اعمال کے لئے بخورات کا استعمال اسی طرح لازمی ہے۔ جس طرح عمل کی دیگر شرائط۔
البتہ اکثر اعمال میں تاثیر بڑھانے کے لئے بخورات کا استعمال کرتے ہیں۔ مگر ان خوشبوؤں کا استعمال سیارات کے مطابق ہونا چاہیئے۔

زحل	عود و لوبان
مشتری	عود و مشک
مریخ	عود و لوبان
شمس	عود، دار چینی
زہرہ	عود، صندل سفید
عطارد	عود، صندل سُرخ
قمر	عود، کافور۔

(ماخوذ جواہر خمسہ)

نقشہ ساعاتِ شب و روز برائے مؤثر اوقاتِ عملیات

ایام	روز و شب	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
یکشنبہ	دن	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل
	رات	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد
دوشنبہ	دن	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس
	رات	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری
سہ شنبہ	دن	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر
	رات	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ
چہار شنبہ	دن	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ
	رات	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل
پنجشنبہ	دن	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد
	رات	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس
جمعہ	دن	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری
	رات	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر
شنبہ	دن	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ
	رات	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ	شمس	زہرہ	عطارد	قمر	زحل	مشتری	مریخ

فوائد ساعات

کسی عمل یا تعویذ کے لئے اسی کے مناسب وقت کا تعین نہایت اہمیت رکھتا ہے

استخراجِ وقت کے لئے یہ نقشہ ساعات بہترین رہنمائی کرتا ہے۔ حق تعالیٰ نے ستاروں میں طرح طرح کی تاثیریں رکھدی ہیں۔ کوئی ستارہ سعد ہے، کوئی نحس۔ عامل کے لئے لازم ہے کہ جب کوئی عمل کرنے یا تعویذ لکھنے کا قصد کرے تو اس ساعت کو تلاش کرے جو اس کے مقصد کے موافق ہو۔ عامل کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ حق تعالیٰ نے آج کس ستارہ کو حاکم (مؤثر) بنایا ہے۔

دِن کی ساعتیں ہمیشہ طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک اور رات کی ساعتیں غروبِ آفتاب سے اگلے دن کے طلوع تک گزر جاتی ہیں۔ ساعات کا وقفہ سورج کے طلوع اور غروب پر منحصر ہے۔ اگر دن لمبا ہوگا تو ساعت بڑی ہوگی اور دن چھوٹا ہوگا تو ساعت چھوٹی ہوگی۔

ساعت کی مقدار معلوم کرنے کا طریقہ

جس دن کی ساعت کی مقدار معلوم کرنی ہو اس دن کا طلوع و غروب کسی معتبر تقویم سے معلوم کرلیا جائے۔

جتنے گھنٹوں اور منٹوں کا دن ہو۔ اس کو ۱۲ پر تقسیم کردیں ایک ساعت کی مقدار معلوم ہو جائے گی۔

ستاروں کے خواص

زحل: اپنے خواص کے اعتبار سے نحس شمار کیا جاتا ہے۔ رنج وغم، بیماری قید و بند کی خاصیتوں کا حامل ہے۔ لہٰذا اس میں دشمن کی تباہی و بربادی ہر قسم کے بغض و عداوت کے اعمال تیار کرنے چاہئیں۔

مشتری: خواص کے لحاظ سے سعد ہے۔ مقاصد کی کامیابی، خیر و برکت، ترقی کاروبار، محبت و دوستی، عزت و جاہ کا حصول، حکام کی تسخیر اور امراض کی شفا، کے اعمال کے لئے موزوں ہے۔

مریخ: اپنے خواص کے اعتبار سے نحس شمار ہوتا ہے۔ دشمنوں میں اختلاف دشمن کی تباہی و بربادی، تفریق و نفاق کے اعمال کئے جاتے ہیں۔ دفعِ امراض کے لئے بھی عمل کئے جاتے ہیں۔

شمس: کو نیرِ اعظم کہتے ہیں یہ سعد ہے۔ تسخیرِ خلائق، جاہ و حشمت، ترقی و سربلندی، تسخیرِ امرار و حکام کے لئے اعمال تیار کریں۔

زہرہ: زہرہ کا تعلق۔ محبت، دوستی۔ شادی، تسخیرِ مطلوب، حب، حصول عیش و عشرت سے ہے۔ اعمالِ حُبّ تسخیرِ قلب کے اعمال تیار کریں۔

عطارد: عطارد کا تعلق۔ حفظ و فہم، ذکاوت، دفعِ سحر و جادو سے ہوتا ہے اس لئے ترقیِ علم، کشادگیِ ذہن نیز خواب بندی اور دفعِ سحر کے عملیات تیار کریں۔

قمر:- نیز اصغر ہے اور یہ سعد ہے۔ صحت و تندرستی، بیماری سے شفایابی، نظرِ بد کا دفعیہ، دفعِ خوف اور دردوں کی تسکین کے اعمال کئے جاتے ہیں۔ حفظِ زراعت و ترقیِ زراعت و باغات کیلئے عمل کرنے کے لئے موزوں ہے۔

ابجد کے مفرد حروف اور ان کے اعداد

ا	ب پ	ج چ	د ڈ	ہ	و	ز ژ	ح	ط	ی	ک گ	ل	م	ن
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
س	ع	ف	ص	ق	ر ڑ	ش	ت ٹ	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

مرکب شکل:- اَبْجَدْ، ہَوَزْ، حُطِّیْ، کَلِمَنْ، سَعْفَصْ، قَرَشَتْ، ثَخَذْ، ضَظَغْ

کسی اسم، دعاء، آیت یا عبارت کے اعداد اس جدول کے مطابق لیتے ہیں۔

اعداد کا علم:- نہایت ہی کار آمد اور مفید علم ہے کیونکہ انہی سے الواح اور نقوش تیار کئے جاتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ عِلْمُ الْاَعْدَادِ اَجَلُّ الْعُلُوْم۔ نیز علم الاعداد، علم جفر کے لئے بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔

اب ہم اسماء اور آیات سے اعداد نکالنے کے اصول اور طریقے درج کر رہے ہیں۔ اکثر لوگ اعداد نکالنے میں بڑی بڑی غلطیاں کر جاتے ہیں۔

جس سے اعداد مقصود حاصل نہیں ہوتے۔

اعداد نکالنے کے اصول

ہمزہ کے عدد اس کے استعمال کے اعتبار سے لئے جاتے ہیں۔ بعض جگہ یہ الف کی آواز دیتا ہے۔ بعض جگہ ی کے بجائے ہوتا ہے اور بعض جگہ اس کے عدد نہیں لئے جاتے۔ مثلاً ئیل (ایل) میں ہمزہ الف کے بجائے ہے۔ ایک عدد لیں گے۔

نُوْرُ النساء میں ہمزہ ساکن ہے کوئی عدد نہیں ہوگا رؤف میں ہمزہ شمار نہیں ہوگی صرف و کے عدد لئے جائیں گے۔ اسی طرح رئیس میں ہمزہ شمار نہیں ہوگی۔

غرض ہمزہ کا ابجد میں کوئی مقام نہیں ہے اس لئے کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ چنانچہ عطاء اللہ میں ہمزہ کا کوئی عدد نہیں لیں گے۔

اعداد نکالنے کے بنیادی اصول

اعداد نکالنے میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ عام طور پر مکتوبی حروف کے اعداد لئے جاتے ہیں تلفظ کا اعتبار نہیں ہوتا۔

مثلاً عبدالرحمٰن میں الف لام کا تلفظ نہیں ہوتا مگر چونکہ لکھنے میں آتا ہے اس لئے الف لام کے عدد لئے جائیں۔

یا جیسے وَاقْتُلُوْهُمْ میں الف ہمزۂ وصلی ہے۔ تلفظ میں نہیں آتا مگر مکتوبی ہونے کی وجہ سے الف کا عدد لیں گے۔

یا جیسے آمَنُوْا میں الف زائد ہے مگر الف کے عدد لئے جائیں گے۔

زبر، زیر، پیش، مد یا کھڑا زبر، کھڑا زیر اور الٹا پیش کا کوئی عدد نہیں ہوتا۔ جیسے سَمٰوٰتٍ، رَحْمٰنُ، اِسْحٰقُ میں کھڑا زبر الف کی آواز دے رہا ہے مگر شمار نہیں ہو گا۔

الفِ مقصورہ کے دس عدد ہوں گے جیسے موسٰی، عیسٰی، یحییٰ، مُصطفٰی، مُرتضٰی یعنی ی مکتوبی ہے اس لئے اس کے عدد لئے جاتیں گے

ۃ مُدوّرہ کے عدد، ت دراز کے نہیں ہوں گے بلکہ ہ ہوّز کے عدد لئے جائیں گے یعنی صرف ۵ عدد جیسے صَلٰوۃ، زکٰوۃ وغیرہ۔

تنوین ـــ اگرچہ نون کی آواز دیتا ہے مگر چونکہ مکتوبی نہیں ہے اس لئے کوئی عدد نہیں ہو گا۔

حرفِ مشدّد ـــ چونکہ تحریر میں ایک ہی بار آتا ہے اس لئے ایک ہی حرف شمار ہو گا جیسے فَرَّخ کے عدد ۸۸۰ لئے جائیں گے

البتہ لفظ اللّٰہ میں لام اگرچہ مشدد ہے مگر دو بار لکھا ہوا ہے۔ اس لئے اللّٰہ کے عدد ۶۶ ہوں گے۔

نام کے اعداد نکالنے کا طریقہ

عورت ہو یا مرد نام کے اعداد نکالتے وقت والدہ کے نام کو شامل کر کے اعداد نکالے جاتے ہیں۔ بعض لوگ حوّا کا نام شامل کر لیتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ اگر والدہ کا نام معلوم نہ ہو تو والد کا نام لیا جا سکتا ہے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ والدہ کا نام حاصل کیا جائے۔ کیونکہ کسی شخص کی والدہ کا تحقیقی ہونا

ایک یقینی امر ہے والد میں شک کی گنجائش ممکن ہے۔

بعض عاملین پیدائشی نام کو لیتے ہیں اور یہ اصول بیان کرتے ہیں کہ پیدائش کے بعد جو نام قائم رہا یا تبدیل ہو کر قائم رہا اس کو اصل مان کر اعداد لئے جاتیں مگر یہ بھی واقعات ہیں کہ بعض لوگوں کے کئی کئی بار نام بدلے جاتے ہیں۔ عام طور پر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک نام رکھ لیتے ہیں مگر پکارتے ہیں کسی اور نام سے بعض لوگوں کے دو دو نام ہوتے ہیں۔

لہٰذا نام کے لئے یہ بات یاد رکھیں کہ جس نام سے اکثر لوگ جانتے پہچانتے ہوں اسی کو اصل مانا جائے گا۔ بعض لوگ نام مختصر کر لیتے ہیں۔ جس سے وہ کاروباری امور میں کام لیتے ہیں۔ اور پھر اکثر لوگ بھی اسی نام سے جاننے پہچاننے لگتے ہیں۔ مگر تعویذات میں یہ نام نہیں چلے گا۔ کیونکہ یہ قائم مقام نام ہوتا ہے اصل نہیں ہوتا۔

بعض عورتوں کے شادی کے وقت نام بدل دیئے جاتے ہیں ایسی صورت میں فی الحال شادی سے پہلے کا نام معتبر ہوگا۔ البتہ دوسرا نیا نام جب شہرت پا جائے تو یہ نیا نام بھی چلے گا۔ مگر شادی سے پہلے والا نام بھی کارآمد رہے گا۔ افسران کے نام جن کی والدہ اور والد کا نام معلوم نہ ہو سکے ان کا پورا نام مع عہدہ لیا جائے گا تاکہ تخصیص ہو جائے۔

نام اور والدہ کے نام کے درمیان بن یا بنت جو لکھتے ہیں اس کے عدد نہیں لئے جاتے۔

ذات، لقب، تخلّص اور خاندانی نسبت وغیرہ کے الفاظ کے عدد بھی نہیں لئے جاتے۔ مثلاً شیخ، سیّد، خان، صدیقی، عثمانی، مسٹر، مولانا وغیرہ یہ الفاظ نام کا حصّہ شمار نہیں ہوتے۔

البتہ اگر کوئی حاکم ہو اور اس کے والدین کا نام معلوم نہ ہو سکے تو اس کے نام کے ساتھ جتنے الفاظ بھی مل سکیں، شامل کر لئے جائیں تاکہ ممکنہ حد تک تخصیص ہو جائے۔

چلّہ کشی

حضراتِ مشائخؒ کے یہاں بعض اعمال کے لئے مخصوص شرائط کے ساتھ چالیسؒ دن کا چلّہ کرنا ضروری ہوتا ہے اس کے بغیر عمل میں مطلوبہ تاثیر پیدا نہیں ہوتی۔ علماء واکابر نے چلّہ کشی کا نکتہ بھی قرآنِ حکیم سے سمجھا ہے۔ چنانچہ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے۔ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً۔ یعنی جب ہم نے موسیٰ کو چالیس رات کیلئے (کوہِ سینا) پر طلب کیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَۃً وَّاَتْمَمْنٰھَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّہٖٓ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً ؁ یعنی ہم نے تیس شب و روز کیلئے (کوہِ سینا پر) موسیٰؑ کو طلب کیا بعد میں دس دن کا اور اضافہ کر دیا اور اس طرح آپ کے رب کی مقرر کردہ مدت پوری چالیسؒ رات ہو گئی (یعنی چلّے کی تکمیل ہو گئی)

حدیثِ قدسی کی بعض روایات میں ہے۔ خَمَّرْتُ طِیْنَۃَ آدَمَ بِیَدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا۔ آدم کی مٹی کو چالیسؒ دن میں نے اپنے ہاتھ سے خمیر کیا۔ ایک حدیث میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مَنْ اَخْلَصَ

لِلّٰہِ تَعَالٰی اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا ظَھَرَتْ لَہٗ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَۃِ مِنْ قَلْبِہٖ عَلٰی لِسَانِہٖ۔ جو کوئی چالیس دن اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلصانہ تعلق قائم کرے تو چالیس (۴۰) دن کے بعد اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے ظاہر ہوں گے۔

شرائطِ چلّہ

(۱) اعمال کا طریقہ کسی استادِ کامل سے سیکھے اور باقاعدہ اجازت حاصل کرے۔ مرشد جس طرح عمل کا طریقہ بتائے ٹھیک اسی طرح کرے اس میں ذرا بھی فرق نہ ہونا چاہیے اور یقین رکھے کہ مرشد نے جو فرمایا ہے وہ سراسر حق ہے کسی بھی شک اور وہم میں مبتلا نہ ہو تو ان شاء اللہ نفع کامل حاصل ہوگا۔ اگر بغیر اجازت کوئی عمل کرے گا تو رجعت کا اندیشہ ہوتا ہے بسا اوقات دماغ خراب ہو جاتا ہے پھر اس قسم کے پاگل پن میں کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا۔ اسی کو وظیفہ کا پلٹ جانا کہتے ہیں۔

(۲) اکلِ حلال اور صدقِ مقال کو اپنی عادت بنائے۔

(۳) طہارت و پاکیزگی کا خاص خیال رکھے حتی الامکان روزانہ غسل کرکے عمل پڑھنا شروع کرے۔

(۴) جس مکان کو عمل کے لئے مقرر کرے وہاں عام لوگوں کا گذر نہ ہونا چاہیے۔ نیز اس کمرہ میں دیگر دنیادی سامان نہ ہو۔ کمرہ خوشبو سے معطر رہے۔ بوریئے یا مصلّے پر بیٹھ کر عمل کرے چلّہ کے زمانہ میں اسی بوریئے پر

رات کو سوئے عمل پڑھنے کے دوران اپنا رُخ قبلہ کی جانب رکھے حتی الامکان دوزانو ہو کر بیٹھے۔ اگر ایک چلّہ میں کامیابی نہ ہو تو دوسرا چلّہ شروع کر دے۔ اسی طرح جب تک کامیابی نہ حاصل ہو جائے عمل جاری رکھے، بعض اوقات تین چلّوں کے بعد کامیابی ہوتی ہے۔ اپنے کھانے پینے کے برتن علیحدہ رکھے اور اپنے وہ کپڑے جو عمل کے وقت استعمال کرے ان کو خود دھوئے اس بات کا خیال رکھے کہ عامل کی کوئی چیز دوسرا کوئی شخص استعمال نہ کرے۔ عمل کے لئے کمرہ کا ایک گوشہ مخصوص کرے۔ نیز خلوت گاہ میں روشنی دھیمی رہنی چاہئے۔ عمل نوچندی جمعرات کو شروع کیا جائے۔

نوٹ:۔ جن اعمال کیلئے آبادی سے دُور جا کر پڑھنا شرط ہے۔ اس مقام کو بہت سوچ سمجھکر تجویز کرے۔

مندرجہ ذیل اُمور کا لحاظ رکھکر جگہ منتخب کیجائے

(۱) رہائش گاہ سے بہت زیادہ فاصلہ نہ ہو۔

(۲) اس جگہ کے اطراف میں ۴۰ — ۵۰ قدم پر عام گذر گاہ نہ ہو۔

(۳) اگر وہ کسی کی مملوکہ زمین ہے تو مالک سے اس کی اجازت حاصل کرنی چاہئے

(۴) باقاعدہ چلّہ شروع کرنے سے پہلے چند روز بطورِ مشق گھنٹہ آدھ گھنٹہ روزانہ اس جگہ پہونچکر نماز یا قرآنِ پاک کی تلاوت کیجائے

(۵) جن اعمال کے لئے اس قسم کے مقام پر عمل پڑھنا شرط ہے وہاں عمل ختم ہونے کے بعد اپنی رہائش گاہ پر لوٹ آنا درست ہے۔

پرہیز

جلالی عمل میں ترکِ حیوانات ضروری ہے۔ ترکِ حیوانات سے مراد یہ ہے کہ ہر قسم کا گوشت مچھلی، انڈا، شہد، اور مشک کا استعمال نہ کرے، چمڑے کے جوتے، اور ریشمی کپڑا بھی استعمال نہ کیا جائے۔ چاقو یا استرا جس کا ہاتھی دانت یا سینگ کا دستہ ہو اس سے بھی پرہیز کرے۔ جماع کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ پیاز، لہسن، سرکہ کا استعمال بھی درست نہیں ہے۔ چلّہ کے زمانہ میں ہر وقت باوضو رہے۔ اگر جسمانی طاقت قابلِ تحمل ہو تو روزے رکھے۔ کسی درخت کا پتّہ پھل پھول نہ توڑے۔ گھوڑے تانگے کی سواری نہ کرے۔

پیامِ شفاء و اُمید

آج دنیا میں سینکڑوں قسم کے طریقِ علاج دریافت کیے جاچکے ہیں۔ یورپ کے ہر ڈاکٹر کا دعویٰ مسیحائی ہے جس ڈاکٹر اور حکیم سے ملو اس کے اشتہار پڑھو اس کے تجرّبات معلوم کرو تو یہ معلوم ہوتا ہے امراض تو کیا قضا بھی ان کی دواؤں سے ٹل سکتی ہے حالانکہ یہ مشاہدہ تمارہا ہے جس ہسپتال سے سیکڑوں مریض صحت یاب ہوکر نکلتے ہیں۔ اسی ہسپتال سے ہزاروں لاشیں بھی نکلتی ہیں جب کوئی مرض پیچیدہ ہو جاتا ہے یا قضائے الٰہی پہونچ جاتی ہے تو تمام ڈاکٹروں کے تجربات، آلات وادویات سب طاق میں دھری رہجاتی ہیں۔ قضا کا علاج خدا نے پیدا نہیں کیا۔ اس کے لئے نہ کوئی آپریشن کامیاب ہے نہ کوئی ڈاکٹری دوا نہ کوئی جڑی بوٹی۔ یہ قانونِ قدرت ہے جو اپنی جگہ اٹل ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ اگر قسمت نے یاوری کی تو بسا اوقات احادیث اور سریع الاثری میں، یورپ و ایشیا کی مجربات ادویہ سے زیادہ خدا کے کلام نے مسیحائی کا اثر دکھایا ہے۔

علمِ جفر کی چند ضروری اصطلاحات

جملِ کبیر:- ان اعداد کو کہتے ہیں۔ جو نو سے زیادہ ہوں۔
جملِ صغیر:- اس کا دائرہ ایک سے نو تک محدود ہے جو ابجد کے اصل بنیادی اعداد ہیں۔

اصطلاح میں جملِ صغیر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو عدد نو سے اُوپر کے ہوں ان کا عددِ مفرد حاصل کرنا، جمل صغیر کہلاتا ہے۔

مثلاً محمّد کے ۹۲ عدد ہیں۔ ۹۲ کا عدد مفرد ۹+۲=۱۱ ہے اور گیارہ کا عددِ مفرد ۲ ہے لہٰذا محمّد کا عدد مفرد یا جملِ صغیر ۲ ہے خلاصہ یہ ہے کہ اعداد کو یہاں تک جوڑنا کہ ان کا مفرد عدد رہ جائے جملِ صغیر کہلاتا ہے۔

مراتبِ نقش کے چھ حصّے ہوتے ہیں

مِفتَاح ـــ. نقش کے پہلے خانہ کو کہتے ہیں۔
مِغلَاق ـــ. نقش کے آخری خانہ کو کہتے ہیں۔
عَدل ـــ. پہلے اور آخری خانہ کے مجموعے کو عدل کہتے ہیں۔
ضلع ـــ. نقش کے ایک سمت کے خانوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔
مَسَاحت ـــ. کل خانوں کے اعداد کو اگر جمع کیا جائے تو اس کی میزان کو مساحت کہتے ہیں۔

نقش کی ۲ دو قسمیں ہوتی ہیں

طبعی ـــــــ وضعی

نقش طبعی۔ جو نقش کی چال بتاتا ہے۔ اس میں ایک سے شروع ہو کر آخری خانہ تک مسلسل گنتی ہوتی ہے۔ مثلاً مثلث نقش جو ایک سے شروع ہو کر نویں خانہ پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے ہر ضلع کی میزان پندرہ ۱۵ ہوتی ہے۔

۸	۱	۶
۳	۵	۷
۴	۹	۲

۱۵

نقشِ وضعی:۔ کسی اسم یا آیت کے اعداد نکال کر نقشِ طبعی کی زمین پر اس کی مخصوص چال سے نقش پُر کرنا۔ مثلاً حروفِ مقطعات جن کے کل اعداد ۳۳۸۵ ہوتے ہیں۔ ان کا نقش مندرجہ ذیل ہے۔

۱۱۳۲	۱۱۲۴	۱۱۲۹
۱۱۲۶	۱۱۲۸	۱۱۳۱
۱۱۲۷	۱۱۳۳	۱۱۲۵

نقش بھرنے کے اصول

نقش بھرنے کے لئے مندرجہ ذیل امور کا جاننا ضروری ہے۔

(۱) اعدادِ طبعی (۲) اعدادِ طرح (۳) عددِ تقسیم (۴) اعدادِ کسر (۵) خانۂ کسر

(۱) اعدادِ طبعی:- نقش کے جتنے خانے ہوں ان پر ایک بڑھادیں اور پھر نصف اعداد لے کر ایک ضلع کے خانوں سے ضرب دیں۔ اعدادِ طبعی حاصل ہوں گے۔

(۲) اعدادِ طرح:- نقش کے تمام خانوں کو شمار کریں، خانوں کی جو تعداد ہو اس میں ایک کم کردیں۔ باقی کو نصف کریں اور ایک ضلع کے خانوں سے ضرب دیں۔ اعدادِ طرح نکل آئیں گے۔ مثلاً مثلث کے کل خانے ۹ ہیں ایک کم کیا۔ ۸ ہوتے پھر نصف کیا تو ۴ رہے۔ اسے ایک ضلع کے خانوں سے ضرب دیا ۴ × ۳ = ۱۲ ۔ لہذا ۱۲ اعدادِ طرح حاصل ہوئے۔

(۳) عددِ تقسیم:- نقش کے ایک ضلع میں جس قدر خانے ہوں ان کو دیکھو وہ کتنے ہیں مثلاً مثلث نقش ہے تو ایک ضلع میں تین ہی خانے ہوں گے۔ پس معلوم ہوگیا کہ مثلث کا عددِ تقسیم ۳ ہوگا۔

(۴) اعدادِ کسر:- نقش مثلث ہو یا مربع یا مخمس و مسدس وغیرہ جب کسی اسم یا آیت کے اعداد نکالیں گے تو سب سے پہلے اس میں سے اعدادِ طرح تفریق کریں گے پھر باقی کو عددِ تقسیم سے تقسیم کریں گے۔ حاصل تقسیم سے جو باقی بچے اُسے کسر کہتے ہیں۔

(۵) خانۂ کسر:- جس خانے میں کسر ڈالی جائے وہ خانۂ کسر کہلاتا ہے۔

خانہ کسر معلوم کرنے کا آسان طریقہ

پہلے نقش کے ایک ضلع کے خانے دیکھو وہ کتنے ہیں مثلاً مثلث کے ایک ضلع میں تین خانے ہوتے ہیں اور مربع ہے ۴۔ اور مخمس ہے تو ۵ خانے ہوں گے۔ اب جو کسر باقی بچے اس کو ایک ضلع کے خانوں سے ضرب دیں۔ پھر نقش کے کل خانوں کو شمار کر کے اس میں ایک کا اضافہ کر دیں اس کے بعد ضرب شدہ عدد اس میں سے تفریق کر دیں۔ تفریق کے بعد جو عدد آئے وہی کسر کے لئے خانہ استعمال ہوگا۔ مثلاً مثلث کی کسر دو آرہی ہے اور یہ معلوم کرنا ہے کہ کس خانے میں ڈالی جائے تو حساب یہ ہے ۲×۳=۶۔ چونکہ نقش کے کل خانے ۹ ہیں اس میں ایک بڑھایا ۱۰ ہو گئے۔ اب ۱۰ میں سے ضرب شدہ عدد ۶ گھٹایا ۴ باقی رہے۔ پس معلوم ہوا ۲ کسر کے لئے چوتھا خانہ استعمال ہوگا۔

اقسامِ نقوش

عاملین نے نقوش کی بہت سی قسمیں بیان کی ہیں۔ مگر بنیادی نقش تین ہی ہیں۔ مثلث، مربع، مخمس اس کے علاوہ مسدس، مسبع، مثمن وغیرہ کی اقسام انہی کے اضافے سے پیدا ہوئی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مثلث، مربع، مخمس، تینوں نقوش کی زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد کسی اور نقش کی زکوٰۃ ادا کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

نقوش میں عناصر اربعہ کا استعمال

چال کے لحاظ سے ایک ہی نقش کی بہت سی قسمیں ہو جاتی ہیں۔ اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ چال کے بدلنے سے نقش کی تاثیر اور خواص میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ ان قسموں کے باہمی امتیاز کے لئے عاملین نے نقوش میں عناصر اربعہ کی اصطلاح قائم کی ہے۔

یہ بات مخفی نہیں ہے کہ نقوش کی غرض وغایت دراصل انسانی خدمت ہے اور انسان کی ترکیب میں عناصر اربعہ شامل ہیں۔ اس ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے نقش کی ۴ مشہور چالوں کو آتشی، بادی، آبی، خاکی کا نام دے دیا گیا ہے۔ اس طرح ہر نقش کی ۴ قسمیں ہو گئیں۔

اقسام اربعہ کے فوائد اور ان کی ضرورت

انسان جسمانی اور روحانی اعتبار سے جن تکلیف دہ پریشانیوں اور حوادث میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ نقوش وتعویذات اُن پریشانیوں سے چھٹکارا دلانے اور راحت بہم پہنچانے کا آسان اور کامیاب طریقۂ علاج ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نقوش کی حیثیت دواؤں کے مانند ہے ایک حکیم، ڈاکٹر مرض کی تشخیص کے بعد جو دوا تجویز کرتا ہے۔ اگر اس سے فائدہ نہیں ہوتا تو دوا میں ردوبدل کر کے دوسرا نسخہ تجویز کرتا ہے اس کے

بعد بھی اگر ضرورت محسوس ہوتی ہے تو تیسرا نسخہ اور پھر چوتھا نسخہ تجویز کیا جاتا ہے۔ گویا وہ ممکن حد تک تدبیر کرتا ہے کہ مریض کو کسی طرح تکلیف سے راحت ملجائے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ معالج نے مرض کی بغور تشخیص کے بعد جو دوا تجویز کی ہے اس کی نظر میں اس مرض کے لئے اس سے بہتر دوا نہیں ہے۔ لیکن مریض کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں ہوشمند معالج مریض کے مزاج اور طبیعت کو اور مرض کو ملحوظ رکھکر دوا کا طریقۂ استعمال، اس کی خوراک اور دوا کا ٹائم بدل دیتا ہے اس طرح کے عمل سے بسا اوقات وہی دوا جو پہلی صورت میں کام نہیں کر رہی تھی نقوش و تعویذات کا بنیادی مقصد بھی انسانی خدمت ہے۔ مریض کے لئے تیر بہدف ثابت ہوجاتی ہے ایک اچھا خاصا آدمی اچانک سخت اذیت دہ پریشانی میں مبتلا ہو گیا یا مبتلا کر دیا گیا۔ معالج رُوحانی کا فرض منصبی ہو جاتا ہے کہ وہ ممکنہ تدابیر اختیار کرے اور اس کو اس تکلیف سے نجات دلانے میں حتی الامکان اس کی مدد کرے۔

چنانچہ ہمارے اسلاف اور بزرگوں نے خلق خدا کی مخلصانہ خدمت کے دَوران مقصد کے مناسب قرآنی آیات میں سے کسی آیت کا انتخاب کیا۔ اس کے اعداد نکالے، اصول و شرائط کو ملحوظ رکھکر نقش ترتیب دیا۔ اور اہل حاجات پر آزمایا۔ اکثر و بیشتر ہمت افزا نتائج سامنے آئے لیکن بعض جگہ کامیابی نہیں ہوئی تو دوسرے طریقہ پر نقش کو پُر کیا اور تجربات کئے۔ بعض اوقات ایک نقش کو کئی کئی ڈھنگ سے لکھا۔ بالآخر محنت کا ثمرہ نکل آیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی اور گوہر مقصود ہاتھ آگیا۔

اس طرح ایک ہی نقش کی متعدد اقسام بن گئیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہی نقش پر اصرار کی ضرورت کیا ہے۔ اگر کسی نسخہ سے فائدہ نہیں ہو رہا ہے تو پورے نسخہ ہی کو بدل دیا جائے جواب یہ ہے کہ یہ بات عامل کے ذاتی تجربہ پر مبنی ہے اگر وہ کسی خاص نقش کو یہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کے مقصد کے عین مطابق ہے اور اس مشکل کو حل کرنے کے لئے اس کو قطعی درجہ دیتا ہے۔ مگر خاطر خواہ فائدہ نہ ہونے کی صورت میں اس کو نقش کا وقت اور اس کی چال قانون کے تحت بدلنی ہوگی۔ اسی طرح نقش کے مطابق اس کے طریقۂ استعمال میں تبدیلی کرنی ہوگی۔ ہم گذشتہ سطور میں لکھ چکے ہیں کہ نقوش انسان کی اپنی ضروریات کے لئے وجود میں آتے ہیں۔ اور انسان عناصر اربعہ کا مجموعہ ہے۔ اس مناسبت سے ہر نقش کی کم سے کم چار چالیں معروف ہو گئیں۔

لیکن جسطرح تحقیقِ جدید نے یہ ثابت کر دیا کہ انسانی ترکیب عناصر اربعہ میں منحصر نہیں ہے بلکہ چار عناصر کے علاوہ اور بھی بہت سے اہم عناصر ہیں۔ جو انسان کی ترکیب میں شامل ہیں۔ اسی طرح ایک نقش انہی چار چالوں میں منحصر نہیں ہے بلکہ ایک نقش کی اور بھی بہت سی کامیاب چالیں ہیں۔ فن کے ماہر خاص حالات میں ان چالوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔

نقش کی چال کا تاثیر میں دخل

نقوش کی حیثیت دوا کی ہے۔ انسان کے لئے قدرت نے جو غذائیں اور دوائیں پیدا کی ہیں۔ ان میں بعض دوائیں گرم و تر ہیں۔ بعض گرم و خشک

بعض سرد و تر ہیں اور بعض سرد و خشک۔ کیونکہ صحتِ انسانی کی بقا و اصلاح کے لئے اسی طرح کی صفات رکھنے والی دواؤں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ البتہ دوا کا طریقۂ استعمال دوا کے خواص میں فرق پیدا کر سکتا ہے۔ مثلاً دودھ اپنے اصل خواص کے لحاظ سے مقوی بدن ہونے کے ساتھ مزاج کے لحاظ سے گرم و تر ہے۔ مگر دہی جمانے کے بعد وہی دودھ سرد و تر ہو جاتا ہے۔ ضعیف المعدہ لوگوں کے لئے نفاخ اور دیر ہضم ہے مگر اسی دودھ کی دہی زود ہضم غذا بن جاتی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ قدرت نے اس میں طاقت و قوت کے جو اجزاء رکھ دیئے ہیں۔ اس کیمیاوی تبدیلی کے بعد بھی وہ ضائع نہیں ہوتے۔ جب تک خود آپ ہی ان اجزاء کو الگ نہ کر دیں۔ جیسے دُودھ میں سے مکھن نکال کر دہی جما لینا۔

اسی طرح مطلوبہ اعداد سے ترتیب دیئے ہوئے نقش سے کسی جگہ کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ تو یہ نقش کی کمی نہیں ہے بلکہ ہماری سمجھ کی کمی ہے۔ ایسی حالت میں یا تو سرے سے نقش ہی بدل دیا جاتا ہے یا اس نقش کے ساتھ دوسرا معاون نقش شامل کر دیا جاتا ہے۔

لیکن اگر اسیر شرح صدر ہے کہ یہ ہی نقش اس موقع کے عین مطابق ہے تو نقش کی چال بدل کر ترکیبِ استعمال بدل دیجئے۔

غیر ضروری شرائط کی بھرمار

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ فن سے ناواقف لوگ عملیات کے موضوع پر جب کوئی رسالہ یا کتاب لکھتے ہیں تو اس میں دنیا بھر کی شرائط اور پابندیاں

نمبر وار جمع کر دیتے ہیں۔ مگر نقش کی اصل بنیادی اور ضروری شرائط کا اس میں کہیں پتہ نہیں ہوتا۔

موقع اور ضروری شرائط

عام حالات میں طہارتِ باطنی اور ظاہری کے علاوہ کسی خاص شرط کی ضرورت نہیں ہے۔ سادہ انداز میں قرآنی آیات یا اس کے اعداد سے پُر کیا ہوا نقش اپنے اندر بے شمار خیر و برکت رکھتا ہے۔ اور آپ کی بہت سی مشکلات میں معین و مددگار ہے۔

باقی اگر مریض کسی سحر یا آسیب میں مبتلا ہے تو مخصوص اوقات و شرائط کی ضرورت پیش آتی ہے۔

یاد رکھئے جس طرح دنیا میں کوئی بھی دوا سو فیصدی کامیاب نہیں ہے اسی طرح کسی بھی نقش کے بارے میں سو فیصدی دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کارسازِ حقیقی اور شافیٔ مطلق صرف خداوند تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہے۔ حکیم، ڈاکٹر اور معالجِ روحانی سب کا کام علاج کے لئے ممکنہ حد تک سعی کرنا ہے۔

جامعۂ طبیہ دار العلوم دیو بند کے پرنسپل اور دیو بند کے نہایت لائق اور حاذق طبیب مولانا حکیم محمد عمر صاحب سے جب ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ حکیم صاحب مریض کے تئیں معالج کا بنیادی فرض کیا ہے؟ تو انھوں نے مسکراتے ہوئے بہت پُر لطف مگر انتہائی معنیٰ خیز جواب دیا۔ جسے سُن کر بے ساختہ ہنسی آگئی۔ موصوف نے کہا کہ "معالج کا فرض یہ ہے کہ وہ خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے مریض کا ہاتھ ملک الموت کے ہاتھ میں دیدے"، حکیم صاحب کے اس چھوٹے سے جملہ کا مطلب یہی ہے معالج کا فرض مریض کو موت کے آہنی پنجہ سے بچالینا نہیں ہے۔ موت سے بچنا یا بچالینا تو کسی طرح ممکن ہی نہیں

معالج کی کوشش صرف یہی ہوتی ہے کہ مریض کے فرشتۂ اجل کے ہاتھوں میں جانے سے قبل کے ایام صحت و عافیت کے ساتھ گذر جائیں۔

نقوش کے عنصری اقسام سے عام غلط فہمی

اکثر عاملین نے نقوش کو عناصر اربعہ پر تقسیم کیا ہے۔ اور پھر الگ الگ ان کا محلِ استعمال بتانے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً یہ تشریح

(۱) آتشی انداز سے لکھے ہوئے نقوش کسی کو ہلاک کرنے، تباہ و برباد کرنے اور بیمار کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ غالباً انھوں نے یہ سمجھا کہ اس میں آتش کا لفظ آگیا ہے اور آگ کا کام خاک کر ڈالنا یا ہلاک کر دینا ہے۔ اس لئے آتشی نقش تباہی و بربادی کے لئے ہونا چاہئے

(۲) بادی ۔ فتوحات اور کامیابی کے لئے۔

(۳) آبی ۔ شفاء و محبت کے لئے ۔

(۴) خاکی ۔ کسی کو بے گھر کرنے اور زبان بندی کے لئے۔

ان مقاصد کا تعین اسی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ یعنی ان کی چالوں کے نام سے یہ مغالطہ ہوا ہے۔

حالانکہ ان چار قسموں کا نام صرف ادنیٰ سی مناسبت کی وجہ سے رکھدیا گیا تھا۔ فی الواقع ان میں سے کوئی چال نہ آتشی ہے نہ خاکی۔ ایک چال کو دوسری چال سے ممتاز کرنے کے لئے چال کے نام تجویز کئے گئے۔ ہم گذشتہ سطور میں بتاچکے ہیں کہ نقش کا طریقہ

استعمال بدلنے اور نقش میں جن اعداد کا اندراج ہے ، اگر قواعد کو ملحوظ رکھکر ان کی ترتیب بدل دی جائے تو نقش کی تاثیر میں بھی فرق پیدا ہوجاتا ہے علم جفر کے قواعد کی رُو سے ایک نقش بہت سے طریقوں سے پُر کیا جاسکتا ہے اور طریقہ بدلتے ہی عدد کا خانہ بدل جاتا ہے اس طرح نقش کی تاثیر میں فرق آنا لازمی ہے۔

اس لئے پُر کرنے کے چار طریقے معروف ہوگئے اور پہچان کے لئے ان کے نام تجویز کردیئے گئے۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ صرف نام سے دھوکہ کھاکر نقش کے استعمال کے وسیع دائرہ کو ایک ہی قسم کے چند مقاصد کیلئے کسی چال کو محدود کرڈالا جائے۔

بہرکیف جن عاملین نے آتشی، بادی، آبی، خاکی، تعویذات کا محل استعمال مقاصد کی نوعیت کے لحاظ سے الگ الگ متعین کرنے کی کوشش کی ہے وہ نہ کسی تجربہ پر مبنی ہے اور نہ علمی وفنی اعتبار سے اس کی کوئی حیثیت ہے بلکہ یہ ایک رسم ہے جو نقل در نقل ہوتی چلی آرہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایک نقش کو چار چالوں پر تقسیم کرنے کا یہ ہرگز مقصد نہیں کہ الگ الگ مقاصد کے لئے ان کا تعین ہے بلکہ اہلِ علم اور مخلص عاملین نے نقش کو مختلف انداز میں لکھکر کامیاب تجربات حاصل کئے ہیں۔ غرض نقش کی چار قسمیں دَراصل نقش کی سہ چالیں ہیں۔

چار چالیں کیوں مشہور ہوئیں

ایک نقش کی بہت ساری چالیں ممکن ہیں مگر ان میں سے صرف چار چالوں کی شہرت اس لئے ہے کہ اتفاقاً ان کا استعمال بکثرت ہوگیا ہے۔

عاملین نے علاج کے دوران جب دیکھا کہ کسی جگہ پوری طرح کامیابی نہیں ہورہی ہے تو انھوں نے نہایت اخلاص کے ساتھ غور و فکر کیا کہ جب نقش مقصد کے بالکل مطابق ہے تو آخر کامیابی کیوں نہیں ہورہی؟ اس لئے انھوں نے ایک معالج ہونے کی حیثیت سے نقش میں ایسی جزوی تبدیلیاں کیں کہ نقش وہی رہا مگر عدد کے خانے بدل گئے۔ اس تبدیلی سے بہت سی بدلی ہوئی تاثیرات کا تجربہ ہوا۔ پھر محض چالیں یاد رکھنے کے لئے ان کو آتشی، بادی، آبی، خاکی کا نام دے دیا گیا۔

شرفِ کواکب اور اعدادِ مقطعات کی لوحیں

مثلث :- یہ قمر سے متعلق ہے اس میں ۳ × ۳ = ۹ خانے ہوتے ہیں۔ ایک ضلع کی میزان ۱۵ ہوتی ہے اور کل خانوں کی ۴۵ حروفِ مقطعات کے اعداد کا وضعی نقش شرفِ قمر میں چاندی کی لوح یا انگوٹھی کے نگینہ پر کندہ کراکر اگر پہنا جائے تو سحر و آسیب سے زندگی بھر حفاظت رہتی ہے معاشی پریشانیوں کو دور کرنے، مشکلات میں آسانی پیدا کرنے اور دیگر مقاصدِ حسنہ کے حصول میں بھی عجیب و غریب

تاثیر کا حامل ہے۔ فنی اعتبار سے اس کا صحیح وقت شرفِ قمر ہے، یوم دوشنبہ اور ساعت قمر۔

ہمارے اسلاف نے جو کامیاب تجربے کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ رجب کی نوچندی جمعرات کو چاندی کے نگینہ یا لوح پر ان حروف کو کندہ کراکر استعمال کرنے یا اُن کے اعداد کو مثلث شکل میں کندہ کراکر پہننے سے اس کی تاثیر میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔

مربع:- یہ عطارد سے متعلق ہے ۴ × ۴ = ۱۶ خانے ہوتے ہیں، ایک ضلع کی میزان ۳۴ اور کل خانوں کے اعداد ۱۳۶ ہوتے ہیں اس زمین پر حروفِ مقطعات کا نقش تحفظِ سحر و آسیب کے علاوہ سفر کی سہولتوں اور کاروباری رکاوٹوں کو دور کرنے میں گویا خدا ئے کارساز کی جانب سے اس کے بندوں کے لئے عظیم تحفہ ہے۔ نیز علمی قوتوں کے حصول میں اکسیر ہے۔

دن چہارشنبہ، ساعت عطارد ہے، سونا چاندی، پلاٹینیم اس کی دھات ہے

مخمس:- یہ زہرہ سے متعلق ہے ۵ × ۵ = ۲۵ خانے ہوتے ہیں۔ ایک ضلع کے اعداد ۶۵ اور کل خانوں کے مجموعی اعداد ۳۲۵ ہوتے ہیں اس زمین میں حروفِ مقطعات کا اعدادی نقش محب و محبوب کے باہمی تعلق کو قریب لانے، شادی میں کامیابی اور قومی معاملات میں غلبہ پیدا کرنے میں نہایت مجرب ہے۔ عام حالات میں اس کی دھات تانبا ہے اور خاص حالات میں اسے زود اثر بنانے کے لئے سونے کی لوح پر تیار کرتے ہیں۔ یہ ممکن نہ ہو تو سنہرے کاغذ پر مشک و زعفران سے لکھیں۔ دن جمعہ، ساعت زہرہ۔

مُسَدّس:- یہ شمس سے متعلق ہے ۶ × ۶ = ۳۶ خانے ہوتے ہیں۔ ایک ضلع کے خانوں کی تعداد ۱۱۱ اور کل خانوں کی تعداد ۶۶۶ ہوتی ہے۔

اعدادِ مقطعات سے جب اس کا نقش تیار کیا جاتا ہے تو سیاسی امور، لیڈر شپ میں کامیابی، حصولِ عزت وقار، دشمنوں پر غلبہ اور اپنے ہر قسم کے تحفظ کے لئے نہایت ہی آزمودہ اور مجرب نقش ہے۔ اس کی دھات صرف سونا ہے۔ یہ سونے کی لوح پر اتوار کے دن ساعتِ شمس میں تیار کیا جاتا ہے۔

مُسَبّع:- مریخ سے متعلق ہے ۷ × ۷ = ۴۹ خانے ہوتے ہیں۔ ایک ضلع کے خانوں کی تعداد ۱۷۵ ہوتی ہے اور کل خانوں کے اعداد ۱۲۲۵ ہوتے ہیں۔ اعدادِ مقطعات سے اس کا پُر کیا ہوا نقش تحفظ سحر و آسیب، بلندیٔ مراتب، دشمنوں کے مقابلہ کے لئے ہمت، دلیری اور شجاعت پیدا کرتا ہے۔ جسمانی قوت میں مدد گار، میڈیسن اور سرجری کے کام کرنے والوں کے لئے خوش بختی کا موجب ہے۔ دن سہ شنبہ، ساعتِ مریخ اور اس کی دھات لوہا ہے۔

مُثَمَّن:- یہ مشتری سے متعلق ہے ۸ × ۸ = ۶۴ خانے ہوتے ہیں ایک ضلع کے اعداد ۲۶۰ ہوتے ہیں کل خانوں کے اعداد ۲۰۸۰ ہوتے ہیں۔ اس زمین میں اعدادِ مقطعات کا وضعی نقش جہاں تحفظ کا کام دیتا ہے۔ وہیں کمرشل کام کرنے والوں، قانونی معاملات اور غیر ممالک کے سفر کرنے والوں کے لئے بیحد مفید ثابت ہوتا ہے۔ دن جمعرات اور ساعت مشتری ہے۔

مُتَسَّع :- یہ زحل سے متعلق ہے ۹ × ۹ = ۸۱ خانے ہوتے ہیں۔ ایک ضلع کے اعداد ۳۶۹ اور کل خانوں کے اعداد ۳۳۲۱ ہوتے ہیں۔ اس کی دھات سکہ ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے بہت مفید ہے۔ جن کے ذمے اہم اور طویل کام ہوتے ہیں۔ سیاسی یا حکومت کے اعلیٰ عہدہ داران کے کاموں میں بہت مددگار رہتا ہے۔

دن: ہفتہ ـــ ساعت: زحل۔

نقوش کے لئے مفید یادداشت

نقش کی قسم	خانوں کی تعداد	عددِ طبعی	عددِ تفریق	عددِ تقسیم	کون سی کسر کس کس خانے میں ڈالی جائے							
					۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
مثلث	۳×۳	۱۵	۱۲	۳	۷	۴						
مربع	۴×۴	۳۴	۳۰	۴	۱۳	۹	۵					
مخمس	۵×۵	۶۵	۶۰	۵	۲۱	۱۶	۱۱	۶				
مُسدّس	۶×۶	۱۱۱	۱۰۵	۶	۳۱	۲۵	۱۹	۱۳	۷			
مُسبّع	۷×۷	۱۷۵	۱۶۸	۷	۴۳	۳۶	۲۹	۲۲	۱۵	۸		
مثمّن	۸×۸	۲۶۰	۲۵۳	۸	۵۷	۴۹	۴۱	۳۳	۲۵	۱۷	۹	
متسّع	۹×۹	۳۶۹	۳۶۰	۹	۷۳	۶۴	۵۵	۴۶	۳۷	۲۸	۱۹	۱۰

قاعدہ کُلّیہ

کسی اسم یا آیت کا نقش پُر کرنے کے لئے تین باتوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔

اعدادِ طبعی :۔ (نقش کے ایک ضلع کی میزان)

عددِ تفریق :۔ مطلوبہ اعداد میں سے عدد کی مقدار جو تقسیم سے پہلے گھٹائی ہوتی ہے

عددِ کسر :۔ تقسیم کے بعد جو باقی بچے اس کو مندرجہ بالا نقشہ کے مطابق کسر کے خانہ میں ایک کا اضافہ کردیں۔

نوٹ :۔ نقش مثلث ہو، مربع ہو یا مخمس و مسدس وغیرہ ہو۔ ہر نقش کی ایک زمین اور اس میں نقش بھرنے کی ایک چال ہوتی ہے۔ جس کی بنیاد پر ہم کسی آیت وغیرہ کے اعداد نکال کر نقش پُر کرتے ہیں۔

اس لئے اصولی طور پر نقش کی دو قسمیں کی جاتی ہیں۔

نقشِ طبعی :۔ اس میں ایک سے شروع ہو کر آخری خانہ تک مسلسل گنتی ہوتی ہے اسی کے ذریعہ ہمیں نقش کی چال کا پتہ چلتا ہے۔

نقشِ وضعی :۔ اعدادِ مطلوبہ کو قاعدہ کے مطابق تقسیم کر کے نقشِ طبعی کی زمین میں ایک خاص چال سے پُر کرتے ہیں۔

نقوش میں خانوں کی تعداد کا فنی جائزہ

(الف) فردُالفرد:- مثلث کے ایک ضلع کے تین خانے ہوتے ہیں اُن کا نِصف کیجئے تو ڈیڑھ بچتا ہے اور اگر ڈیڑھ کا نصف کیا جائے تو پونا ہوتا ہے۔ نقش کی جو شکل بھی اس طرح کی ہو کہ سالم عدد کے ساتھ منقسم نہ ہو سکے تو وہ نقش فردالفرد کہلاتا ہے۔

(ب) زوجُ الزوج:- مربع کے ایک ضلع کے چار خانے ہوتے ہیں اس کا نصف ۲ ہے جب اس کا نصف کیا تو ایک ہوا ہر تقسیم میں عدد صحیح وسالم رہا یہ شکل زوج الزوج کہلاتی ہے۔

(ج) زوجُ الفرد:- یہ مسدس ہے اس کے ہر ضلع میں ۶ خانے ہوتے ہیں اس کا نصف کیا تو تین ۳ ہوئے اور تین ۳ کا نصف کیا تو ڈیڑھ ہوا۔ یعنی نصف کرنے میں عدد صحیح وسالم رہا مگر رُبع کرنے میں عدد ناقص ہو جاتا ہے اس لئے اس شکل کو زوج الفرد کہتے ہیں۔

عددِ فردُالفرد:- اس کو کہتے ہیں کہ ایک فرد دو فرد کے درمیان ہو
جیسے ۱۱۱ — ۱۷۵ — ۱۵۳

عددِ زوجُ الزوج:- اس کو کہتے ہیں کہ ایک زوج دو زوج کے درمیان ہو۔

جیسے ۲۲۲ — ۲۸۴ — ۸۴۴

عددزوج الفرد:- اس کو کہتے ہیں کہ ایک زوج دو فردوں کے درمیان ہو مثلاً ۱۲۱ ــــ ۳۸۵

نوٹ:- جب مطلوبہ اعداد سے کوئی نقش پُر کرنا ہو تو اس کو زود اثر بنانے کیلئے اسی کے مناسب نقش تیار کرنا ہوتا ہے۔

نقشِ مثلّث پُر کرنے کا طریقہ

قاعدہ:- جتنے اعداد کا نقش بھرنا ہو اس میں سے پہلا عدد تفریق کردیں باقی کو ۳ پر تقسیم کردیں۔ اگر کچھ باقی بچے تو وہ کسر کہلاتی ہے اس کو ذہن میں رکھیں۔ اب حاصلِ تقسیم کو خانہ اوّل میں رکھکر مقررہ چال سے ہندسے لکھتے جائیں۔ اگر کسر ایک تھی تو خانہ ہفتم میں ایک بڑھادیں اور دوٗ کسر تھی تو خانہ چہارم میں ایک کا اضافہ کردیں۔

مثلاً حروفِ مقطعات کا نقش پُر کرنا ہے ۳۳۸۵ میں ۱۲ تفریق کئے ۳۳۷۳ رہے۔ انھیں ۳ پر تقسیم کیا تو حاصل تقسیم ۱۱۲۴ آئے ایک باقی بچا۔ جو ساتویں خانہ میں بڑھادیا گیا۔

نقش طبعی

۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

نقش وضعی (حروف مقطعات)

(۱) خانہ کسر

۱۱۲۹	۱۱۲۴	۱۱۳۲
۱۱۳۱	۱۱۲۸	۱۱۲۶
۱۱۲۵	۱۱۳۳	۱۱۲۷

نوٹ:۔ اس نقش کے ساتویں خانہ میں جہاں رفتار کے مطابق ۱۱۳۰ آنا تھا کسر ہونے کی وجہ سے ۱۱۳۱ کر دیا گیا۔ اب نقش کے ہر ضلع کی میزان ۳۳۸۵ ہو گی۔

مثلث کی چار عنصری چالیں

آتشی

۸	۱	۶
۳	۵	۷
۴	۹	۲

بادی

۲	۷	۶
۹	۵	۱
۴	۳	۸

آبی

۶	۷	۲
۱	۵	۹
۸	۳	۴

خاکی

۴	۹	۲
۳	۵	۷
۸	۱	۶

نوٹ :۔ نقش مثلث ہو یا مربع یا مخمس ، ہر نقش کی یہ چار عنصری چالیں ہوتی ہیں۔

نقش کے اقسام اور ان کی مختلف تاثیرات

نقش کا خانۂ اوّل وہ کہلاتا ہے جہاں ایک کا ہندسہ لکھا ہوا ہے اسی خانہ سے نقش کی قسم (آتشی، بادی، آبی ، خاکی) اور نقش کی چال معلوم ہوتی ہے۔

حروف و اعداد کے خواص:۔ جس طرح کوئی دوا مزاج کے اعتبار سے خشک ہوتی ہے اور کوئی تر، کسی دوا کا مزاج گرم ہوتا ہے اور کسی کا سرد۔ حروف و اعداد میں بھی یہی فطری اصول کارفرما ہے۔

اسی لحاظ سے عاملین نے عناصر اربعہ (آتشی ، بادی، آبی ، خاکی) پر نقوش کو تقسیم کیا ہے۔ نیز کوئی جڑی بوٹی جب تک اپنی قدرتی حالت میں ثابت رہتی ہے۔ اس کے خواص اور ہوتے ہیں ، کوٹنے یا عرق کشید کرنے کے بعد اس کی تاثیر اور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مطلوبہ اعداد کو نقش کی جس قسم میں پُر کریں گے اس قسم کے اثرات اس میں شامل ہو جائیں گے۔ نیز فنی اعتبار سے یہ امر بھی تسلیم شدہ ہے کہ عدد مختلف خانوں میں پہونچ کر مختلف تاثیر کا حامل ہوتا ہے۔ غرض نقش کی قسم اور اس کی چال بدل جانے

سے تاثیر میں کچھ نہ کچھ تبدیلی ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ یا کم سے کم متعدد مقاصد کے حامل اعداد کا رجحانِ طبعی کسی نوع کے حق میں زیادہ ہو جاتا ہے۔

اب ہم مثلث نقش کے بارے میں کچھ اصولی باتیں بتائیں گے۔ اس کے بعد مربع اور مخمس نقوش کی عنصری چالیں اور اُن کو پُر کرنے کے طریقے پیش کریں گے۔ اور اسی کے ساتھ مربع، مخمس وغیرہ میں اعدادِ مقطعات کے نقوش بھی قدرے تفصیل سے تحریر کریں گے۔

نقشِ مثلث

نقشِ مثلث تمام نقوش میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے یہ علویت کے درجے پر ہے مثلث نقش کی تاثیر تمام مقاصد میں بے نظیر ہے۔ کوئی بھی ایسا کام نہیں ہے جو اس کے ذریعہ حاصل نہ کیا جا سکتا ہو۔

مثلث نقش کی بُنیادی حقیقت

نقشِ مثلث جسے عام طور پر پندرہ کا نقش بولا جاتا ہے۔ یہ دراصل حضرت حوّا کے اعداد پر مشتمل ہے کیونکہ حوّا کے کل اعداد ۱۵ ہیں۔

لیکن اگر تینوں ضلعوں کی مجموعی تعداد کو لیا جائے تو پھر ۴۵ عدد ہو جاتے ہیں۔ یعنی فنّی لحاظ سے اس نقش کی مساحت ۴۵ ہے جو اسم آدمؑ کے اعداد ہیں۔ گویا نقشِ آدمؑ کے ہر ضلع سے حوّا برآمد ہوتی ہے۔ اس لئے انسانی افعال و اعمال میں یہ امتیازی خصوصیات کا حامل ہے۔

نوٹ:۔ نقشِ آدم حضرت لوطؑ کے اعداد کے مطابق بھی ہے

نقشِ مُثلّث اور حرُوفِ مُقطّعات

بعض علماءِ جفر کا خیال ہے کہ "مثلث" قرآنِ کریم کی دو آیات مقطّعات سے اخذ کیا گیا ہے۔ جو یہ ہیں کٓھٰیٰعٓصٓ ۝ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۝ ان حضرات کا کہنا ہے کہ نقشِ مثلث میں ان حروف کے اعداد جملِ صغیر سے لئے گئے ہیں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کٓھٰیٰعٓصٓ :-

ک	اس کے عدد جمل صغیر	۲ ہیں	اس لئے دوسرے خانہ میں رکھا گیا۔
ہ	اس کے عدد جمل صغیر	۵ ہیں	اس لئے پانچویں خانہ میں رکھا گیا۔
ی	اس کے عدد جمل صغیر	۱ ہے	اس لئے پہلے خانہ میں رکھا گیا
ع	اس کے عدد جمل صغیر	۷ ہیں	اس لئے ساتویں خانہ میں رکھا گیا
ص	اس کے عدد جمل صغیر	۹ ہیں	اس لئے نویں خانہ میں رکھا گیا

حٰمٓ عٓسٓقٓ

ح	اس کے عدد جمل صغیر	۸ ہیں	اس لئے آٹھویں خانہ میں رکھا گیا
م	اس کے عدد جمل صغیر	۴ ہیں	اس لئے چوتھے خانہ میں رکھا گیا
ع	اس کے عدد جمل صغیر	۷ ہیں	مکرر ہے اس کا مقام معلوم ہو چکا
س	اس کے عدد جمل صغیر	۶ ہیں	اس لئے چھٹے خانہ میں رکھا گیا۔
ق	اس کے عدد جمل صغیر	۱ تھا	مگر عاملین جفر کا بیان ہے کہ

ق ابجد میں سیکڑہ یعنی درجہ سوم میں شامل ہے اس مناسبت سے اس کو درجہ ۳ پر رکھکر خانہ سوم میں اس کو جگہ دی۔ نیز مندرجہ بالا حروف میں صرف ق ہی وہ حرف ہے جو دو نقطے والا ہے۔ اس لئے حرف اور دو نقطے جب

شمار کرتے ہیں تو ۳ ہوتے ہیں اسلئے بھی خانہ سوم ہی اس کا مقام ہے۔
اعداد کے لحاظ سے اس کے عدد ۱۰۰ ہیں۔ اکائی، دہائی، سیکڑہ میں یہ تیسرے نمبر کا عدد ہے لہٰذ ۱۰۰ × ۳ = ۳۰۰ ہوئے اس کو ۹ پر تقسیم کیا باقی ۳ رہا۔ اس لئے تیسرے خانہ میں ۳ رکھدیا گیا۔

ح ۸	ی ۱	س ٦
	۵ ہ	ع ۷
م ۴	ص ۹	ک ۲

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مثلث کے طبعی نقش میں ۱ سے ۹ تک جو گنتی لکھی ہوئی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ درحقیقت قرآن مجید کی دو آیات کٓھٰیٰعٓصٓ ۝ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۝ سے ماخوذ ہے گویا مثلث کا ہر خانہ ان حروف میں سے کسی نہ کسی حرف کا مرہونِ منت ہے۔
البتہ اس میں خانہ ۳ محلِ غور ہے۔ کیونکہ عدد جمل صغیر کے قاعدہ کے مطابق تمام خانے پُر ہوجاتے ہیں مگر تیسرا خانہ خالی رہ جاتا ہے۔
ادھر ان حروف میں سے ق باقی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ خانہ ۳ ق ہی کا ہے۔
یہ الگ بات ہے کہ ہمارے بنائے قاعدے کے تحت ق کے عدد جملِ صغیر ۳ نہیں ہوتے جسکی تیسرے خانے میں ہمیں ضرورت ہے۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ ق کا ۳ عدد کسی اور قاعدہ کے تحت لیا گیا ہے اس بنا پر ق کے سلسلہ میں جو امکانی احتمالات ہم نے لکھے ہیں وہ کافی حد تک قرینِ قیاس ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ایک روایت یہ ہے کہ نقشِ مثلث ان تین کلموں سے ماخوذ ہے
بَطَدٌ ، زهَجٌ ، وَاحٌ - کہا جاتا ہے کہ زمانہ قدیم کی کسی زبان میں
یہ اسمائے الٰہیہ ہیں۔ ان اسماء کے کل اعداد ۴۵ ہیں جو نقش مثلث کے
تینوں ضلعوں کی میزان ہے۔

حروفِ مقطعات کی قرآنی ترتیب

مقطعات کے ۲۹ کلمات قرآنِ مجید کی ۲۹ سورتوں کے شروع میں
جس ترتیب سے آتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

الٓمٓ الٓمٓ الٓمٓصٓ الٓرٰ الٓرٰ الٓمٓرٰ الٓرٰ
الٓرٰ کٓھٰیٰعٓصٓ طٰہٰ طٰسٓمٓ طٰسٓ طٰسٓمٓ
الٓمٓ الٓمٓ الٓمٓ الٓمٓ یٰسٓ صٓ حٰمٓ
حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ قٓ نٓ

ان تمام حروفِ مقطعات کے اعداد ۳۳۸۵ ہیں ان ۲۹ کلمات
کا نقش مندرجہ ذیل ہے۔

۱۱۳۲	۱۱۲۴	۱۱۲۹
۱۱۲۶	۱۱۲۸	۱۱۳۱
۱۱۲۷	۱۱۳۳	۱۱۲۵

خاصیت:- حروفِ مقطعات کا یہ نقش سحر، آسیب، سفلی اور جادو ٹونہ، جناتی اثرات سے حفاظت کے لئے مجرب ہے۔

سحر، سفلی، جادو ٹونے کے خطرناک طریقے
اور
اُن سے حفاظت اور نجات پانے کا آسان طریقہ

● - سحر اور سفلی علم کسی کو نقصان پہونچانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

● - حاسد یا دشمن کی پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح کھانے پینے کی چیز میں کوئی سفلی چیز ملادی جائے۔ ان لوگوں کے نزدیک یہ طریقہ سب سے زیادہ زود اثر اور کامیاب ہے اور جس کی کاٹ بھی آسانی سے نہیں ہوتی۔

● **دوسرا طریقہ:-** دشمن یا حاسد اپنا ناپاک مقصد پورا کرنے کے لئے مریض کے بال یا ناخن یا استعمال شدہ کپڑا حاصل کرتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی چیز اسے حاصل نہیں ہوتی تو پاؤں کی خاک حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر ان میں ناپاک علم سے تیار شدہ چیزیں ملائی جاتی ہیں اور خاص مقام میں گاڑدی جاتی ہیں۔ جیسے جیسے وقت گذرتا ہے مریض کی پریشانی بڑھتی رہتی ہے۔

● - اس کے علاوہ دسیوں اور بھی طریقے ہیں۔ مثلاً گھر کی چوکھٹ میں کوئی چیز ڈلوا دینا ● - دروازہ کی کسی سائڈ میں کوئی سفلی تعویذ

چھپا دینا • کسی جانور کا گوشت، ہڈی یا خون مکان میں پہونچا دینا۔
• راستہ میں یا مکان کے دروازہ میں، قبرستان، شمشان گھاٹ یا کسی ویرانے مقام سے حاصل شدہ مٹی پڑھ کر ڈلوا دینا۔
• ایک طریقہ اور ہوتا ہے وہ یہ کہ روزمرہ استعمال میں آنے والی کوئی کھانے کی چیز لی جاتی ہے مثلاً ہلدی کی گرہ، ثابت مرچیں، کوئی ترکاری یا کوئی پھل مکان کے دروازہ میں اس غرض سے رکھی جاتی ہے کہ اہل خانہ میں سے کوئی اس کو چھولے۔ اس طرح چھونے والا متأثر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے کوئی سفلی تعویذ گھر میں پہنچا کر مقصد حاصل کیا کرتے ہیں۔

سفلی عمل کی میعاد

سفلی عمل کی کوئی ایک میعاد مقرر نہیں ہے۔ عام طور پر تو اس عمل کے کرنے والوں کو میعاد مقرر کرنے کے لئے مزید ایک اور عمل کرنا پڑتا ہے جس کے ذریعہ بیمار کرنے، برباد کرنے یا ہلاک کرنے کی میعاد مقرر ہو جاتی ہے مگر خدا کے حکم کے بغیر پتہ نہیں ہلتا۔ اگر کسی کا وقت آگیا ہے وہی گندا عمل اس کی موت کا بہانہ بن جاتا ہے ورنہ مسبب الاسباب اپنی رحمت سے ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ یہ کرتوت اپنی موت آپ مرجاتے ہیں اور مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔

سفلی عمل کے زہریلے اثرات

جب کوئی کسی کے لئے سفلی عمل کرتا ہے تو جن ایام میں وہ گندا عمل کیا گیا ہے اگر اس کے بعد ۴۰ دن کے اندر اندر اس کا صحیح علاج ہو جائے تو اس کا عمل قطعی طور پر کٹ جاتا ہے۔

لیکن اگر اس پر ۳ دن بیت گئے اور کوئی اچھا علاج نہ ہو سکا تو مریض کی قوتِ مدافعت گھٹنے لگتی ہے اور جسم میں جس مرض کے پیدا ہونے کی استعداد ہوتی ہے وہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ رفتہ رفتہ جڑ پکڑنے لگتا ہے۔ بسا اوقات وہ مرض بھیانک شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور مریض جاں بحق ہو جاتا ہے تاہم اگر ایک سال کے اندر اندر کا سحر ہے اس کا علاج بھی چند مہینہ میں مکمل ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر سال بھر سے زائد مدت کا سحر اور سفلی ہے تو اس کا علاج بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ تاہم ناممکن نہیں ہوتا۔ مگر بہت وقت درکار ہوتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ ان حالات میں مریض اور عامل دونوں کو صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے۔ مایوسی اور ناامیدی کا کوئی پہلو نہ آنے دیں۔

عامل کیلئے یہ پریشانی ہوتی ہے کہ مریض طبعی طور پر یہ چاہتا ہے کہ بہت جلد مجھے اس مصیبت سے چھٹکارا مل جائے۔ عامل کو پرانے مریض کیلئے مختلف طریقے استعمال کرنے ہوتے ہیں۔ ٹھیک ٹھیک اس کو بھی علم نہیں ہوتا کہ کس عمل سے یہ گندگی دور ہو سکتی ہے اس کے سامنے بہت سے مجرب اور آزمودہ نسخے ہوتے ہیں یہ خدا ہی جانتا ہے کہ کون سا نسخہ اس کے مزاج کے مطابق کام کرے گا۔ دوسری دشواری جو عامل کے سامنے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مریض کے جسم میں زیادہ مدت تک سفلی عمل کے زہریلے اثرات نے مرض کی شکل بنا دی ہوتی ہے۔ اگر کوشش اور محنت سے سفلی عمل کٹ بھی جاتا ہے تو اب جسم میں مرض کا جماؤ ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں بہتر یہی ہے کہ عامل مریض کو بالکل ایماندارانہ اور صحیح مشورہ دے اس کو ذہن نشین کرائے کہ جب تک روحانی اور طبی دونوں علاج ایک

ساتھ لگ کر نہیں ہوں گے، مکمل فائدہ نہیں گا۔ اگر عامل اخلاص و ہمدردی دل سوزی اور محنت کے ساتھ مریض پر متوجہ رہے گا اور مریض کا علاقہ عامل کے ساتھ مسلسل رہے گا تو کوئی وجہ نہیں کہ مکمل شفاء حاصل نہ ہو جائے۔

امراض جسمانی اور تعویذات

جسمانی امراض میں بھی تعویذات کافی حد تک مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے

اَلْفَاتِحَۃُ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ — سورۃ فاتحہ میں ہر مرض کی شفاء ہے

فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ۴۱ بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنا اور پانی پر دم کر کے پینا تمام امراض میں نافع اور مجرب ہے

حروفِ مقطعات سے قرآنی سورتوں کے مضامین کا گہرا تعلق

مفسرین کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ حروفِ مقطعات درحقیقت کچھ مخفف حروف ہیں جو جس سورت کے شروع میں آئے ہیں اس سورۃ کا مکمل مضمون اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ اس لئے ایک جگہ جس معنیٰ میں جو حرف آیا ہے ضروری نہیں ہے کہ دوسری جگہ بھی وہی معنیٰ مطلوب ہوں۔

بعض مفسرین اس خیال کی تائید کرتے ہوئے یہ جزوی ترمیم پیش کرتے ہیں کہ جو مجموعہ کئی مقام پر ایک ہی طرح پر آیا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ اس کا مفہوم بھی ایک ہی ہو (واللہ اعلم بالصواب)

مکمل فائدہ کیلئے

عملیات کے باب میں حروفِ مقطعات سے مکمل فائدہ اٹھانے کے لئے بہتر یہی ہے کہ مکررات سمیت تمام ۲۹ کلمات کو لے لیا جائے تاہم بعض بزرگوں نے مکررات کو چھوڑ کر باقی ۱۴ کلمات کے بھی بے شمار فوائد بیان کئے ہیں۔

مقطعات کے خواص اور ان کی برکات

صحابہؓ اور بزرگوں کے معمولات:

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

(الزہری) حروف مقطعات کو لکھ کر اپنے مال واسباب میں رکھدیا کرتے تھے تاکہ یہ سب سامان ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہے۔

- حضرت امام کمال جب دریائے دجلہ میں جاتے تو حروف مقطعات پڑھ لیا کرتے تھے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جس چیز پر یہ کلمات پڑھے یا لکھے جائیں گے وہ تلف ہونے سے محفوظ رہے گی۔

(شمس المعارف)

- حضرت امام غزالیؒ نے خواص القرآن میں لکھا ہے کہ بعض اکابر جب سفر میں جاتے تو کاغذ یا کسی ٹھیکری پر یہ حروف مقطعات لکھ کر ساتھ رکھتے تھے۔ اگر دریا میں طوفان آتا تو یہ کاغذ دریا میں ڈال دیتے جس سے طوفان رک جاتا۔

(شمس المعارف مجربات دمیری ص۱۴۲)

- موصل کے ایک بزرگ کا قول ہے کہ ان حروف کے خواص اور برکات حق تعالیٰ نے مجھ پر منکشف فرمادی ہیں۔ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بہت سی پریشانیوں سے مجھے محفوظ رکھا ہے میرے رزق میں کشادگی ہوئی اور جب مصیبت میں پھنسا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے نجات دی۔

(الدر النظیم)

- حضرت علیؓ جب دعاء فرماتے تو اس طرح دعاء کرتے تھے۔
یا کٓہٰیٰعٓصٓ یا حٰمٓ عٓسٓقٓ اِغفِرلِی۔ وَارحَمنِی
اور فرماتے تھے جو شخص اس اسم کے ساتھ دعاء کرے گا۔ انشاء اللہ اس کی دعاء مقبول ہوگی۔ (شمس المعارف)

حروفِ مقطّعات کے اعدادی نقوش

اب ہم حروفِ مقطعات کے اعداد سے بنے ہوئے نقوش پیش کر رہے ہیں جو اپنے خواص کے لحاظ سے زندگی کے ہر موڑ پر کارآمد ہیں۔

عدد اور خانہ کی تبدیلی

علمائے جفر کا اس پر اتفاق ہے کہ ایک نقش جو مقاصد کی مختلف انواع میں کام دیتا ہے۔ نقش کی قسم بدل جانے اور خانوں کی تبدیلی سے مقصد کی کسی خاص نوع کے حق میں وہ زیادہ مؤثر ہو جاتا ہے۔

یہ سب نقوش بالکل نادر و نایاب ہیں۔ اپنے اثرات کے لحاظ سے انسان کو وہ درجہ عطا کرتے ہیں جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ نیز اگر کسی مرتبہ پر فائز ہو، اس میں استقامت، پائیداری اور عظمت پیدا کرتے ہیں۔ یہ وہ گوہر ہائے نایاب ہیں جو آپ کو کسی اور کتاب میں نہیں ملیں گے۔

۲۹ حروفِ مقطّعات کے مختلف نقوش اور اُن کی بے مثل تاثیرات

مندرجہ ذیل نقوش ۲۹ حروف مقطعات کے اعداد ۳۳۸۵ پر مشتمل ہیں — ہر نقش میں اعداد مختلف ملیں گے مگر ایک ضلع کی میزان وہی ۳۳۸۵ آرہی ہے ذیل میں جو نقوش پیش کئے جا رہے ہیں ان میں سے ایک نقش کوئی بھی

لیا جائے: ۲۹ حروف کا جامع ہے۔
اس لئے ٹھیک انہی خواص کا جامع ہے جو حروف مقطعات کی بنیادی تاثیر ہے۔ غرض ہر نقش، مقاصدِ مختلفہ، تحفظ سحر و آسیب، دشمنوں سے حفاظت، شفاءِ امراض، تسخیر قلوب میں اپنی شان نہیں رکھتا تاہم خانوں کی جزوی تبدیلی کی بنا پر جملہ مقاصد کے لئے جامع ہونے کے ساتھ جزوی طور پر مقصد کی کسی نوع کی طرف نقش کے رُجحان میں غلبہ پیدا ہو گیا ہے۔ جن کا ہلکا سا اشارہ ہم نے ہر نقش کی پیشانی پر لکھ دیا ہے۔

حروفِ مقطّعات کے مثلّث نقوش

عنصری اقسام کے ساتھ

آتشی

۱۱۲۹	۱۱۲۴	۱۱۳۲
۱۱۳۱	۱۱۲۸	۱۱۲۶
۱۱۲۵	۱۱۳۳	۱۱۲۷

بادی

۱۱۲۵	۱۱۳۱	۱۱۲۹
۱۱۳۳	۱۱۲۸	۱۱۲۴
۱۱۲۷	۱۱۲۶	۱۱۳۲

آبی

۱۱۲۹	۱۱۳۱	۱۱۲۵
۱۱۲۴	۱۱۲۸	۱۱۳۳
۱۱۳۲	۱۱۲۶	۱۱۲۷

خاکی

۱۱۲۷	۱۱۳۳	۱۱۲۵
۱۱۲۶	۱۱۲۸	۱۱۳۱
۱۱۳۲	۱۱۲۴	۱۱۲۹

خاصیّت: مقطعات کے یہ نقوش، سحر، آسیب سفلی، جادو ٹونہ اور جناتی اثرات سے حفاظت کے لئے مجرّب ہیں۔ نیز روزگار میں خیر و برکت، مشکلات میں آسانی، دشمنوں پر غلبہ اور دفعِ امراض میں مددگار اور مقاصدِ حسنہ میں کامیابی کے لئے ہمارے اسلاف اور بزرگوں کے آزمودہ ہیں۔ میرے معمولات میں داخل ہیں۔

طریقۂ استعمال: ماہِ رجب کی نوچندی جمعرات کو چاندی کی انگوٹھی پر کندہ کرا کر پہنیں۔ ہمارے اکثر بزرگوں کا اسی طرح معمول رہا ہے۔ صاحبِ شمس المعارف اور حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طریقہ کو راجح قرار دیا ہے۔

- بعض علماءِ جفر نے چاندی کے نگینہ پر کندہ کرانے کا وقت شرفِ قمر بتایا ہے۔ دوشنبہ کا دن اور ساعتِ قمر مقرر کی ہے۔
- علمِ جفر کے محققین کے نزدیک یہ ہے کہ جب قمر برجِ ثور میں ۳ درجے پر ہو وہ کندہ کرانے کا بالکل صحیح وقت ہے۔

معمولاتِ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حروفِ مقطعات کے تعویذ، حلِ مشکلات، تحفظِ سحر و آسیب اور متعدد اہم مقاصد کے لئے مندرجہ ذیل اوقات میں تیاری کا اہتمام فرماتے تھے۔

- ماہِ رجب کی نوچندی جمعرات • نیز رجب کی ۲۷ اور ۲۹ تاریخ
- جس قمری مہینہ کی ۲۹ تاریخ جمعرات کے دن پڑے، اس دن شبِ جمعہ میں مقطعات کے تعویذ لکھنے یا چاندی پر کندہ کرانے کی اہمیت دیتے تھے۔

حضرتؒ نے اپنے حلقۂ ارادت منداں میں جن لوگوں کو مقطعات کے نقوش کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ مذکورہ بالا اوقات کی تاکید بھی فرمائی ہے۔

نوٹ:- اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ نقوش صرف انہی اوقاتِ مخصوصہ میں لکھے جائیں گے تو مؤثر ہوں گے ورنہ بے اثر ثابت ہوں گے۔ اوقاتِ مخصوصہ کی پابندی صرف ان صورتوں میں لازم ہے کہ جب کوئی نقش چاندی کی لوح یا چاندی کی انگوٹھی پر کندہ کرانا مقصود ہو مگر روزمرّہ کام آنے والے تعویذات کے لئے دوشنبہ ساعتِ قمر کا لحاظ کر لینا کافی ہے۔

البتہ اگر حضرت شاہ صاحبؒ کے ہدایت کردہ اوقات میں تعویذ بھی تیار کر کے رکھ لئے جائیں اور بوقتِ ضرورت کام میں لائے جائیں۔ تو نورٌ علیٰ نور ہے۔

حروفِ مقطّعات کے کچھ نادر و نایاب نقوش

مُثلّث

تسخیرِ حکام (۲)

۱۱۳۰	۱۱۲۰	۱۱۳۵
۱۱۳۳	۱۱۲۸	۱۱۲۴
۱۱۲۲	۱۱۳۷	۱۱۲۶

عقد النکاح (۳)

۱۱۳۱	۱۱۱۶	۱۱۳۸
۱۱۳۵	۱۱۲۸	۱۱۲۲
۱۱۱۹	۱۱۴۱	۱۱۲۵

مغلوبی دشمن (۴)

۱۱۳۲	۱۱۱۲	۱۱۴۱
۱۱۳۷	۱۱۲۸	۱۱۲۰
۱۱۱۶	۱۱۴۵	۱۱۲۴

زیادتی حافظہ (۵)

۱۱۳۳	۱۱۰۸	۱۱۴۴
۱۱۳۹	۱۱۲۸	۱۱۱۸
۱۱۱۳	۱۱۴۹	۱۱۲۳

صلح و محبت (۶)

۱۱۳۴	۱۱۰۴	۱۱۴۷
۱۱۴۱	۱۱۲۸	۱۱۱۶
۱۱۱۰	۱۱۵۳	۱۱۲۲

شفاء امراض (۷)

۱۶۹۱	۱	۱۶۹۳
۱۶۹۲	۱۶۹۰	۳
۲	۱۶۹۴	۱۶۸۹

تحفظ و غلبہ تسخیر خلائق (۸)

۶	۱	۳۳۷۸
۳۳۷۷	۵	۳
۲	۳۳۷۹	۴

محبت زن و شو

۱۱۲۴
۱۱۲۸
۱۱۳۳

۱۱۲۹ ۱۱۳۲
۱۱۳۱ ۱۱۲۶
۱۱۲۵ ۱۱۲۷

نقشِ مُرَبّع

نقشِ مربع :- اس کے ہر ضلع میں ۴ خانے ہوتے ہیں۔ چاروں ضلعوں کے مجموعی خانوں کی تعداد ۱۶ ہوتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ نقش یا وَدُودُ کی طرف منسوب ہے اور کوکب عطارد سے تعلق رکھتا ہے۔

مثلث کی زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد مربع کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے مفرد اعداد اور نقش کے مفرد خانوں کی زکوٰۃ مثلث میں پوری ہو جاتی ہے۔ زوجِ اعداد اور نقش کے زوج خانوں کی زکوٰۃ مربع میں مکمل ہوتی ہے۔ ان دونوں نقوش کا صاحبِ نصاب ہونا عامل کے لئے ضروری ہے۔

مربع کی چاروں عنصری چالیں

آتشی

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

بَادِیْ

۱۱	۸	۱	۱۴
۲	۱۳	۱۲	۷
۱۶	۳	۴	۹
۵	۱۰	۱۵	۴

آبی

۱۱	۸	۱	۱۴
۲	۱۳	۱۲	۷
۱۶	۳	۶	۹
۵	۱۰	۱۵	۴

خاکی

۸	۱۱	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

مربع کے خانوں کی عنصری تقسیم

آتشی ۱	بادی ۱۴	آبی ۱۱	خاکی ۸
خاکی ۱۲	آبی ۷	بادی ۲	آتشی ۱۳
بادی ۶	آتشی ۹	خاکی ۱۶	آبی ۳
آبی ۱۵	خاکی ۴	آتشی ۵	بادی ۱۰

نوٹ:۔ چال کے لحاظ سے مربع کا پہلا خانہ آتشی ہوتا ہے دوسرا بادی تیسرا آبی اور چوتھا خاکی ہے۔

مربع نقش پُر کرنے کا طریقہ

مربع نقش پُر کرنے کے بہت سے طریقے ہیں مگر ہم عام طور پر جو مروج طریقہ ہے وہ لکھ رہے ہیں۔

فاعدہ:۔ مطلوبہ اعداد میں سے ۳۰ عدد گھٹادیں، باقی کو ۴ پر تقسیم کریں جو حاصلِ تقسیم آئے اس کو خانۂ اوّل میں رکھ کر

نقش پُر کریں۔ اگر تقسیم کے بعد ایک باقی بچے (جسے اصطلاح میں کسر کہتے ہیں) تو خانہ ۱۳ میں ایک کا اضافہ کر دیں اور اگر دو باقی بچیں تو خانہ ۹ میں ایک کا اضافہ کر دیں۔ اور اگر ۳ باقی بچیں تو خانہ ۵ میں ایک کا اضافہ کر دیں نقش مکمل ہو جائے گا۔

نوٹ:۔ مربع میں کسر کی مقدار ایک یا دو یا تین ہی ہو سکتی ہے اور ہر ایک کے لئے الگ الگ خانہ مخصوص ہے۔ تاہم کسر کی مقدار ایک ہو یا دو ہو یا تین اضافہ صرف ایک ہی کا کرنا ہوتا ہے۔

ہم نے گذشتہ صفحہ پر ایک نقشہ پیش کیا ہے۔ جس سے ہر نقش کی کسر اس کی مقدار اور اس کے خانہ کی تعیین بآسانی معلوم ہو جاتی ہے۔ تاہم مربع کی کسر کس خانہ میں ڈالی جائے اُسے یاد رکھنے کے لئے یہ شعر بہت اچھا ہے۔

ایک کسر گھر تیرھواں دو کسر گھر نو
تین کسر گھر پانچواں سو نقش پورا ہو

حروفِ مقطّعات کے مربّع نقوش عنصری اقسام کے ساتھ

آتشی

۸۳۸	۸۵۲	۸۴۹	۸۴۶
۸۵۰	۸۴۵	۸۳۹	۸۵۱
۸۴۴	۸۴۷	۸۵۴	۸۴۰
۸۵۳	۸۴۱	۸۴۳	۸۴۸

بادی

۸۵۲	۸۳۸	۸۴۶	۸۴۹
۸۴۵	۸۵۰	۸۵۱	۸۳۹
۸۴۷	۸۴۴	۸۴۰	۸۵۴
۸۴۱	۸۵۳	۸۴۸	۸۴۳

آبی

۸۴۹	۸۴۶	۸۳۸	۸۵۲
۸۳۹	۸۵۱	۸۵۰	۸۴۵
۸۵۴	۸۴۰	۸۴۴	۸۴۷
۸۴۳	۸۴۸	۸۵۳	۸۴۱

خاکی

۸۴۶	۴۹	۸۵۲	۸۳۸
۸۵۱	۳۹	۸۴۵	۸۵۰
۸۴۰	۵۴	۸۴۷	۸۴۴
۸۴۸	۴۳	۸۴۱	۸۵۳

نقوش کے عنصری اقسام پر تفصیلی بحث ہم سے پر لکھ چکے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک نقش کو بہت سے طریقوں سے پُر کیا جا سکتا ہے۔ ہر ایک کے طریقہ استعمال میں فرق ہے۔ اگرچہ یہ فرق لازمی شرائط میں سے نہیں ہے۔ صرف حالات و واقعات اور مواقع پر مبنی ہے۔

نوٹ :- یاد رکھئے عامل کا مختلف طبائع رکھنے والے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ عام طور پر آتشی انداز سے پُر کئے ہوئے نقوش ہی اکثر و بیشتر مفید ثابت ہوتے ہیں لیکن بعض حالات میں بعض لوگوں کے لئے خاکی اور بعض کیلئے بادی یا آبی انداز سے لکھے ہوئے نقوش موافق آتے ہیں۔ اور کبھی خاص حالات میں ان چاروں چالوں کو چھوڑ کر دوسری کسی چال سے نقش پُر کرنا ہوتا ہے۔

حروفِ مقطعات کا ایک جامع نقش

(عناصرِ اربعہ پر مشتمل)

اب ہم ایک ایسا نقش پیش کر رہے ہیں جو حروفِ مقطعات ہی کے اعداد کا نقش ہے مگر اس میں چاروں عناصر کا اجتماع ہے۔ جو انسان کے جسم سے خاص مناسبت رکھتا ہے جو عناصرِ اربعہ کا جامع ہے یہ نقش بہت ہی عظیم ہے اور دنیا کے ہر انسان کے مزاج سے موافقت رکھتا ہے۔ اس نقش کی جتنی بھی تعریف کیجائے کم ہے۔ یہ در حقیقت کیمیائے حیات ہے۔

۸۴۶ ۸۴۹ ۸۳۸ ۸۵۲	۸۴۹ ۸۴۶ ۸۵۲ ۸۳۸	۸۵۲ ۸۳۸ ۸۴۹ ۸۴۶	۸۳۸ ۸۵۲ ۸۴۶ ۸۴۹
۸۵۱ ۸۳۹ ۸۵۰ ۸۴۵	۸۳۹ ۸۵۱ ۸۴۵ ۸۵۰	۸۴۵ ۸۵۰ ۸۳۹ ۸۵۱	۸۵۰ ۸۴۵ ۸۵۱ ۸۳۹
۸۴۰ ۸۵۴ ۸۴۴ ۸۴۷	۸۵۴ ۸۴۰ ۸۴۷ ۸۴۴	۸۴۷ ۸۴۴ ۸۵۴ ۸۴۰	۸۴۴ ۸۴۷ ۸۴۰ ۸۵۴
۸۴۸ ۸۴۳ ۸۵۳ ۸۴۱	۸۴۳ ۸۴۸ ۸۴۱ ۸۵۳	۸۴۱ ۸۵۳ ۸۴۳ ۸۴۸	۸۵۳ ۸۴۱ ۸۴۸ ۸۴۳

حرُوفِ مقطّعات کے مُربّع وضعی

مربع وضعی :- وہ نقوش کہلاتے ہیں جو مخصوص مقاصد میں مختلف مزاج رکھنے والے لوگوں کے لئے مربع شکل میں وضع کئے جاتے ہیں،

مربع وضعی کی ۲ دو قسمیں ہیں

(۱) مربع وضعی بلاکسر (جس چال میں کسر نہ آئے)

(۲) مربع وضعی مع کسر (جس چال میں کسر آئے)

یہاں ہم مربع وضعی بلاکسر کے چار نقش اور مربع وضعی مع کسر کے ۸ نقش پیش کر رہے ہیں۔

مندرجہ ذیل نقوش میں سے ہر ایک نقش مربع ہے اور ۲۹ حروفِ مقطعات کے اعداد ۲۳۸۵ پر مشتمل ہے چونکہ ہر نقش کو پُر کرنے کا قاعدہ الگ الگ ہے۔ اس لئے ہر نقش کی شکل بدلی ہوئی نظر آئے گی۔ لیکن میزان سب کی یکساں ہوگی۔

ہم بتا چکے ہیں کہ ہر نقش میں اعداد اور خانوں کے ردّ و بدل سے نقش کی تاثیر میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات نقش کی رفتار (چال) بدل دینے سے غیر معمولی فائدہ ہوتا ہے۔

ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کی کوئی معقول تاویل عامل کے پاس بھی

نہیں ہوتی۔ ویسے روزمرہ کے تجربات میں ایسا ہوتا ضرور ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس سلسلہ میں جو تاویل ممکن ہے وہ یہ ہے کہ نقش دوا کے مانند ایک طریقہ علاج ہے۔ خدا کا ایک ہی قانون سب جگہ کارفرما نظر آتا ہے لہٰذا جس طرح دواؤں میں یا دواؤں کے ترکیب استعمال میں ردوبدل کر کے کبھی کبھی بار نسخہ مرتب ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر عامل ان نقوش کے ذریعہ اپنے علاج کو کامیاب بنانا چاہتا ہے تو مادی جلب منفعت کو مقصد نہ بنائے۔

مریض کے ساتھ حتی الامکان توجہ اور دردمندی سے کام لے کسی جگہ یا کسی شخص کے حق میں نقش سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا تو نقش کی رفتار بدل دے۔ اگر اس کے بعد بھی کامیابی نہ ہو تو نقش کی قسم بدلے اگر خدا نخواستہ پھر بھی کامیابی حاصل نہ ہو تو علم جفر کے قواعد کو ملحوظ رکھ کر کوئی اور مناسب نقش وضع کرے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ کامیابی نہ ہو خدا کے کلام سے مدد لینے والا اور نیک نیتی سے محنت کرنے والا کبھی محروم نہیں ہوا کرتا۔

حروف مقطعات کے چار مربع نقوش بلاکسر
(اور ان کو پُر کرنے کے طریقے)

حفاظت اشیاء و تسخیر خلائق

۸	۱۱	۳۳۶۵	۱
۳۳۶۴	۲	۷	۱۲
۳	۳۳۶۷	۹	۶
۱۰	۵	۴	۳۳۶۶

برائے جملہ مہمات دینی و دنیوی

۸	۳۳۶۲	۱۴	۱
۱۳	۲	۷	۳۳۶۳
۳	۱۶	۳۳۶۰	۶
۳۳۶۱	۵	۴	۱۵

۳۳۸۵ — ۲۱ = ۳۳۶۴
باقی کو ۱۳ خانہ سے آخر تک نقش پُر کریں

۳۳۸۵ — ۲۵ = ۳۳۶۰
باقی کو ۹ خانہ سے ۱۲ خانے تک پُر کریں باقی خانے حسب معمول طبعی ہونگے

(غنا ظاہری و باطنی)

۱	۱۴	۱۱	۳۳۵۹
۱۲	۳۳۵۸	۲	۱۳
۳۳۵۷	۹	۱۶	۳
۱۵	۴	۳۳۵۶	۱۰

۳۳۸۵ — ۲۹ = ۳۳۵۶
باقی کو خانہ ۵ سے ۸ تک پُر کریں
باقی خانے حسب معمول طبعی ہوں گے۔

(برائے فتوحات)

۳۳۵۲	۱۴	۱۱	۸
۱۲	۷	۳۳۵۳	۱۳
۶	۹	۱۶	۳۳۵۴
۱۵	۳۳۵۵	۵	۱۰

۳۳۸۵ — ۳۳ = ۳۳۵۲
باقی کو خانہ ۱ سے ۴ تک پُر کریں۔
باقی خانے حسبِ معمول طبعی ہوں گے۔

حروفِ مقطعات کے نقوش مع کسر

(برائے حفظ و امان و دفعِ امراض)

۱۱۲۵	۱۱۲۸	۱۱۳۱	۱
۱۱۳۰	۲	۱۱۲۴	۱۱۲۹
۳	۱۱۳۳	۱۱۲۶	۱۱۲۳
۱۱۲۷	۱۱۲۲	۴	۱۱۳۲

۳۳۸۵ − ۱۹ = ۳۳۷۶ ÷ ۳

حاصلِ تقسیم کو خانہ ۵ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

(برائے حفظ مال و عیال)

۸۴۵	۸۵۱	۸۵۸	۸۳۱
۸۵۶	۸۳۳	۸۴۳	۸۵۳
۸۳۵	۸۶۲	۸۴۷	۸۴۱
۸۴۹	۸۳۹	۸۳۷	۸۶۰

۳۳۸۵−۶۰=۳۳۲۵÷۴=۸۳۱

حاصلِ تقسیم کو خانہ اوّل میں رکھکر دو دو کے اضافہ سے نقش پُر کریں۔

(برائے استحکامِ روزگار)

۸۴۵	۸۵۴	۸۶۳	۸۲۳
۸۶۰	۸۲۶	۸۴۲	۸۵۷
۸۲۹	۸۶۹	۸۴۸	۸۳۹
۸۵۱	۸۳۶	۸۳۲	۸۶۶

۳۳۸۵−۹۰=۳۲۹۵÷۴=۸۲۳

حاصلِ تقسیم کو خانۂ اوّل میں رکھکر تین تین کا اضافہ کریں۔

(برائے مہربانیِ حاکم)

۸۴۴	۸۵۶	۸۶۹	۸۱۶
۸۶۵	۸۲۰	۸۴۰	۸۶۰
۸۲۴	۸۷۷	۸۴۸	۸۳۶
۸۵۲	۸۳۲	۸۲۸	۸۷۳

۳۳۸۵−۱۲۰=۳۲۶۵÷۴=۸۱۶

ہر خانہ میں چار چار کا اضافہ ہوگا۔

(برائے ترقیِ مدارج)

۸۴۴	۸۵۹	۸۷۴	۸۰۸
۸۶۹	۸۱۳	۸۳۹	۸۶۴
۸۱۸	۸۸۴	۸۴۹	۸۳۴
۸۵۴	۸۲۹	۸۲۳	۸۷۹

۳۳۸۵ — ۱۵۰ = ۳۲۳۵ ÷ ۴

حاصل تقسیم کو خانۂ اوّل میں ۵ - ۵ کا اضافہ کریں۔

(برائے قوت و طاقت و دفعِ دشمن)

۸۴۳	۸۶۱	۸۸۰	۸۰۱
۸۷۳	۸۰۷	۸۳۷	۸۶۷
۸۱۳	۸۹۲	۸۴۹	۸۳۱
۸۵۵	۸۲۵	۸۱۹	۸۸۶

۳۳۸۵ — ۱۸۰ = ۳۲۰۵ ÷ ۴

حاصل تقسیم کو خانۂ اوّل میں رکھکر ۶ - ۶ کا اضافہ کریں۔

(برائے موافقت و محبتِ زن و شو)

۸۴۳	۸۶۴	۸۸۵	۷۹۳
۸۷۸	۸۰۰	۸۳۶	۸۷۱
۸۰۷	۸۹۹	۸۵۰	۸۲۹
۸۵۷	۸۲۲	۸۱۴	۸۹۲

۳۳۸۵ — ۲۱۰ = ۳۱۷۵ ÷ ۴

حاصل تقسیم کو خانۂ اوّل میں رکھ کر ہر خانہ میں ۷ - ۷ کا اضافہ کریں۔

(برائے جملہ حاجات و مشکلات)

۸۴۳	۸۶۶	۸۹۱	۷۸۶
۸۸۳	۷۹۴	۸۳۴	۸۷۴
۸۰۲	۹۰۷	۸۵۰	۸۲۶
۸۵۸	۸۱۸	۸۱۰	۸۹۹

۳۳۸۵ — ۲۴۰ = ۳۱۴۵ ÷ ۴

حاصل تقسیم کو خانۂ اوّل میں رکھ کر ہر خانہ میں ۸ - ۸ کا اضافہ کریں۔

نقشِ مرکّبُ ذاتُ الوجہین

ایک نادِر و نایاب نقش

عملیات کی دنیا میں اس نقش کے سلسلہ میں اگر یہ کہا جائے کہ یہ ایک انکشاف ہے تو بیجا نہ ہو گا۔

بارہ خانہ کا یہ نقش آپ کو کسی کتاب میں نہیں مل سکتا بعض لوگوں نے بارہ خانہ کا نقش لکھنے کی کوشش کی ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے کو خود یہ معلوم نہیں کہ اس نقش کو پُر کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اور یہ نقش کن اصولوں پر مبنی ہے

عملیات کی بعض کتابوں میں بارہ خانہ کا نقش بنا کر اس میں کچھ عدد لکھدئے ہیں مگر نہ ان کی ابتدا معلوم ہے نہ انتہا، کی کوئی خبر۔ اس لئے وہ نقش پُر کرنے کے اصول ہی کس طرح بتاتے!

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے یہ قیاس کر لیا کہ علم جفر کے قواعد کی رُو سے بارہ خانہ کا نقش بھی ممکن ہے۔ اس لئے چاہے بے قاعدہ اور بے تکا ہی سہی مگر ہماری کتاب میں اس کا تذکرہ آجانا چاہئے۔

دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ کانوں میں کہیں سے یہ بھنک پڑ گئی ہو کہ ۱۲ خانہ والا نقش بھی ہوتا ہے۔ اس لئے انھوں نے بارہ خانے کے نقش بنا کر بے سمجھے بوجھے کچھ عدد لکھ ڈالے۔ جو کسی بھی رُخ سے صحیح نہیں بیٹھے۔ اس لئے وہ لوگ نہ اسکی چال بتا سکے اور نہ اس کی اقسام متعین کر سکے ایسی صورت میں اس نقش سے خاطر خواہ فوائد حاصل کرنے کا بھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

بہرکیف ہم نقش مرکب ذات الوجہین جو پیش کر رہے ہیں اس کے بارے میں ہم بلاخوف تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ فن عملیات پر اب تک ہندو پاک میں جو کتابیں طبع ہو چکی ہیں ان میں اس نقش کی فنی اعتبار سے کوئی حیثیت پیش نہیں کی جاسکی۔

یہ نقش جس طرح اپنی صورت کے اعتبار سے بے مثال ہے۔ اسی طرح اپنے خواص کا بھی جواب نہیں رکھتا۔

اس نقش کی اجازت حاصل کرنے کے سلسلے میں مجھے انتہائی جدوجہد کرنی پڑی ہے۔ جبکہ یہ خود میرا خاندانی نقش ہے۔

رہا اس نقش کی اشاعت کا معاملہ وہ میرے لئے اس سے بھی زیادہ مشکل ترین مسئلہ بنا ہوا تھا۔ حضرت والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اشاعت کی اجازت مرحمت فرمانے پر کسی طرح تیار نہیں تھے۔ مجھے اندیشہ تھا کہ یہ عجیب نقش اگر شائع نہ ہوسکا تو آئندہ دنیا سے اسی طرح معدوم ہو جائے گا۔ جس طرح حکماء کے بہت سے مجرّب اور بے مثال نسخے نابود ہو چکے ہیں۔ صرف کتابوں میں اور لوگوں کی زبانوں پر ان کی کہانیاں باقی رہ گئی ہیں۔

نقشِ مرکّب ذاتُ الوجہینْ

۲۶	۱۲	۷	۶	۱
۲۶	۵	۹	۲	۱۰
۲۶	۳	۴	۱۱	۸
کل میزان ۷۸	۲۰	۲۰	۱۹	۱۹

کل میزان ۷۸

نقشِ مرکب ذات الوجہین

یہ نقش اسم الٰہی یا حکیم سے تعلق رکھتا ہے مساحت کے لحاظ سے اس نقش کے کل اعداد ۷۸ ہوتے ہیں۔ اس کے عدد تفریق ۶۶ ہیں۔

نقش مرکب ذات الوجہین کے پُر کرنے کا طریقہ مطلوبہ اعداد میں سے ۶۶ عدد گھٹا دیں اور باقی کو ۱۲ پر تقسیم کر دیں حاصل تقسیم کو خانۂ اوّل میں رکھکر مقررہ چال سے نقش پُر کریں۔

کسر:۔ تقسیم کے بعد اگر کسر واقع ہو تو اس کو ذہن میں رکھیں چونکہ مطلوبہ اعداد کو ۱۲ سے تقسیم کرنا ہوتا ہے اس لئے کسر ایک سے لیکر ۱۱ تک ہو سکتی ہے۔

کسر کی تفصیل:۔ اگر ایک باقی رہے تو بارہویں خانہ میں اضافہ ہوگا جیسے مطلوبہ اعداد ۳۷۹ ہیں ۶۶ گھٹا کر ۱۲ پر تقسیم کیا تو ایک باقی بچا اگر ۲ باقی بچیں تو گیارہویں خانہ میں اضافہ ہوگا۔ جیسے کل عدد ۳۸۰ ہیں ۶۶ گھٹا کر ۱۲ پر تقسیم کیا تو ۲ باقی بچے ● ایسے ہی اگر کل عدد ۳۸۱ ہیں ۶۶ گھٹا کر باقی کو ۱۲ پر تقسیم کیا تو ۳ باقی بچے تو دسویں خانہ میں اضافہ ہوگا۔ ● اگر کل عدد ۳۸۲ ہیں ۶۶ عدد تفریق نکلے اور باقی اعداد کو ۱۲ پر تقسیم کیا تو نویں خانہ میں اضافہ ہوگا۔ ● اگر کل عدد ۳۸۳ ہیں ۶۶ عدد تفریق کے بعد جب ۱۲ پر تقسیم کیا تو ۵ باقی بچے۔ لہذا آٹھویں خانہ میں اضافہ ہوگا۔ ● اور اگر کل عدد ۳۸۴ ہیں عدد تفریق گھٹا کر جب ۱۲ پر تقسیم کیا تو ۶ باقی بچے اسلئے ساتویں خانہ میں اضافہ ہوگا۔ ● ایسے ہی اگر کل عدد ۳۸۵ ہیں (جو حروف مقطعات کے مخصوص اعداد ہیں) ان میں سے ۶۶ گھٹا کر جب ۱۲ پر تقسیم کیا تو ۷ باقی بچے لہذا چھٹے خانہ میں اضافہ ہوگا علی ھذا القیاس ۳۸۶ میں جب یہ عمل جاری کیا تو ۸ باقی بچے لہذا خانۂ ۵ میں اضافہ ہوگا۔ ● ۳۸۷ میں اجرائے عمل کے بعد ۹ باقی بچتے ہیں لہذا خانہ ۴ میں اضافہ ہوگا۔ اور ۳۸۸ میں تفریق و تقسیم کے بعد دس باقی بچتے ہیں اسلئے خانہ ۳ میں اضافہ ہوگا۔ اور جب رقم ۳۸۹ ہو تو تفریق اور تقسیم کے بعد گیارہ بچیں گے اس لئے دوسرے خانہ میں اضافہ ہوگا۔

نوٹ :۔ کسر ایک ہو یا دو، تین ہو یا چار یا اس سے زائد اسکو کسر کے خانے میں صرف ایک ہی کا اضافہ کرنا ہوتا ہے

نقش مرکب ذات الوجہین کی صوری خصوصیات

یہ نقش تین لائنوں پر مشتمل ہے اور ہر لائن میں چار خانے ہیں جو اس کے مربع ہونے کی واضح نشاندہی کرتے ہیں مگر اوپر سے نیچے تین تین خانے ہیں۔ جو اسکے مثلث ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا ایک پہلو سے یہ نقش مربع ہے اور دوسرے پہلو سے مثلث۔ گویا مثلث و مربع کے مجموعہ کی شان اس نقش سے نمایاں ہے۔

یہ نقش مساحت کے لحاظ سے مکمل ہے ہم نے مثلث کی تشریح میں بتایا ہے کہ نقش حوا (پندرہ کا نقش) کے ایک ضلع کی میزان ۱۵ ہوتی ہے لیکن اگر تینوں ضلعوں کے مجموعی اعداد لیتے ہیں تو جوڑ ۴۵ آتا ہے

یہ نقش اسقدر سادہ اور پرکار ہے کہ اس کے ایک ضلع کی میزان معتبر نہیں ہے جب تک تینوں ضلعوں کے مجموعی اعداد نہ لے لئے جائیں۔

اسی طرح اگر اوپر سے نیچے کے لحاظ سے میزان معلوم کرنی ہے تو چاروں ضلعوں کو جمع کر لیجئے مطلوبہ اعداد نکل آئیں گے۔

اوپر ذات الوجہین کا طبعی نقش اسی لئے پہلے لکھدیا ہے کہ عملاً اس کو ملاحظہ فرمالیا جائے۔

نقش ذات الوجہین کی معنوی خصوصیات

اس نقش کی خصوصیت یہ ہے کہ بعض حالات میں جب کوئی نقش کام نہیں کرتا، یہ نقش اپنے کرشمے دکھاتا ہے۔ اگر وقت کا استخراج کا لحاظ کرتے ہوئے پوری شرائط کے ساتھ اس نقش کے مطابق کوئی وضعی نقش پُر کیا جائے تو بسا اوقات ایک ہی نقش سے کایا پلٹ ہو جاتی ہے۔ بعض خاص امراض میں اس نے مسیحائی اعجاز دکھایا ہے۔

نقشِ مرکّب ذاتُ الوجہین (مرکّب دو آتشہ)

	مُحِیطٌ ۶۷	(بِکُلِّ شَیْءٍ)		هُوَ ۱۱	
حمعسق ۲۶	۱۳	۷	۶	۱	نقش
حمعسق ۲۶	۵	۹	۲	۱۰	(یا) حَکِیمُ
حمعسق ۲۶ ۷۸	۳	۴	۱۱	۸	۷۸
	۳۰ وَدُودٌ	۳۰ (یا) ھَادِیُ	۱۹ صَمَدٌ	۱۹ (یا) وَاحِدُ	

نقشِ مرکّب ذاتُ الوجہین

- دراصل یا حَکِیمُ (اسمِ الٰہی) کے اعداد کا حامل ہے۔ جس کے کل اعداد ۷۸ ہیں۔ نقش کے مجموعی اعداد بھی ۷۸ ہیں۔
- آیۂ کریمہ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیطٌ ۝ (وہ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے) ھُوَ ذات خداوندی کی طرف راجع ہے۔ مُحِیطٌ اس کی صفت عظیم پر دلالت کرتا ہے۔ درمیان میں وضاحتی فقرہ ہے۔ جو مُحِیطٌ سے متعلق ہے، ذات اور صفت پر دلالت کرنے والے دونوں کلموں کے اعداد ۷۸ ہیں۔
- نقش کو دائیں سے بائیں ملاحظہ فرمائیں۔ تین مختصر سطروں پر مشتمل ہے ہر سطر ایک ضلع کہلاتی ہے۔ جس کی میزان ۲۶ ہے۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ کے اعداد جمل کبیر ۲۷۸ ہیں۔ چونکہ نقش صرف اکائی دہائی پر مشتمل ہے۔ اس لئے اس پہلو کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر سیکڑہ کو نظر انداز کر دیا جائے تو باقی ۷۸ ہی اعداد رہ جاتے ہیں جو نقش کے مجموعی اعداد ہیں۔

نیز حٰمٓ عٓسٓقٓ کے اعداد جمل صغیر صرف ۲۶ ہیں۔ دائیں سے بائیں ہر ضلع کی میزان بھی ۲۶ ہے۔ اس طرح نقش کی تینوں سطروں میں سے ہر سطر میں

حٰمٓ عٓسٓقٓ پوشیدہ ہے اور ۲۶ کا عدد اس کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے۔

حٰمٓ ٥ عٓسٓقٓ

	ح	م	ع	س	ق	میزان
جمل کبیر	ح	م	ع	س	ق	میزان
	۸	۴۰	۷۰	۶۰	۱۰۰	۲۷۸
جمل صغیر	ح	م	ع	س	ق	میزان
	۸	۴	۷	۶	۱	۲۶

٥ نقش کو اوپر سے نیچے ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں بجائے تین ضلعوں کے چار ضلعے ملتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ موقع جمل صغیر کے اعتبار سے اعداد نکالنے کا نہیں ہے بلکہ جمل کبیر کے لحاظ سے یہاں اعداد نکالے جائیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ہر ضلع کی میزان جس اسم الٰہی کی طرف اشارہ کر رہی ہے وہاں ابجد کا عام قاعدہ جاری ہوگا۔

٥ پہلے ضلع کی میزان ۱۹ ہے جو (یا) وَاحِدُ کے اعداد ہیں — دوسرے ضلع کی میزان بھی ۱۹ ہے یہ ھُدٰی کے اعداد بھی ہیں۔ اس لئے اس ضلع کی میزان کو ھُدٰی کا مدلول قرار دیا گیا ہے۔ تیسرے ضلع کی میزان بیس ۲۰ ہے۔ جو (یا) ھَادِی کے اعداد ہیں — چوتھے ضلع کی میزان بھی ۲۰ ہے۔ یہ ھَادِی کے علاوہ وَدُوْدُ کے بھی اعداد ہیں۔ اس لئے آخری ضلع میں وَدُوْدُ کو ترجیح دی گئی۔

نقش مرکب ذات الوجہین
یا خدا کے حضور مناجات

یہ نقش جو مرکب ذات الوجہین کے نام سے موسوم ہے، اپنے اعدادی نتائج کے

لحاظ سے بالکل انوکھے انداز میں خدا کے حضور ایک قسم کی (مخفف) مناجات ہے دائیں سے بائیں اعداد کا مجموعہ ۲۶ ہے جو یَاحٰمٓ عٓسٓقٓ کے عدد جمل صغیر ہیں۔

حضرت علیؓ اپنی مہمات میں جب خدا سے مناجات کرتے تھے تو خدا کو یَاکٓھٰیٰعٓصٓ۔ یاحٰمٓ عٓسٓقٓ سے پکارتے تھے۔ چونکہ نقش کی یہ تین سطریں یاحٰمٓ عٓسٓقٓ پر مشتمل ہیں۔ گویا بندہ جب نقش کی یہ تین سطریں پڑھتا ہے تو حضرت علیؓ کے انداز پر تین بار خدا کو پکارتا ہے اور راز دل کہنا چاہتا ہے مگر یہ سوچ کر وہ دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔ اور ہمارے مقصود و مدعا سے بخوبی واقف ہے۔ اس لئے صرف اپنے خدا کو پکار پکار کر رہ جاتا ہے۔

اُوپر سے نیچے چار ضلعے ہیں۔ پہلے ضلع کے اعداد ۱۹ ہیں جو یَاوَاحِدُ پر دال ہیں اور دوسرے ضلع کے اعداد بھی ۱۹ ہیں جو ھُدًی پر دلالت کرتے ہیں گویا بندہ جب مناجات کر کے اوپر سے نیچے اترتا ہے تو خدا کو اس کے ایک خاص صفاتی نام کے ساتھ پھر پکارتا ہے۔ جس میں اس کو اس کی صفتِ یکتائی کا واسطہ دیتا ہے کہ میری جملہ مہمات اور زندگی کی ساری تگ و دو صرف تیرے ایک ہی سہارے کے مرہونِ منت ہے۔ اسلئے میں تیرا در چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ تیرے سوا میرا کوئی بھی تو نہیں ہے۔ زندگی کا کوئی معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا تیری رہنمائی کے بغیر حل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تو میری رہبری فرما۔ میری دستگیری فرما۔ میرے لئے شمع ہدایت روشن کر دے تاکہ میں اپنی منزلِ مقصود تک پہونچ سکوں۔

تیسرا خانہ یَاھَادِیُ کا ہے اور چوتھا وَدُوْدٌ کا۔ اس میں بندہ

اپنے خدا سے الحاح وزاری کے ساتھ پھر کہتا ہے۔ اے زندگی کے تمام معاملات میں راہ دکھانے والے تو مجھ سے ناراض مت ہو۔ تو مجھ سے راضی ہوجا۔ مجھ پر محبت کی نظر فرما۔ تیری ذات رَدُوْد ہے اپنی اس صفت کا کچھ حصّہ مجھے بھی بخش دے۔

حقیقت یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز تیری مٹھی میں ہے تیری ذات ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ (وَھُوَ بِکُلِّ شَیءٍ مُحِیط o)

ذاتِ حکیم اور اس کی قدرت کے جلوے

اس نقش میں ایک فرماں بردار بندہ کی طرح ہمیں اپنے خدا سے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا مگر اس نے خدا سے کیا مانگا۔ اور خدا کو کیا دینا ہے۔ بندہ جب اپنے خدا سے الحاح وزاری کے ساتھ دعا کرتا ہے تو وہ ضرور قبول کرتا ہے اور اس کی پریشانی اور مصیبت دُور کر دیتا ہے۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ o (قرآن)

نیز حدیث میں ہے کہ "بندہ اپنے خدا سے مانگ کر کبھی محروم نہیں ہو سکتا" یہ الگ بات ہے کہ دنیا کی زندگی جو پوری زندگی کا ایک معمولی سا حصّہ ہے وہ اسی زندگی میں دیتا ہے، یا زندگی کے باقی حصّہ میں اس کا اجر دے گا (یعنی مرنے کے بعد والی زندگی میں)، وہ حکیم ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس کو کتنا اور کہاں دینا ہے اور کب دینا ہے۔ اس کا فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے مگر اس داتا کے در سے کوئی محروم نہیں ہوتا۔

نظامِ کائنات میں ہر طرف اس کی حکمتوں کے جلوے بکھرے پڑے ہیں ہماری گرد و پیش کی دنیا میں جو مناظر ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں ان میں خدا نے یکسانی

نہیں رکھی، جس طرف نظر ڈالئے آپ کو تنوع اور رنگا رنگی ملے گی کچھ چیزیں ہم پسند کرتے ہیں کچھ ناپسند۔ اس عظیم الشان کائنات کا نظام چلانے میں کہاں کس چیز کی ضرورت ہے، ہماری عقل کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکتی۔

اس نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کے ساتھ شیطان کو۔ اس نے گلاب پیدا کئے اس کے ساتھ کانٹے کیوں پیدا کر دیے؟ اس نے روشنی پیدا کی مگر تاریکی کیوں پیدا کی؟۔ انسان کو جو علم اور عقل کا حصہ ملا ہے وہ بہت تھوڑا ہے۔ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○ اتنا معمولی سا علم اور اتنی چھوٹی سی عقل ان گہرائیوں تک نہیں پہونچ سکتی۔

بہرکیف انسان اپنی عقل و فہم سے، اپنے علم سے پوری طرح اس گتھی کو نہیں سلجھا سکتا۔ ہم نے خدا سے ایک چیز طلب کی مگر ہمارے حق میں اس کو کیا منظور ہے منظور ہے یا نہیں؟ یہ بات اسی حکیم کے حوالہ کرنے کی ہے۔ غرض ہر ہر بات میں اس کی بے شمار حکمتیں پنہاں ہیں۔ وہ حکیم ہے حکمت و دانائی کے ساتھ وہ اس عظیم الشان نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

اسی لئے خدا کا صفاتی نام حَكِيْمُ ہے (گہرائیوں کا جاننے والا)

حَكِيْمُ کے اعداد ۷۸ ہیں۔ مجموعہ اعداد کے لحاظ سے نقش مرکب و ذات او جہین یا حَكِيْمُ کا ہے۔

نقش مرکّب ذات الوجہین کی بارہ چالیں

مرکّب ذات الوجہین کی بارہ چالیں ہیں، ہر چال یا رفتار مختلف مواقع پر کام آتی ہے۔ نیز ہر رفتار کا الگ الگ نام ہے۔ جس سے رفتار یاد رکھنے میں آسانی رہتی ہے۔

قدیم عاملین نے آتشی، خاکی، بادی اور آبی کے نام بھی اسی لئے تجویز کئے تھے تاکہ نقش کی رفتار یاد رکھی جاسکے۔ نیز نام تجویز کرنے کیلئے انھوں نے نقش کے نام اور انسان کے مابین کوئی نہ کوئی مناسبت بھی ڈھونڈ نکالی ہے۔

نقش کے ناموں میں مناسبت کا لحاظ!

نقش انسان کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے۔ اور انسان کی ترکیب میں بڑے بڑے چار عناصر ہیں۔ آگ، مٹی، پانی، ہوا۔ اس مناسبت کا لحاظ کرتے ہوئے نقوش کی چار قسمیں کر دی گئیں۔ آتشی، خاکی، بادی، آبی۔ مگر اس کے علاوہ قدرت نے انسان میں اور بھی بہت سے عناصر رکھے ہیں۔ مثلاً حدید (لوہا)، ضاد (تانبا)، رصاص (سیسہ) کبریت (گندھک) نورہ (چونا) سیماب (پارہ) وغیرہ طب جدید نے اب تک کی تحقیق میں ۱۰۵ عناصر تک انسان کے اندر پائے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ ابھی مزید تحقیق کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ مرکّب ذات الوجہین کی مزید رفتاروں کے لئے انسان میں پائے جانے والے دیگر عناصر کی مناسبت سے کچھ اور نام تجویز کئے گئے۔

یہی طریقہ ہے جس سے نقش کی مختلف چالیں یاد رکھی جاسکتی ہیں۔ جس جگہ جو رفتار (چال) موافق آجائے اس کو بیس بنالیں اور اس بیس پر بہت سے نقوش وضع کر کے کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے اس کے بعد بھی دوسری

چالوں کا تجربہ کرتا رہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے حق میں دوسری کوئی اور چال زیادہ مفید ثابت ہو جائے:

نقش مرکّب ذات الوجہین

نقش طبعی آتشی

برائے استقرارِ حمل

۱۲	۷	۶	۱
۵	۹	۲	۱۰
۳	۴	۱۱	۸

نقش طبعی بادی

برائے دفعِ خواب بد

۵	۹	۲	۱۰
۲	۷	۶	۱
۳	۴	۱۱	۸

نقش طبعی آبی

برائے دفع غیظ و غضب

۱۰	۲	۹	۵
۱۰	۶	۷	۱۲
۸	۱۱	۴	۳

نقش طبعی خاکی

برائے مغلوبی دُشمن

۱۰	۶	۷	۱۲
۱۰	۲	۹	۵
۸	۱۱	۴	۳

حروفِ مقطعات کے وضعی نقوش

نقش وضعی آتشی (دفع سحر و آسیب) نقش وضعی بادی (دفع جنون)

۲۸۸	۲۸۳	۲۸۲	۲۷۶
۲۸۰	۲۸۵	۲۷۷	۲۸۶
۲۷۸	۲۷۹	۲۸۷	۲۸۴

۲۸۰	۲۸۵	۲۷۷	۲۸۶
۲۸۸	۲۸۳	۲۸۲	۲۷۶
۲۷۸	۲۷۹	۲۸۷	۲۸۴

نقش وضعی آبی (دفع آفات) نقش وضعی خاکی (دفع خوف)

۲۸۶	۲۷۷	۲۸۵	۲۸۰
۲۷۶	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۸
۲۸۴	۲۸۷	۲۷۹	۲۷۸

۲۷۶	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۸
۲۸۶	۲۷۷	۲۸۵	۲۸۰
۲۸۴	۲۸۷	۲۷۹	۲۷۸

نقشِ حدید طبعی
(برائے اِمساک)

۳	۴	۱۱	۸
۵	۹	۲	۱۰
۱۲	۷	۶	۱

نقش صاد طبعی
دفع کثرتِ حیض

۸	۱۱	۴	۳
۱۰	۲	۹	۵
۱	۶	۷	۱۲

نقش رصاص طبعی
(دفع کثرتِ احتلام)

۱۲	۱	۷	۶
۵	۱۰	۹	۲
۳	۸	۴	۱۱

نقش سیماب طبعی
(مقہوری اعداء)

۶	۷	۱	۱۲
۲	۹	۱۰	۵
۱۱	۴	۸	۳

حروفِ مقطعات کے وضعی نقوش

نقشِ حدید وضعی (حلِ مہمات)

۲۸۴	۲۸۷	۲۷۹	۲۷۸
۲۸۶	۲۷۷	۲۸۵	۲۸۰
۲۷۶	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۸

نقش صاد وضعی (دفع دشمن)

۲۷۸	۲۷۹	۲۸۷	۲۸۴
۲۸۰	۲۸۵	۲۷۷	۲۸۶
۲۸۸	۲۸۳	۲۸۲	۲۷۶

نقشِ رصاص وضعی (حفظ وامان)

۲۸۲	۲۸۳	۲۷۶	۲۸۸
۲۷۷	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۰
۲۸۷	۲۷۹	۲۸۴	۲۷۸

نقشِ سیماب وضعی محبتِ زوجین

۲۸۸	۲۷۶	۲۸۳	۲۸۲
۲۸۰	۲۸۶	۲۸۵	۲۷۷
۲۷۸	۲۸۴	۲۷۹	۲۸۷

نقشِ سیمیں طبعی

(دفع جنون وخفقان)

۵	۱۰	۹	۲
۱۲	۱	۷	۶
۳	۸	۴	۱۱

نقشِ زرّیں طبعی

(محافظ صحت)

۲	۹	۱۰	۵
۶	۷	۱	۱۲
۱۱	۴	۸	۳

نقشِ کبریت طبعی

(دفع مرض جذام وبرص)

۲	۹	۱۰	۵
۱۱	۴	۸	۳
۶	۷	۱	۱۲

نقشِ نورہ طبعی

(دفع نکسیر)

۲	۱۰	۹	۵
۱۱	۸	۴	۳
۶	۱	۷	۱۲

حروفِ مقطعات کے وضعی نقوش

نقشِ سیمیں وضعی

(زیادتی علم)

۲۸۰	۲۸۶	۲۸۵	۲۷۷
۲۸۸	۲۷۶	۲۸۳	۲۸۲
۲۷۸	۲۸۴	۲۷۹	۲۸۷

نقشِ زرّیں وضعی

(کشائشِ رزق)

۲۷۷	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۰
۲۸۲	۲۸۳	۲۷۶	۲۸۸
۲۸۷	۲۷۹	۲۸۴	۲۷۸

نقش کبریت وضعی

(جلدی امراض)

۲۸۰	۲۸۶	۲۸۵	۲۷۷
۲۷۸	۲۸۴	۲۷۹	۲۸۷
۲۸۸	۲۷۶	۲۸۳	۲۸۲

نقش نورہ وضعی

(جملہ دفع امراض)

۲۸۰	۲۸۵	۲۸۶	۲۷۷
۲۷۸	۲۷۹	۲۸۴	۲۸۷
۲۸۸	۲۸۳	۲۷۶	۲۸۲

نقش مخمس، مسدس اور مسبع وغیرہ کے فوائد

مختلف مقاصد میں مختلف نقوش اور ان کی مخصوص چالیں کام میں آتی ہیں۔ بعض اوقات نقش کی قسم یا اس کی چال بدلنے سے عمل بہت جلد مؤثر ہو جاتا ہے عاملین کا خیال ہے بعض مواقع میں مسدس، مسبع وغیرہ کا استعمال ہی مفید و مؤثر ہوتا ہے نقش کی دوسری قسمیں وہاں کام نہیں کرتیں۔

میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ مرکب دو آتشہ نقش، مخمس، مسدس وغیرہ جیسی تمام قسموں سے بے نیاز کر دیتا ہے اگر عامل مثلث، مربع اور مرکب دو آتشہ نقوش سے واقف ہے اور قاعدے میں ان سب کی زکوٰۃ ادا کر چکا ہے تو پھر کسی اور قسم کا محتاج نہیں رہتا البتہ اصولی اعتبار سے مخمس کی زکوٰۃ بھی ادا کر لی جائے تو بہتر ہے کیونکہ اس کے بعد پھر کسی نقش کی زکوٰۃ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

البتہ عامل کے لئے نقوش کی جملہ اقسام سے واقفیت ضروری ہے اس لئے ہم ترتیب وار یہ سب قسمیں پیش کر رہے ہیں۔

نقشِ مخمّس (۵ × ۵)

یہ نقش اسم الٰہی دیانُ (نگہبان، محاسب) تعلق رکھتا ہے مخمس طبعی کے کل اعداد ۶۵ ہوتے ہیں۔ یہ فرد الفرد نقش ہے اس کے عدد تفریق ۶۰ ہیں یہ نقش منسوب بہ زہرہ ہے۔

مخمّس پُر کرنیکا طریقہ

مطلوبہ اعداد سے ۶۰ عدد گھٹا دیں اور باقی کو ۵ پر تقسیم کر دیں۔ حاصل تقسیم کو خانۂ اوّل میں رکھکر مقررہ چال سے نقش پر کریں۔

کسُر

تقسیم کے بعد اگر کسر واقع ہو تو اس کو ذہن میں رکھیں۔ ایک کسر ہو تو خانہ ۲۱ میں اور دو کسر ہو تو خانہ ۱۶ میں اور تین کسر ہو تو خانہ ۱۱ میں اور چار کسر ہو تو خانہ ۶ میں صرف ایک کا اضافہ کر دیں۔

کسر یاد رکھنے کا آسان طریقہ

نقش مخمس کے ہر ضلع میں ۵ خانے ہیں اس طرح پورے نقش میں کل خانے ۲۵ ہوتے ہیں ہم بتا چکے ہیں کہ مطلوبہ اعداد میں سے ۶۰ عدد گھٹائے جاتے ہیں اور باقی کو ۵ پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

تقسیم کے بعد اگر ایک باقی بچے ۲۵ خانوں پر ۵ کا پہاڑہ پڑھئے اور چار تک پہونچ کر رک جایئے جیسے ۵ چوک ۲۰ اب سمجھ لیجئے کہ اگلا خانہ ۲۱ کا ہے جو ایک کسر کیلئے مخصوص ہے اور اگر ۲ باقی بچے ہیں تو ۲۱ میں سے ۵ گھٹا دیجئے سولواں خانہ آجائے گا یہ ۲ کسر کے لئے ہے۔ اور تین باقی بچے ہیں تو ۱۶ میں سے ۵ گھٹا یئے خانہ ۱۱ آجائے گا۔ یہ تین کسر کے لئے ہے اور چار باقی بچے ہیں تو اب ۱۱ میں سے ۵ گھٹا دیجئے خانہ ۶ آجائے گا یہ چار کسر کے لئے ہے۔

نوٹ :۔ کسر ایک ہو یا دو، تین، چار ہو کسر کے خانے میں صرف ایک

ہی کا اضافہ کرنا ہوتا ہے۔

مخمس طبعی

۷	۱۳	۱۹	۲۵	۱
۲۰	۲۱	۲	۸	۱۴
۳	۹	۱۵	۱۶	۲۲
۱۱	۱۷	۲۳	۴	۱۰
۲۴	۵	۶	۱۲	۱۸

خاصیت:۔ یہ نقش تسخیر محبوب میں خوب کام دیتا ہے بشرطیکہ طالب و مطلوب کا صحیح نام مع والدہ، آیات مناسبہ اور دیگر ملزومات کو ملحوظ رکھ کر نقش پُر کیا جائے۔

حروفِ مقطعات کا وضعی نقش

۶۷۱	۶۷۷	۶۸۳	۶۸۹	۶۶۵
۶۸۴	۶۸۵	۶۶۶	۶۷۲	۶۷۸
۶۶۷	۶۷۳	۶۷۹	۶۸۰	۶۸۶
۶۷۵	۶۸۱	۶۸۷	۶۶۸	۶۷۴
۶۸۸	۶۶۹	۶۷۰	۶۷۶	۶۸۲

خاصیت:۔ اس نقش کو جمعہ کے دن زعفران و گلاب سے لکھے اور آبِ نہر جاری سے دھو کر نہار منہ کسی میٹھی چیز میں ملا کر سات جمعہ تک استعمال کرے بے حد محبت پیدا ہو۔

نقشِ مقطعات

حفاظتِ مکان و تحفظِ اشیاء

۱	۱۱۳۲	۱۱۲۶	۱۱۱۹	۷
۱۱۲۰	۸	۲	۱۱۲۸	۱۱۲۷
۱۱۲۹	۱۱۲۳	۱۱۲۱	۹	۳
۱۰	۴	۱۱۳۰	۱۱۲۴	۱۱۱۷
۱۱۲۵	۱۱۱۸	۶	۵	۱۱۳۱

مخمس کھیٰعٓصٓ

ک ۲۰	ھ ۵	ی ۱۰	ع ۷۰	ص ۹۰
ع ۷۰	ص ۹۰	ک ۲۰	ھ ۵	ی ۱۰
ھ ۵	ی ۱۰	ع ۷۰	ص ۹۰	ک ۲۰
ص ۹۰	ک ۲۰	ھ ۵	ی ۱۰	ع ۷۰
ی ۱۰	ع ۷۰	ص ۹۰	ک ۲۰	ھ ۵

خاصیت

مخمس کھیٰعٓصٓ مضطرب الحال کیلئے اکسیر ہے

طریقہ

۱۹۵ مرتبہ روزانہ چالیس یوم تک اس اسم کو پڑھے اور یہ نقش ساعتِ سعد میں لکھ کر پاس رکھے انشاء اللہ مقصود حاصل ہوگا

مخمس حمعسق

عقد اللسان

ح ۸	م ۴۰	ع ۷۰	س ۶۰	ق ۱۰۰
۶۱	۱۰۱	۹	۳۶	۷۱
۳۷	۶۷	۶۲	۱۰۲	۱۰
۱۰۳	۱۱	۳۸	۶۸	۵۸
۶۹	۵۹	۹۹	۱۲	۳۹

خاصیت:۔ دشمن کی زبان بندی کے لئے بہت مفید ہے اس نقش کو سرخ رنگ کے باریک کاغذ پر لکھیں اور تعویذ بناکر تالا میں رکھیں اور تالا بند کرکے کسی تاریک کنوئیں ڈالدیں چند دن نہیں گذریں گے کہ دشمن کے منہ پر تالا لگ جائے گا۔

مخمس نقش پُر کرنے کے اور آسان طریقے

مندرجہ ذیل قواعد کے ساتھ بھی اس نقش کو پُر کیا جاسکتا ہے۔

- اعداد مطلوبہ سے ۴۱ عدد گھٹادیں باقی کو ۴ پر تقسیم کریں۔ حاصل تقسیم کو چھٹے خانہ میں رکھیں اور مقررہ چال سے نقش پُر کریں۔
- اعداد مطلوبہ سے ۳۲ عدد گھٹادیں باقی کو تین پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۱۱ میں رکھکر نقش بھر لیں۔
- اعداد مطلوبہ سے ۳۳ عدد گھٹا کر باقی کو دو پر تقسیم کرلیں حاصل تقسیم کو خانہ ۱۶ میں رکھیں اور مقررہ چال سے نقش پُر کرلیں۔

کسر:- ان سب قواعد میں کسر کے لئے قانون وہی رہے گا جو مخمس کی کسر کے لئے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

قاعدہ بلا کسر:- مخمس نقش پُر کرنے کا ایک اور طریقہ ہے اس قاعدہ میں کسر نہیں آتی۔

اعداد مطلوبہ سے ۴۴ عدد گھٹا دیں اور بغیر کسی تقسیم کے باقی اعداد کو خانہ ۲۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

نقش مُسدّس (۶ × ۶)

مسدس طبعی کے کل اعداد ۱۱۱ ہوتے ہیں عدد تفریق ۱۰۵ ہیں۔ یہ نقش شرف شمس کی جانب منسوب ہے۔

مسدس پر کرنے کا طریقہ اعداد مطلوبہ میں سے ۱۰۵ عدد گھٹا دیں، باقی کو ۶ پر تقسیم کر دیں۔ حاصل تقسیم کو خانۂ اوّل میں رکھکر نقش پُر کریں۔

کسر ایک کسر ہو تو خانۂ ۳۱ میں ایک بڑھا دیں اور دو کسر ہو تو خانۂ ۲۵ میں اور تین کسر ہو تو خانۂ ۱۹ میں چار کسر ہو تو خانۂ ۱۳ میں اور ۵ کسر ہو تو خانۂ ۷ میں ایک کا اضافہ کر دیں۔

۱۲	۱۹	۳۰	۳۱	۱۸	۱
۱۳	۳۳	۱۱	۲	۲۸	۲۴
۲۹	۳	۱۴	۲۳	۱۰	۳۲
۴	۲۷	۱۵	۲۲	۳۴	۹
۱۷	۸	۳۵	۲۶	۵	۲۰
۳۶	۲۱	۶	۷	۱۶	۲۵

خاصیت:۔ اگر شیر کی کھال پر جمعہ کے دن بعد طلوع آفتاب اس نقش کو لکھکر اپنے پاس رکھے تو قوت مجامعت میں غیر معمولی اضافہ پیدا ہو۔
یہ نقش سَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی میں اَعْلٰی سے ماخوذ ہے جو خدا کی صفت ہے اور جس کے عدد ۱۱۱ ہیں۔

نقش مُسَدّس پُر کرنے کے مزید قواعد

مسدس نقش پُر کرنے کے اور بھی کئی طریقے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

- کل اعداد میں سے ۷۶ عدد گھٹا دیئے جائیں باقی اعداد کو ۵ پر تقسیم کر کے حاصل تقسیم کو خانہ ۱ کے میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- مطلوبہ اعداد سے ۹۵ عدد کم کر دیں باقی اعداد کو چار پر تقسیم کریں۔ حاصل تقسیم کو خانہ ۱۳ میں رکھکر نقش پُر کریں:
- کل اعداد سے ۸۴ عدد کم کر دیں باقی اعداد کو ۳ پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۱۹ میں رکھکر نقش کو پُر کریں۔
- کل اعداد سے ۶۱ عدد کم کر دیں باقی اعداد کو دو پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۲۵ میں رکھ کر نقش پُر کریں۔

کسر:۔ مُسَدّس کی کسر کیلئے جو قانون پہلے لکھا جا چکا ہے ہر قاعدہ میں اسی کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

قاعدہ بلا کسر

اعداد مطلوبہ سے ۸۰ عدد گھٹا دیں اور باقی اعداد بغیر کسی تقسیم کے خانہ ۳۱ میں رکھ کر نقش پُر کرلیں۔

نقشِ مُسبّع (۷×۷)

یہ نقش یَالَطِیفُ یَادَلِیُّ اسمائے حسنیٰ کا نقش ہے۔ یہ فردالفرد نقش کی قسم ہے۔ اور شرف مریخ سے تعلق رکھتا ہے۔

مسبّع طبعی کے کل اعداد ۱۷۵ ہوتے ہیں اس کے عدد تفریق ۱۶۸ ہیں

مسبّع پُر کرنے کا طریقہ:

مطلوبہ اعداد سے ۱۶۸ عدد گھٹادیں اور باقی کو ۷ پر تقسیم کردیں۔ اگر کسر واقع ہو تو مندرجہ ذیل طریقہ کے مطابق عمل کریں۔

نقشۂ کسر

کسر کی مقدار	خانہ کسر
۱	۴۳
۲	۳۶
۳	۲۹
۴	۲۲
۵	۱۵
۶	۸

۱	۴۹	۴۱	۳۳	۲۵	۱۷	۹
۱۸	۱۰	۲	۴۳	۴۲	۳۴	۲۶
۳۵	۲۷	۱۹	۱۱	۳	۴۴	۳۶
۴۵	۳۷	۲۹	۲۸	۲۰	۱۲	۴
۱۳	۵	۴۶	۳۸	۳۰	۲۲	۲۱
۲۳	۱۵	۱۴	۶	۴۷	۳۹	۳۱
۴۰	۳۲	۲۴	۱۶	۸	۷	۴۸

خاصیت: یہ نقش قوتِ باہ کی کمزوری، امراض جسمانی سے شفابخشی کی تاثیر کا حامل ہے۔ ہفتہ کے دن بوقتِ اشراق اس نقش کو گلاب و زعفران سے نیلے کاغذ پر لکھ کر پاس رکھیں۔

● **برائے ہضم طعام:** پیر اور جمعرات کو آب رواں سے دھو کر پئیں۔

۴۰ دن کا یہ عمل کیا جائے۔

- برائے تسخیرِ محبوب: رجب کی ۷ تاریخ کو گلاب و زعفران اور مشک سے تعویذ لکھکر تیار کر لیا جائے۔ بوقت ضرورت محب و محبوب کے نام مع والدہ نقش کے نیچے لکھکر مرغی کے انڈے میں رکھدیں اور پھر آٹے سے اس انڈے کا منہ بند کر دیں۔ چولہے کے قریب زمین میں گاڑ دیں۔ جس سے ہلکی تپش انڈے کو پہونچتی رہے۔ ۷ ہفتہ کے بعد انڈا نکال کر دریا میں ڈال دیں۔ مطلوب کا دل آتش فراق میں جلنا شروع ہوگا اور وہ ملاقات کیلئے بیتاب ہوجائے گا۔ مجرب ہے۔

مُسبّع نقش پر کرنے کے کئی اور طریقے

یہ نقش بھی متعدد طریقوں سے بھرا جاتا ہے۔

- کل اعداد سے ۱۲۷ عدد کم کر دیں باقی کو ۶ پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۸ میں رکھکر نقش پُر کریں
- کل اعداد سے ۱۰۰ عدد گھٹا دیں باقی کو ۵ پر تقسیم کریں حاصلِ تقسیم کو خانہ ۱۵ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد سے ۸۷ عدد کم کر دیں باقی کو ۴ پر تقسیم کر کے حاصل تقسیم کو خانہ ۲۲ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد سے ۸۸ عدد گھٹا کر باقی کو ۳ پر تقسیم کریں حاصلِ تقسیم کو خانہ ۲۹ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد سے ایک سو تین ۱۰۳ عدد گھٹا دیں باقی کو ۲ پر تقسیم کر کے حاصل تقسیم کو خانہ ۳۶ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

کسر: کسر کے لئے قانون وہی رہے گا جو ہم نے مسبّع نقش کے لئے نقشۂ کسر میں لکھدیا ہے۔

نقش مُسبّع بلاکسر: کل اعداد سے ۱۳۲ عدد گھٹادیں باقی کو خانۂ ۴۳ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

نقش مُثمّن (۸ × ۸)

یہ زوج الزوج نقش ہے۔ اس کے کل اعداد طبعی ۲۶۰ ہیں اور عدد تفریق ۲۵۲ ہوتے ہیں۔

مُثمّن پُر کرنیکا طریقہ مطلوبہ اعداد سے ۲۵۲ گھٹاکر باقی کو ۸ پر تقسیم کریں جو حاصل تقسیم ہو اس کو خانۂ اوّل میں رکھکر نقش پُر کرلیں۔ اگر کسر واقع ہو تو مندرجہ ذیل طریقہ پر عمل کریں۔

یہ نقش مندرجہ ذیل اسمائے الٰہی سے ماخوذ ہے:

یَاعَلِیْمُ یَاعَلِیُّ

۱۱۰ ۱۵۰

۲۶۰

۱۶	۶۲	۳۸	۲۴	۲۵	۴۳	۵۱	۱
۶۱	۲۳	۱۵	۲۷	۴۴	۲	۲۶	۵۲
۲۷	۴۱	۴۹	۳	۱۴	۶۴	۴۰	۲۲
۵۰	۲۸	۴	۴۲	۳۹	۱۳	۳۱	۶۳
۴۷	۵	۲۹	۵۵	۵۸	۲۰	۱۲	۳۴
۶	۵۶	۴۸	۳۰	۱۹	۳۳	۵۷	۱۱
۳۶	۱۰	۱۸	۶۰	۵۳	۲۱	۷	۴۵
۱۷	۳۵	۵۹	۹	۸	۵۴	۴۶	۳۲

نقشۂ کسر

کسر کی مقدار	خانۂ کسر
۱	۵۷
۲	۴۹
۳	۴۱
۴	۳۳
۵	۲۵
۶	۱۷
۷	۹

خاصیت: جب خشک سالی ہو اور قمر برج آبی میں ہو (طالع آبی ہو) تو اس نقش کو لکھکر کسی بلند مقام پر لیجاکر سفید کپڑے میں لٹکا دیں۔ بارش ہوگی اور زراعت میں برکت ہوگی۔

- سفر میں تازہ لکھا ہوا نقش پاس رکھیں تو سفر کی تھکان سے محفوظ رہے۔
- چوپاؤں یا پرندوں کو درد شکم لاحق ہو یا کوئی اور عارضہ ہو تو اس نقش کو گلاب و زعفران سے لکھکر چارے یا دانے میں ملا دیں یا پانی میں ملا کر پلا دیں انشاء اللہ بہت جلد فائدہ ہوگا۔

مُثمّن نقش بھرنے کے متعدد طریقے

نقش مثمن اور بھی کئی طریقوں سے بھرا جا سکتا ہے۔ اس لئے ہم مزید چند قواعد پیش کر رہے ہیں۔

- کل اعداد میں سے ۱۹۷ عدد تفریق کر دیں باقی کو ۷ پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۹ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۱۵۸ عدد گھٹا دیں باقی کو ۶ پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۱۷ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۱۳۵ عدد کم کر دیں باقی کو ۵ پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۲۵ میں رکھیں اور نقش پُر کر لیں۔
- کل اعداد میں سے ۱۲۸ عدد گھٹا دیں باقی کو چار پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۳۳ میں رکھیں اور نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۱۲۷ عدد کم کر دیں باقی کو تین پر تقسیم کریں حاصل

تقسیم کو خانۂ ۴۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

کل اعداد میں سے ۱۶۲ عدد کم کردیں. باقی کو دو پر تقسیم کریں حاصل
تقسیم کو خانۂ ۴۹ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

کسر: مثمن کی کسر کے لئے جو قانون پہلے لکھ دیا ہے اسی کے مطابق تمام قواعد میں عمل کیا جائے۔ نقشۂ کسر ملاحظہ فرمائیں۔

نقش مثمن بلا کسر: کل اعداد میں سے ۲۰۳ عدد کم کردیں باقی کو خانۂ ۵۷ میں رکھیں اور نقش پُر کریں۔

نقش مُتَسّع (۹ × ۹)

یہ فرد الفرد نقش ہے اور شرف زحل سے منسوب ہے کل اعداد ۳۶۹ ہیں اور عدد تفریق ۳۶۰ ہے

مُتَسّع پُر کرنے کا طریقہ: مطلوبہ اعداد سے ۳۶۰ گھٹادیں اور باقی کو نو پر تقسیم کریں. جو حاصل تقسیم ہو اسکو خانۂ اوّل میں رکھ کر نقش پُر کریں۔

اگر کسر واقع ہو تو مندرجہ ذیل طریقہ پر عمل کریں۔

یہ نقش مندرجہ ذیل اسمائے الٰہی سے ماخوذ ہے

یَا رَقِیْبُ   یَا مَجِیْدُ

۵۷   ۳۱۲

۳۶۹

نقشہ کسر

کسر کی تعداد	خانہ کسر
۱	۷۳
۲	۶۴
۳	۵۵
۴	۴۶
۵	۳۷
۶	۲۸
۷	۱۹
۸	۱۰

۱	۴۲	۷۴	۳۴	۶۶	۲۶	۵۸	۱۸	۵۰
۸۱	۳۲	۶۴	۲۴	۵۶	۱۶	۴۸	۸	۴۰
۷۱	۲۲	۶۳	۱۴	۴۶	۶	۳۸	۷۹	۳۰
۶۱	۱۲	۵۳	۴	۴۵	۷۷	۲۸	۶۹	۲۰
۵۱	۲	۴۳	۷۵	۳۵	۶۷	۲۷	۵۹	۱۰
۴۱	۷۳	۳۳	۶۵	۲۵	۵۷	۱۷	۴۹	۹
۳۱	۷۲	۲۳	۵۵	۱۵	۴۷	۷	۳۹	۸۰
۲۱	۶۲	۱۳	۵۴	۵	۳۷	۷۸	۲۹	۷۰
۱۱	۵۲	۳	۴۴	۷۶	۳۶	۶۸	۱۹	۶۰

برائے دفینہ

خاصیت :- جمعہ کی شب میں سیسہ کی لوح پر یہ نقش کندہ کرائیں اور شب جمعہ میں رات کو سرہانے رکھکر سو جائیں۔ انشاءاللہ خواب میں دفینہ معلوم ہو جائے گا۔ یہ عمل تین یا چھ یا نو بار کریں۔

نقش مُتَسّع پُر کرنے کے کئی اور طریقے

یہ نقش مندرجہ ذیل طریقوں سے بھی پُر کیا جا سکتا ہے۔

- کل اعداد میں سے ۲۸۹ عدد گھٹا دیں باقی کو آٹھ پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ دس میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۲۳۶ عدد تفریق کریں۔ باقی کو ۷ پر تقسیم کر کے حاصل تقسیم کو خانہ ۱۹ میں رکھیں اور نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۲۰۱ عدد کم کر دیں باقی کو چھ پر تقسیم کریں۔ حاصل تقسیم کو

خانہ ۲۸ میں رکھ کر نقش پُر کریں۔

- کل اعداد میں سے ۱۸۴ عدد گھٹائیں باقی کو پانچ پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۳۷ میں رکھ کر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۱۸۵ عدد تفریق کریں باقی کو چار پر تقسیم کریں۔ حاصل تقسیم کو خانہ ۴۶ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۲۰۴ عدد کم کریں۔ باقی کو تین پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۵۵ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۲۴۱ عدد تفریق کر کے باقی کو دو پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۶۴ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

کسر } نقش مُتسَبع کی کسر کے لئے جو نقشۂ کسر لکھا جا چکا ہے وہ تمام قواعد میں کام دے گا۔ اس کو ہر قاعدہ میں پیش نظر رکھیں۔

نقش مُتسَبع بلا کسر } کل اعداد میں سے ۲۹۶ عدد کم کر دیں اور باقی کو خانہ ۱ سے ۳ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

اسمائے صفاتی باری تعالیٰ کی پہچان

یہ نام جب معرف باللام (الف لام کے ساتھ) ہوں یا حرفِ ندا ان پر داخل ہو تو یہ خدا کا مخصوص صفاتی نام ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں یہ صفت کے صیغے جہاں جہاں استعمال ہوئے ہیں مُعرّف باللام آئے ہیں۔ مثلاً اَلْاَوَّلُ اَلْاٰخِرُ خدا کا صفاتی نام ہے۔ اسی طرح یا اَوَّلُ یا اٰخِرُ صرف خدا کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ مگر جب مخلوق کے لئے اوّل یا آخر کا استعمال ہو گا تو اس کے شروع میں نہ الف لام لگایا جائے گا۔ اور نہ حرفِ ندا کا کوئی موقع ہو گا بنابریں ہم نے قرآن حکیم کی اتباع کرتے ہوئے ان ناموں کو معرف باللام کیا ہے اور الف لام کے اعداد بھی شامل کئے ہیں۔

اسمائے الٰہی مع اعداد

اعداد	معانی	اسمائے الٰہی	نمبر شمار
۶۶	معبود حقیقی (ذاتی نام)	اَللّٰهُ	۱
۳۲۹	مہربان	اَلرَّحْمٰنُ	۲
۲۸۹	رحمت والا	اَلرَّحِيْمُ	۳
۱۳۱	بادشاہ	اَلْمَلِكُ	۴
۲۰۱	(ہر عیب و نقصان سے) پاک	اَلْقُدُّوْسُ	۵
۱۶۱	سلامتی والا	اَلسَّلٰمُ	۶
۱۶۷	(ہر خوف سے) امن دینے والا	اَلْمُؤْمِنُ	۷
۱۷۶	نگہبان	اَلْمُهَيْمِنُ	۸
۱۲۵	غالب	اَلْعَزِيْزُ	۹
۲۳۷	زبردست، ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والا	اَلْجَبَّارُ	۱۰
۶۹۳	بڑائی والا	اَلْمُتَكَبِّرُ	۱۱
۷۶۲	پیدا کرنے والا	اَلْخَالِقُ	۱۲
۲۴۴	(صفت و خاصیت) پیدا کرنے والا	اَلْبَارِئُ	۱۳
۳۶۷	شکل و صورت بنانے والا	اَلْمُصَوِّرُ	۱۴
۱۳۱۲	بہت بخشنے والا	اَلْغَفَّارُ	۱۵
۳۳۷	سب پر غلبہ پانے والا	اَلْقَهَّارُ	۱۶
۴۵	(بے غرض) بہت بخشش کرنے والا	اَلْوَهَّابُ	۱۷
۳۳۹	رزق دینے والا	اَلرَّزَّاقُ	۱۸

نمبر شمار	اسمائے الٰہی	معانی	اعداد
۱۹	اَلْفَتَّاحُ	ہر کار بستہ کھولنے والا	۵۲۰
۲۰	اَلْعَلِیْمُ	ہر چیز کا علم رکھنے والا	۱۸۱
۲۱	اَلْقَابِضُ	روزی تنگ کرنے والا	۹۳۴
۲۲	اَلْبَاسِطُ	روزی کشادہ کرنے والا	۱۰۳
۲۳	اَلرَّافِعُ	بلندی دینے والا	۳۸۲
۲۴	اَلْخَافِضُ	پست کرنے والا	۱۵۱۲
۲۵	اَلْمُعِزُّ	عزت دینے والا	۱۴۸
۲۶	اَلْمُذِلُّ	ذلت دینے والا	۸۰۱
۲۷	اَلسَّمِیْعُ	سننے والا	۲۱۱
۲۸	اَلْبَصِیْرُ	دیکھنے والا	۳۳۲
۲۹	اَلْحَکِیْمُ	حکمت والا	۱۰۹
۳۰	اَلْعَدْلُ	انصاف کرنے والا	۱۳۵
۳۱	اَللَّطِیْفُ	نکتہ رس	۱۶۰
۳۲	اَلْخَبِیْرُ	ہر ظاہر و باطن سے باخبر	۸۴۳
۳۳	اَلرَّقِیْبُ	نگہبان و ہر ایک کا حال دیکھنے والا	۳۴۳
۳۴	اَلْحَلِیْمُ	بُردبار	۱۱۹
۳۵	اَلْمُجِیْبُ	دُعا کو قبول کرنے والا	۸۶
۳۶	اَلْوَاسِعُ	وسعت دینے والا	۱۶۸

نمبر شمار	اسمائے الٰہی	معانی	اعداد
۳۷	اَلْحَکَمُ	فیصلہ کرنے والا	۹۹
۳۸	اَلْوَدُوْدُ	محبت کرنے والا	۵۱
۳۹	اَلْعَظِیْمُ	بڑی عظمت والا	۱۰۵۱
۴۰	اَلْغَفُوْرُ	بخشنے والا	۱۳۱۷
۴۱	اَلشَّکُوْرُ	بڑا قدر شناس	۵۵۷
۴۲	اَلْعَلِیُّ	سب سے برتر	۱۴۱
۴۳	اَلْکَبِیْرُ	سب سے بڑا	۲۶۳
۴۴	اَلْحَفِیْظُ	حفاظت کرنے والا	۱۰۲۹
۴۵	اَلْمُقِیْتُ	روزی رساں	۵۸۱
۴۶	اَلْحَسِیْبُ	حساب لینے والا	۱۱۱
۴۷	اَلْجَلِیْلُ	عظمت والا	۱۰۴
۴۸	اَلْکَرِیْمُ	کرم کرنے والا	۳۰۱
۴۹	اَلْمَجِیْدُ	سب سے بزرگ	۸۸
۵۰	اَلْبَاعِثُ	(زندگی بخش کر) اٹھانے والا	۶۰۴
۵۱	اَلشَّهِیْدُ	حاضر	۳۵۰
۵۲	اَلْحَقُّ	سچا	۱۳۹
۵۳	اَلْقَوِیُّ	پوری قوت رکھنے والا	۱۴۷
۵۴	اَلْوَکِیْلُ	کارساز	۹۷

نمبر شمار	اسمائے الٰہی	معانی	اعداد
۵۵	اَلْمَتِیْنُ	قوت والا	۵۳۱
۵۶	اَلْوَلِیُّ	دوست	۴۷
۵۷	اَلْحَمِیْدُ	قابل تعریف	۹۳
۵۸	اَلْمُحْصِیُ	شمار کرنے والا	۱۷۹
۵۹	اَلْمُبْدِیُٔ	عدم سے وجود میں لانیوالا	۸۷
۶۰	اَلْمُعِیْدُ	دوبارہ پیدا کرنے والا	۱۵۵
۶۱	اَلْمُحْیِیُ	زندگی بخشنے والا	۹۹
۶۲	اَلْمُمِیْتُ	مارنے والا	۵۲۱
۶۳	اَلْحَیُّ	ہمیشہ زندہ رہنے والا	۴۹
۶۴	اَلْقَیُّوْمُ	ہمیشہ قائم رہنے والا	۱۸۷
۶۵	اَلْوَاجِدُ	وجود میں لانے والا	۴۵
۶۶	اَلْمَاجِدُ	بزرگی عطا کرنے والا	۷۹
۶۷	اَلْوَاحِدُ	تنہا	۵۰
۶۸	اَلْاَحَدُ	ایک	۴۴
۶۹	اَلصَّمَدُ	بے نیاز	۱۶۵
۷۰	اَلْقَادِرُ	قدرت والا	۳۳۶
۷۱	اَلْمُقْتَدِرُ	قدرت پانے والا	۷۷۵
۷۲	اَلْمُقَدِّمُ	آگے کرنے والا	۲۱۵

نمبر شمار	اسمائے الٰہی	معانی	اعداد
۷۳	اَلْمُعْطِیُ	عطا کرنے والا	۱۶۰
۷۴	اَلْمَانِعُ	روکنے والا	۱۹۲
۷۵	اَلضَّارُ	ضرر پہونچانے والا	۱۰۳۲
۷۶	اَلنَّافِعُ	نفع پہونچانے والا	۲۳۲
۷۷	اَلنُّوْرُ	روشن کرنے والا	۲۸۷
۷۸	اَلْهَادِیُ	راہ دکھانے والا	۵۱
۷۹	اَلْبَدِیْعُ	ایجاد کرنے والا	۱۱۷
۸۰	اَلْبَاقِیُ	ہمیشہ رہنے والا	۱۴۴
۸۱	اَلْوَارِثُ	سب کے بعد رہنے والا	۷۳۸
۸۲	اَلْمُنْتَقِمُ	انتقام لینے والا	۶۶۱
۸۳	اَلْمُنْعِمُ	انعام دینے والا	۲۳۱
۸۴	اَلْعَفُوُّ	گناہ سے درگذر کرنیوالا	۱۸۷
۸۵	اَلرَّؤُفُ	مہربان	۳۱۷
۸۶	اَلرَّبُّ	پروردگار	۲۳۳
۸۷	اَلْمُقْسِطُ	انصاف کرنے والا	۲۴۰
۸۸	اَلْجَامِعُ	جمع کرنے والا	۱۴۵
۸۹	اَلْغَنِیُّ	بے نیاز	۱۰۹۱
۹۰	اَلْمُغْنِیُ	بے نیاز بنانے والا	۱۱۳۱

نمبر شمار	اسمائے الٰہی	معانی	اعداد
۹۱	اَلْمُؤَخِّرُ	پیچھے کرنے والا	۸۷۷
۹۲	اَلظَّاهِرُ	کھلی ہوئی ہستی والا	۱۱۳۷
۹۳	اَلْبَاطِنُ	پوشیدہ	۹۳
۹۴	اَلْوَالِی	کارساز	۷۸
۹۵	اَلْمُتَعَالِی	بزرگ و برتر	۵۸۲
۹۶	اَلْبَرُّ	مہربان	۲۳۳
۹۷	اَلتَّوَّابُ	توبہ قبول کرنے والا	۴۴۰
۹۸	اَلْاَوَّلُ	سب سے پہلے	۶۸
۹۹	اَلْاٰخِرُ	سب سے آخر قائم رہنے والا	۸۳۲

کل میزان ـــــ ۳۵۳۰۵

نقشِ اسمائے باری تعالیٰ

۳۹۳۲	۳۸۹۹	۳۹۴۰	۳۹۰۸	۳۹۴۸	۳۹۱۶	۳۹۵۶	۳۹۲۴	۳۸۸۴
۳۹۲۲	۳۸۸۹	۳۹۳۰	۳۸۹۷	۳۹۳۸	۳۹۰۶	۳۹۴۶	۳۹۱۴	۳۹۶۳
۳۹۱۲	۳۹۶۱	۳۹۲۰	۳۸۸۷	۳۹۲۸	۳۸۹۵	۳۹۴۵	۳۹۰۴	۳۹۵۳
۳۹۰۲	۳۹۵۱	۳۹۱۰	۳۹۵۹	۳۹۲۷	۳۸۸۵	۳۹۳۵	۳۸۹۳	۳۹۴۳
۳۸۹۱	۳۹۴۱	۳۹۰۹	۳۹۴۹	۳۹۱۷	۳۹۵۷	۳۹۲۵	۳۸۸۳	۳۹۳۳
۳۸۹۰	۳۹۳۱	۳۸۹۸	۳۹۳۹	۳۹۰۷	۳۹۴۷	۳۹۱۵	۳۹۵۵	۳۹۲۳
۳۹۶۲	۳۹۲۱	۳۸۸۸	۳۹۲۹	۳۸۹۶	۳۹۳۷	۳۹۰۵	۳۹۵۴	۳۹۱۳
۳۹۵۲	۳۹۱۱	۳۹۶۰	۳۹۱۹	۳۸۸۶	۳۹۳۶	۳۸۹۴	۳۹۴۴	۳۹۰۳
۳۹۴۲	۳۹۰۱	۳۹۵۰	۳۹۱۸	۳۹۵۸	۳۹۲۶	۳۸۸۴	۳۹۳۴	۳۸۹۲

خواصِ نقش (۹ × ۹) اسمائے الٰہی

یہ ایک بے مثال نقش ہے جو ۹۹ اسمائے حسنیٰ پر مشتمل ہے ایک مزدور سے لیکر ایک شہنشاہ تک سب ہی کے مطلب کی چیز ہے۔

زندگی کا کوئی بھی چھوٹا بڑا معاملہ ہو، کوئی بھی مہم درپیش ہو، کیسی ہی بلائے ناگہانی میں گرفتار ہوگیا ہو۔ یہ نقش اپنا کمال دکھاتا ہے۔

● ایک کاشتکار کے لئے بہترین مددگار، ایک تاجر کے لئے رہنما۔ ایک مسافر کیلئے محافظ، ایک طالب علم کے لئے ذہن وحافظ کو جلا بخشنے والا۔ ایک استاذ کے لئے علمی گتھیوں کو سلجھانے میں معاون، غرض زندگی کی تمام سرگرمیوں میں یہ اپنے گہرے نقوش قائم کرتا ہے۔ زندگی کی ناکامیوں کو کامیابیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

● اس نقش سے صرف اسی کو فائدہ پہونچ سکتا ہے جس کو اس نقش پر کامل یقین ہو، شک وشبہ وہم خیال سے دور رہے۔ نقش پر کامل اعتماد اور اس کی تاثیر پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ نقش خداوند قدوس کی ذات و صفات پر مشتمل ہے۔

● اگر اعتقاد میں ذرا سا بھی اضمحلال آئے گا تو نقش پورے طور پر کام نہیں کرے گا غرض اس نقش کے بے مثال اثرات اسی کے حق میں مکمل طور پر ظاہر ہوں گے۔ جس کا اعتقاد پختہ ہوگا۔

نقشِ مُعَشَّر (۱۰ × ۱۰)

نقش معشر کے کل اعداد طبعی ۵۰۵ ہیں۔ اعداد تفریق ۴۹۵ ہیں۔

مُعَشَّر پُر کرنیکا طریقہ اعداد مطلوبہ میں سے ۴۹۵ عدد تفریق کر کے باقی کو دش پر تقسیم کریں اور حاصل تقسیم کو خانہ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

اگر کسر واقع ہو تو مندرجہ ذیل نقشہ کے مطابق عمل کریں۔

یہ نقش مندرجہ ذیل اسمائے حسنیٰ سے ماخوذ ہے

یَا قَادِرُ یَا مَلِكُ یَا عَلِیُّ

۳۰۵ ۹ ۱۱۰

۵۰۵

نقشۂ کسر

کسر کی مقدار	خانۂ کسر
۱	۹۱
۲	۸۱
۳	۷۱
۴	۶۱
۵	۵۱
۶	۴۱
۷	۳۱
۸	۲۱
۹	۱۱

۱	۹۲	۳	۹۷	۶	۹۵	۹۴	۸	۹۹	۱۰
۲۰	۱۲	۸۳	۱۴	۸۶	۸۵	۱۷	۸۸	۱۹	۸۱
۸۰	۲۹	۲۳	۷۴	۲۵	۲۶	۷۷	۲۸	۷۲	۷۱
۳۱	۶۹	۳۸	۳۷	۶۵	۶۶	۳۴	۶۳	۶۲	۴۰
۵۱	۴۲	۵۸	۴۷	۴۵	۴۶	۵۴	۵۳	۴۹	۶۰
۵۰	۵۲	۴۸	۵۷	۵۵	۵۶	۴۴	۴۳	۵۹	۴۱
۶۱	۳۹	۶۸	۶۴	۳۶	۳۵	۶۷	۳۳	۳۲	۷۰
۳۰	۷۹	۷۳	۲۴	۷۵	۷۶	۲۷	۷۸	۲۲	۲۱
۹۰	۸۲	۱۸	۸۴	۱۶	۱۵	۸۷	۱۳	۸۹	۱۱
۹۱	۹	۹۳	۷	۹۶	۵	۴	۹۸	۲	۱۰۰

خاصیت: یہ نقش خفقان، مالیخولیا، جنون اور پاگل پن کیلئے نہایت مفید ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ خالص چاندی کی تختی پر کندہ کرا کر رکھ لیں اور روٹی وغیرہ پر مہر کے مانند لگائیں اور مریض کو کھلائیں۔

دیگر طاعون اور ہیضہ اور وبائی بیماریوں کے ایام میں اس نقش کو لکھ کر پاس رکھیں، دکان یا مکان میں لگائیں تو انشاء اللہ ہر قسم کی وبا سے محفوظ رہے گا۔

نقش معشر پر کرنیکے مزید کارآمد طریقے

نقش مُعشّر مندرجہ ذیل قاعدوں میں سے کسی بھی قاعدہ سے پُر کیا جاسکتا ہے

- کل اعداد میں سے ۴۰۶ عدد تفریق کریں پھر باقی کو ۹ پر تقسیم کریں۔ حاصل تقسیم کو خانہ ۱۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۳۲۷ عدد گھٹائیں اور باقی کو ۸ پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۲۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۲۸۸ عدد گھٹائیں اور باقی کو ۷ پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۳۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۲۵۹ عدد کم کر دیں باقی کو ۶ پر تقسیم کریں۔ حاصل تقسیم کو خانہ ۴۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۲۵۰ عدد گھٹائیں اور باقی کو ۵ پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۵۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۲۶۱ عدد تفریق کر کے ۴ پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۶۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۲۹۱ عدد گھٹا دیں۔ باقی کو تین پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۷۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۳۴۲ عدد کم کر دیں باقی کو دو پر تقسیم کریں۔ حاصل تقسیم کو خانہ ۸۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

کسر :- نقش مُعشّر کی کسر کیلئے نقشۂ کسر ملاحظہ فرمالیں اور تمام قواعد میں اس کو پیش نظر رکھیں۔

نقشِ مُعَشَّر بلا کسر:۔ کل اعداد میں سے ۴۱۴۳ عدد تفریق کر کے باقی خانہ ۹۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

نقشِ مُعَشَّر کی کسر کیلئے ایک آسان قاعدہ کُلیہ

اس نقش کے خانہ ۹۱ کو کسر کیلئے خاص کر دیں اور تمام کسریں اسی خانہ میں ڈالا کریں۔ مثلاً ایک کسر ہو تو اس خانہ میں ایک کا اضافہ کر دیں۔ دو کسر ہو تو دو کا اضافہ کریں تین کسر ہو تو تین بڑھا دیں۔ علیٰ ھٰذا القیاس ۹ کسر ہو تو اسی خانہ میں ۹ بڑھا دیں۔

نقشِ حادی عشر (۱۱ × ۱۱)

یہ نقش شرف عطارد سے منسوب ہے۔ اس کے اعداد طبعی ۶۷۱ ہیں اور اعداد تفریق ۶۶۰ ہیں

نقش پُر کرنے کا طریقہ اعداد مطلوبہ میں سے ۶۶۰ گھٹا کر باقی کو ۱۱ پر تقسیم کریں اور حاصل تقسیم کو خانہ اوّل میں رکھکر نقش پُر کریں۔

اگر کسر واقع ہو مندرجہ ذیل نقشہ کے مطابق عمل کریں۔

یہ نقش مندرجہ ذیل اسمائے الٰہی سے ماخوذ ہے۔

یَا بَصِیْرُ	یَا وَاسِعُ	یَا کَبِیْرُ
۳۰۲	۱۳۷	۲۳۲

نقشۂ کسر

کسر کی تعداد	خانۂ کسر
۱	۱۱۱
۲	۱۰۰
۳	۸۹
۴	۷۸
۵	۶۷
۶	۵۶
۷	۴۵
۸	۳۴
۹	۲۳
۱۰	۱۲

۶۶	۵۳	۴۰	۲۷	۱۴	۱	۱۲۰	۱۰۷	۹۴	۸۱	۶۸
۶۷	۶۵	۵۲	۳۹	۲۶	۱۳	۱۱	۱۱۹	۱۰۶	۹۳	۸۰
۷۹	۷۷	۶۴	۵۱	۳۸	۲۵	۱۲	۱۰	۱۱۸	۱۰۵	۹۲
۹۱	۷۸	۷۶	۶۳	۵۰	۳۷	۲۴	۲۲	۹	۱۱۷	۱۰۴
۱۰۳	۹۰	۸۸	۷۵	۶۲	۴۹	۳۶	۲۳	۲۱	۸	۱۱۶
۱۱۵	۱۰۲	۸۹	۸۷	۷۴	۶۱	۴۸	۳۵	۳۳	۲۰	۷
۶	۱۱۴	۱۰۱	۹۹	۷۶	۷۳	۶۰	۴۷	۳۴	۳۲	۱۹
۱۸	۵	۱۱۳	۱۰۰	۹۸	۸۵	۷۲	۵۹	۴۶	۴۴	۳۱
۳۰	۱۷	۴	۱۱۲	۱۱۰	۹۷	۸۴	۷۱	۵۸	۴۵	۴۳
۴۲	۲۹	۱۶	۳	۱۱۱	۱۰۹	۹۶	۸۳	۷۰	۵۷	۵۵
۵۴	۴۱	۲۸	۱۵	۲	۱۲۱	۱۰۸	۹۵	۸۲	۶۹	۵۶

خاصیت:۔ یہ نقش مارگزیدہ (سانپ کے کاٹے ہوئے) کیلئے اکسیر ہے کیلے کے سبز درخت کے تنے کو کوٹ کر اس کا رس نکال لیں اور اس میں یہ نقش گھول دیں پھر یہ رس جتنا مریض کو پلایا جا سکتا ہو پلائیں نیز یہی رس سارے بدن پر بار بار ملیں جسم خشک نہ ہونے دیں اگر مریض بے ہوش ہے تو یہ رس بار بار اس کے منہ میں ڈالیں کیسے ہی زہریلے سانپ نے کاٹا ہو زہر کا اثر بالکلیہ زائل ہو جائیگا۔ سو فیصد مجرب ہے۔ پورے اعتماد اور بھروسہ کے ساتھ اس نقش کو مذکورہ بالا ترکیب کے مطابق استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اگر دوسری تدابیر اور علاج سے مریض پر کنٹرول کر لیا گیا ہے تب بھی باقی ماندہ زہریلے اثرات کو صاف کرنے کیلئے اس نقش کو ایک بار ضرور پلایا جائے۔

اس کے علاوہ دیگر زہریلے جانوروں کے کاٹنے میں بھی از حد نافع ہے۔

نوٹ:- یہ نقش ماہ ذی الحجہ یوم عرفہ کو زوالِ شمس کے بعد سے مغرب تک اس کا ٹائم ہے اس وقت لکھ کر اپنے پاس محفوظ کرلیں جتنے نقش بھی تیار ہوسکیں بوقتِ ضرورت ایک نقش کام آئے گا۔

نقش حادی عشر پُر کرنیکے لئے دیگر مزید قواعد

اس نقش کو مندرجہ ذیل قاعدوں سے بھی پُر کر سکتے ہیں۔

- کل اعداد میں سے ۵۵۱ عدد تفریق کرکے باقی کو دس پر تقسیم کریں حاصلِ تقسیم کو خانہ ۱۲ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۴۶۴ عدد گھٹا کر باقی کو ۹ پر تقسیم کریں۔ حاصلِ تقسیم کو خانہ ۲۳ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۳۹۹ عدد کم کرکے باقی کو ۸ پر تقسیم کریں حاصلِ تقسیم کو خانہ ۳۴ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۳۵۶ عدد تفریق کرکے باقی کو ۷ پر تقسم کریں۔ حاصلِ تقسیم کو خانہ ۴۵ میں رکھکر نقش پر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۳۳۵ عدد تفریق کرکے باقی کو ۶ پر تقسیم کریں اور حاصلِ تقسیم کو خانہ ۵۶ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۳۳۶ عدد گھٹا دیں۔ باقی کو ۵ پر تقسیم کریں اور حاصلِ تقسیم کو خانہ ۶۷ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۳۵۹ عدد کم کرکے باقی کو ۴ پر تقسیم کریں۔ حاصلِ تقسیم کو خانہ ۷۸ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

- کل اعداد میں سے ۴۰۴ عدد تفریق کرکے باقی کو تین پر تقسیم کریں حاصل تقسیم کو خانہ ۹۵ میں رکھکر نقش پُر کریں۔
- کل اعداد میں سے ۱۷۴ عدد کم کرکے باقی کو دو پر تقسیم کریں۔ حاصل تقسیم کو خانہ ۱۰۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

کسر:۔ نقش حادی عشر کی کسر کے لئے جو نقشہ کسر لکھا جا چکا ہے اسی کے مطابق تمام قواعد میں عمل کیا جائے۔

نقش حادی عشر بلا کسر:۔ کل اعداد میں سے ۵۶۰ عدد کم کرکے باقی کو خانہ ۱۱۱ میں رکھکر نقش پُر کریں۔

نقش ثانی عشر (۱۲ × ۱۲)

یہ نقش مریخ سے منسوب ہے۔ اس نقش کے طبعی اعداد ۸۷۰ ہیں اور اعداد تفریق ۸۵۸ ہیں

نقش پُر کرنے کا طریقہ کل اعداد مطلوبہ میں سے ۸۵۸ گھٹا دیں اور باقی اعداد کو ۱۲ پر تقسیم کریں اور حاصل تقسیم کو خانہ اوّل میں رکھ کر نقش پُر کریں۔

اگر کسر واقع ہو تو مندرجہ ذیل نقشہ کسر کے مطابق عمل کریں۔

یہ نقش مندرجہ ذیل اسمائے الٰہی سے ماخوذ ہے

(یا) حَیُّ (یا) وَھَّابُ (یا) اَوَّلُ (یا) اٰخِرُ

۱۸	۱۴	۳۷	۸۰۱

کل میزان ۸۷۰

نقشۂ کسر

۲۴	۱۲۳	۱۲۶	۱۷	۱۶	۱۳۱	۱۳۴	۹	۸	۱۳۹	۱۴۲	۱
۱۲۵	۱۸	۲۳	۱۲۴	۱۳۳	۱۰	۱۵	۱۳۲	۱۴۱	۲	۷	۱۴۰
۱۹	۱۲۸	۱۲۱	۲۲	۱۱	۱۳۶	۱۲۹	۱۴	۳	۱۴۴	۱۳۷	۶
۱۲۲	۲۱	۲۰	۱۲۷	۱۳۰	۱۳	۱۲	۱۳۵	۱۳۸	۵	۴	۱۴۳
۴۸	۹۹	۱۰۲	۴۱	۴۰	۱۰۷	۱۱۰	۳۳	۳۲	۱۱۵	۱۱۸	۲۵
۱۰۱	۴۲	۴۷	۱۰۰	۱۰۹	۳۴	۳۹	۱۰۸	۱۱۷	۲۶	۳۱	۱۱۶
۴۳	۱۰۴	۹۷	۴۶	۳۵	۱۱۲	۱۰۵	۳۸	۲۷	۱۲۰	۱۱۳	۳۰
۹۸	۴۵	۴۴	۱۰۳	۱۰۶	۳۷	۳۶	۱۱۱	۱۱۴	۲۹	۲۸	۱۱۹
۷۲	۷۵	۷۸	۶۵	۶۴	۸۳	۸۶	۵۷	۵۶	۹۱	۹۴	۴۹
۷۷	۶۶	۷۱	۷۶	۸۵	۵۸	۶۳	۸۴	۹۳	۵۰	۵۵	۹۲
۶۷	۸۰	۷۳	۷۰	۵۹	۸۸	۸۱	۶۲	۵۱	۹۶	۸۹	۵۴
۷۴	۶۹	۶۸	۷۹	۸۲	۶۱	۶۰	۸۷	۹۰	۵۳	۵۲	۹۵

خانۂ کسر	کسر کی مقدار
۱۳۳	۱
۱۲۱	۲
۱۰۹	۳
۹۷	۴
۸۵	۵
۷۳	۶
۶۱	۷
۴۹	۸
۳۷	۹
۲۵	۱۰
۱۳	۱۱

نقشِ ثانی عشر (۱۲ × ۱۲) کا تجزیہ
اور
اس کو پُر کرنے کے آسان طریقے

نقش ثانی عشر (۱۲ × ۱۲) درحقیقت کئی مربع یا کئی مثلث نقوش کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس نقش کی دو رفتاریں معروف ہیں۔

رفتارِ اوّل :۔ یہ نو مربع نقوش پر مشتمل ہوتا ہے یعنی اگر اس کا تجزیہ کیا جائے تو اس سے ۹ مربع نقوش برآمد ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا نقش اسی قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ اس پہلو کو ملحوظ رکھ کر اس نقش کو نہایت آسانی سے پُر کیا جا سکتا ہے۔

نقش (۱۲ × ۱۲) پر کرنیکا آسان طریقہ

مُربع کی آتشی چال سے پہلے ۸ خانے ایک سے آٹھ تک پُر کریں۔ پھر برابر والے دوسرے مربع کو لیں۔ اس کے بھی پہلے آٹھ خانوں میں ۹ سے ۱۶ تک اعداد پُر کریں۔ پھر تیسرے مربع کے پہلے آٹھ خانوں میں ۱۷ سے ۲۴ تک اعداد پُر کریں اس طرح نوکے نو مربع کے پہلے آٹھ خانے بالترتیب پُر کرلئے جائیں اس طرح سے ۷۲ تک اعداد پُر ہو جائیں گے۔ لیکن ہر مربع کے آٹھ خانے خالی رہ جائیں گے۔

ان باقی خانوں کو پُر کرنے کے لئے ترتیب الٹی ہوگی۔

یعنی اب نواں مربع پہلے لیں اور ۷۳ سے ۸۰ تک اعداد اس میں پُر کریں اس کے بعد آٹھواں مربع لیں اور اس میں ۸۱ سے ۸۸ تک اعداد پُر کریں۔ پھر ساتواں مربع لیں اور اس میں ۸۹ سے ۹۶ تک اعداد پُر کریں۔ اس کے بعد چھٹا پھر پانچواں پھر چوتھا پھر تیسرا پھر دوسرا یہاں تک کہ پہلے مربع پر آجائیں اور اس میں ۱۳۷ سے ۱۴۴ تک اعداد پُر کریں۔ نقش ثانی عشر مکمل ہو گیا اس کی ہر سمت سے میزان برابر آئے گی۔

قسم دوم نقش ثانی عشر (۱۲ × ۱۲) کی تشریح اور اس کو پُر کرنے کا آسان طریقہ

قسم دوم ثانی عشر ۱۶ مثلث نقوش کا مجموعہ ہوتا ہے اسکو یوں سمجھئے کہ مثلث کا پورا ایک نقش مربع کا ایک خانہ ہے لہذا ۱۶ مثلث نقوش کو مربع کے

۱۶ خانے تصور کئے جائیں

پُر کرنے کا طریقہ مربع کے خانۂ اوّل میں جو مثلث ہے اس کو ایک سے ۹ تک پُر کریں۔ پھر مربع کے خانۂ دوم میں جو مثلث ہے ۱۰ سے ۱۸ تک پُر کریں اس طرح مربع کی چال کے لحاظ سے جو خانہ ہے اور اس میں جو مثلث ہے بالترتیب اس کو پُر کرتے جائیں یہاں تک کہ مربع کے سولہویں خانہ میں جو مثلث ہے اس میں ۱۳۶ سے ۱۴۴ اعداد تک پُر ہو جائیں گے نقش مکمل ہو گیا۔ ہر سمت سے اس کی میزان برابر آئے گی۔

۷۱	۶۴	۶۹	۹۸	۹۱	۹۶	۱۲۵	۱۱۸	۱۲۳	۸	۱	۶
۶۶	۶۸	۷۰	۹۳	۹۵	۹۷	۱۲۰	۱۲۲	۱۲۴	۳	۵	۷
۶۷	۷۲	۶۵	۹۴	۹۹	۹۲	۱۲۱	۱۲۶	۱۱۹	۴	۹	۲
۱۱۶	۱۰۹	۱۱۴	۱۷	۱۰	۱۵	۶۲	۵۵	۶۰	۱۰۷	۱۰۰	۱۰۵
۱۱۱	۱۱۳	۱۱۵	۱۲	۱۴	۱۶	۵۷	۵۹	۶۱	۱۰۲	۱۰۴	۱۰۶
۱۱۲	۱۱۷	۱۱۰	۱۳	۱۸	۱۱	۵۸	۶۳	۵۶	۱۰۳	۱۰۸	۱۰۱
۲۶	۱۹	۲۴	۱۴۳	۱۳۶	۱۴۱	۸۰	۷۳	۷۸	۵۳	۴۶	۵۱
۲۱	۲۳	۲۵	۱۳۸	۱۴۰	۱۴۲	۷۵	۷۷	۷۹	۴۸	۵۰	۵۲
۲۲	۲۷	۲۰	۱۳۹	۱۴۴	۱۳۷	۷۶	۸۱	۷۴	۴۹	۵۴	۴۷
۸۹	۸۲	۸۷	۴۴	۳۷	۴۲	۳۵	۲۸	۳۳	۱۳۴	۱۲۷	۱۳۲
۸۴	۸۶	۸۸	۳۹	۴۱	۴۳	۳۰	۳۲	۳۴	۱۲۹	۱۳۱	۱۳۳
۸۵	۹۰	۸۳	۴۰	۴۵	۳۸	۳۱	۳۶	۲۹	۱۳۰	۱۳۵	۱۲۸

خواص نقش ثانی عشر (۱۲ × ۱۲)

مختلف اور متضاد مقاصد میں کام کرتا ہے چنانچہ یہ نقش حب و بغض دونوں جگہ کارآمد ہے اور نہایت زود اثر ہے

وقت اور ترکیب استعمال کی تبدیلی سے نقش کی تاثیر بدل جاتی ہے اگرچہ نقش ثانی عشر کی دونوں قسمیں خواص کے لحاظ سے مساوی درجہ رکھتی ہیں لیکن یہاں قسم اوّل کو محبت کیلئے اور قسم دوم کو بغض کیلئے استعمال کرنا بہتر ہے

محبّت کیلئے عروج ماہ میں جمعرات یا جمعہ کے دن بعد نماز فجر گلاب و زعفران سے یہ نقش لکھا جائے۔ لکھتے وقت دو عدد بادام شیریں منہ میں رکھیں اور آہستہ آہستہ چباتے رہیں۔ تعویذ نہایت باریک کاغذ پر لکھکر تیار کریں اور آخر میں محب اور محبوب کا نام مع والدہ لکھدیں۔ اس کے بعد تعویذ تہ کرکے آٹے کی گولی میں چھپا کر زندہ مچھلی کے منہ میں رکھدیں۔ اور پھر وہ مچھلی دریا میں چھوڑ دیجائے جیسے جیسے مچھلی دریا میں تیرے گی محبوب کے دل میں محب کیلئے بے چینی اور بے قراری پیدا ہوگی۔

تفریق کیلئے جن دو آدمیوں کے درمیان ناجائز تعلق ہو اور ان دونوں میں عداوت پیدا کرنی مقصود ہو تو قمری مہینہ کی آخری تاریخوں میں منگل کے دن زوال کے وقت مردے کے کفن پر یہ نقش لکھا جاتے یعنی مردے کے کفن کیلئے جو کپڑا آئے اس میں سے ایک ٹکڑا حاصل کرکے اس پر نقش لکھا جائے لکھتے وقت ۲ عدد تلخ بادام منہ میں رکھکر چبائیں پھر وہ نقش اسی مردے کی قبر میں دفن کردیا جائے۔ اس کے بعد ۱۲ دن تک ۳۱۳ مرتبہ روزانہ بوقت زوال یہ آیت پڑھیں۔ وَاَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۝ کیسا ہی شدید تعلق ہو دونوں کے درمیان کشیدگی پیدا ہونی شروع ہوجائے گی اور رفتہ رفتہ عداوت اور دشمنی پیدا ہوجائے گی۔

نوٹ

صرف جائز مقاصد کیلئے مؤثر ہوگا۔ ناجائز مقاصد کے لئے استعمال نہ کریں۔

قانون قدرت اور عملیات

عملیات ہوں یا وظائف، کوئی مجرّب نقش ہو۔ یا کوئی آزمودہ عمل اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس سے قانون فطرت کے خلاف کوئی کام لیا جاسکتا ہے۔ یا قدرتی طور طور پر جو کام ہونا نہیں ہے وہ کسی عمل یا وظیفہ سے ہو سکتا ہے۔ اگرچہ بعض بزرگوں کی طرف ایسی حکایات اور واقعات بھی منسوب ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے بہت سے ایسے کام کرکے دکھائے ہیں۔ جو قانونِ فطرت کے خلاف تھے۔ اگران کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو اُسے ان بزرگوں کا روحانی تصرف کہا جاسکتا ہے جو صرف انہی کے ساتھ مخصوص تھا۔ مثلاً کوئی بے صلاحیت شخص چاہے کہ میں بادشاہ بن جاؤں اور اس کے لئے خدا سے دُعائیں کرے اور ترقی مدارج کا کوئی عمل کرے یا علوِ مرتبت کا کوئی نقش و تعویذ حاصل کرے تو اس میں کامیابی نہیں ہوگی

قدرت خوامخواہ کسی کو بادشاہ نہیں بنادیتی۔ جس کو وہ بادشاہ بنانا چاہتی ہے اس کے لئے پہلے سے ویسے ہی اسبابؔ و وسائل پیدا کرتی ہے جس سے کسی درجہ میں اس کا استحقاق قائم ہوجاتے۔ البتہ اگر وہ بادشاہت کی لیاقت رکھتا ہے یا بادشاہت اس کا حق ہے اور اتفاقاً ظلم و جبر سے دشمنوں نے اس کی بادشاہت چھین لی ہے۔ ایسی حالت میں نقش، عمل یا کوئی وظیفہ کارگر ہوسکتا ہے۔ اسی طرح مثلاً آپ کا حق ہے کہ آپ کی ترقی ہو یا آپ کو ملازمت ملے جس کی لیاقت آپ میں موجود ہے لیکن وقت کی گردش یا دشمنوں کی نیش زنی کے سبب ترقی میں رُکاوٹ پیدا ہورہی ہے یا ملازمت نہیں مل رہی ہے۔ ان حالات میں بے شک عملیات کام دیتے ہیں۔ یا کوئی مریض ہے اور مرض نے کوئی ایسی پیچیدگی اختیار کرلی ہے کہ ایک دوا جو اس کے لئے نافع ہے وہی اس کو نقصان پہونچانے

لگتی ہے یا بے اثر ہو جاتی ہے۔ ان حالات پر نقوش و تعویذات سے کام لیکر فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ بسا اوقات ایک مریض کے حق میں کامیاب سے کامیاب دوا بے اثر ثابت ہوتی ہے۔ مگر صحت و شفاء کے تعویذ کے استعمال کرنے سے دوائیں کام کرنے لگتی ہیں۔ لیکن اگر مرض نے کوئی ایسی اسٹیج بنالی ہے جہاں سے صحت کی طرف واپسی ممکن نہیں رہی اور موت اس کے حق میں مقدر ہو چکی ہے تو قضا آ کر رہے گی۔ کوئی نقش و تعویذ کوئی عمل، کوئی دُعاء اور کوئی وظیفہ کارگر نہیں ہوگا۔

غرض جس کام کو قاعدہ اور قانون کے تحت ہونا چاہئے وہ نہیں ہوا۔ اس کے لئے روحانی مدد لینا مناسب ہے۔

لیکن اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ جو ہونے والی بات ہے وہ آخر ہو کر رہتی ہے۔ قانونِ قدرت کوئی نہیں بدل سکتا۔ (مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ) یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب ہونے والی بات ہو کر رہتی ہے تو پھر دُعاء تعویذ اور عملیات سے کیا فائدہ؟

اس شبہ کے ازالہ کے لئے ایک مثال سمجھئے۔ سردی شدت کے ساتھ ہو رہی ہے، پالا پڑ رہا ہے، ہاتھ پاؤں ٹھٹھرے جاتے ہیں۔ سردی سے بچنے کے لئے ہم گرم کپڑے پہنتے ہیں۔ آگ کا انتظام کرتے ہیں۔ اس طرح ہم کسی حد تک اپنے آپ کو سردی سے بچا لیتے ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہمارے اس عمل سے موسم پلٹ گیا۔ قدرت نے جو موسم سردی کیلئے مقرر کر دیا ہے اس میں سردی ضرور پڑے گی۔ مگر ہم نے اپنی تدبیر اور کوشش سے ایک حد تک اس کے مضر اثرات سے حفاظت کا پہلو نکال لیا ہے۔ اگر ہم یوں ہی ننگ دھڑنگ پھرتے رہتے تو نزلہ و زکام کا بلکہ نمونیہ میں مبتلا ہونے کا غالب اندیشہ تھا۔ نیز بارش

ہو رہی ہے۔ ہم نے چھتری لگالی اس سے بارش بند نہیں ہوگی۔ لیکن ایک حد تک ہم بھیگنے سے بچ گئے۔

اس لئے جب کوئی پریشانی، کوئی تکلیف یا کسی مصیبت کا سامنا ہو تو بزرگوں کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ مشکلات آسان ہو جائے گی۔ ناممکن خلاف قانون حرام اور ناجائز کاموں میں قرآنی عملیات کام نہیں کرتے۔ ایسے امور میں سعی وکوشش تضییع اوقات کے سوا کچھ نہیں ہے۔ نیز ہر عمل وظیفہ اور ہر نقش وتعویذ کیلئے نیک نیتی اور پختہ اعتقاد کی ضرورت ہے۔ محض امتحان وآزمائش کے لئے کوئی عمل کیا جائے گا تو کامیابی نہیں ہوگی۔

لوگوں کی مختلف ضروریات

انسانی ضروریات بے شمار ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان کی نوعیت بدلتی رہتی ہے زندگی کی ہر منزل نئے تقاضے اور نئی ضروریات لیکر سامنے آتی رہتی ہے ابھی ایک مقصد پورے طور پر حاصل نہیں ہو پاتا کہ دوسرا نیا مقصد، نئی ضرورت اور نئی الجھن سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ نیز زندگی کی راہ میں حادثات سے دوچار ہونا بھی ایک فطری عمل ہے جس سے مفر نہیں۔ بعض حادثے تو ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی اُن کا مقابلہ آسانی سے یا مشکل سے بہرحال کرلیتا ہے۔ لیکن بعض حادثات میں آدمی بالکل مجبور اور بے بس نظر آتا ہے۔

لوگوں کی زندگی میں پیش آنے والے حوادثات کی نوعیت اکثر مختلف ہوتی ہے اچانک آگ کا لگ جانا، ایکسی ڈنٹ ہوجانا، زلزلوں، طوفانوں یا خطرناک امراض کا شکار ہوجانا وغیرہ۔ کچھ حادثے اپنے یا غیروں کی کرم فرمائیوں کا نتیجہ بھی ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں پیسہ نہیں رُکتا، کاروبار میں مسلسل گھاٹا ہوتا رہتا ہے۔ اچھے محنتی، ذہین طلباء امتحانات میں فیل ہوجاتے ہیں یا معمولی نمبروں سے کامیاب ہوتے ہیں۔ دکان یا کاروبار سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ لوگ اُسے نوشتۂ تقدیر سمجھ کر خاموش ہوجاتے ہیں۔ اور فی الحقیقت جب تقدیر یاوری نہیں کرتی تو ایسا بھی ہوتا ہے۔ مگر اس صورت حال کو ہمیشہ تقدیر کی طرف موڑ دینا ٹھیک نہیں۔ تجربات شاہد ہیں کہ اس طرح کے نقصانات میں ذلیل دشمنوں، بدخواہوں اور حاسدوں کے بدبختانہ کردار کا بھی دخل ہوتا ہے۔ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کا دائرۂ عمل صرف ہمارے مقاصد کو فیل کر دینے اور کاروبار کو تباہ کر دینے تک ہی محدود نہیں رہتا۔ بلکہ وہ جسمانی لحاظ سے بھی ہمیں ناکارہ بنا دینے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کی ہر ممکن کوشش

ہوتی ہے کہ وہ ہمارے دماغ کو سوچنے سمجھنے کی اعلیٰ صلاحیتوں سے محروم کر دیں، ہمارے ذہنوں کو صحیح سمتوں سے ہٹا دیں اور ہمارے اعصاب اور قوتِ عمل کی سرگرمی کو ختم کر دیں۔ ان کی خواہش بلکہ ہمہ تن کوشش ہوتی ہے کہ ہم دنیا میں اگر زندہ رہیں بھی تو ایک دائم المریض کی طرح۔ ایک بیکار مفلوج انسان کی طرح رہیں۔ اور ان کے گندے عملیات کے ذریعہ پیدا کردہ امراض یا سحر، ہماری قیمتی زندگی کا چراغ گل کر دے۔ ایسے حالات میں اچھے عاملین کی طرف رجوع کرنا نہ صرف یہ کہ ضروری ہے بلکہ ناگزیر ہے۔ قدرت کا نظام ہے۔ اس نے اپنی اس دنیا میں مختلف المزاج لوگ پیدا کئے ہیں۔ علاج معالجہ کے دوران نئے نئے تجربات ہوتے رہتے ہیں۔ ایک دوا جو کسی خاص مرض کے لئے بالکل مجرب ہے سینکڑوں بار کے تجربات سے اس کا مفید ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ مگر اسی خاص مرض میں مبتلا بعض لوگوں کے حق میں وہ دوا کامیاب ثابت نہیں ہوتی، بیکار ثابت ہوتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اُلٹی مضر ثابت ہوتی ہے۔ اس کے استعمال سے مریض کی بےچینی اور تکلیف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ طبی دنیا کے یہ روزمرّہ کے تجربات ہیں۔

چند عجیب واقعات

ذاتی طور پر بہت سے عجیب واقعات میرے سامنے آئے ہیں۔ اُن پر جب غور کرتا ہوں تو بخدا میری حیرانی کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کیا ہے؟ کیوں ہے؟

ایک صاحب ہیں جب کبھی سیب کی ایک قاش کھا لیتے ہیں تو اُن کے پیٹ میں شدید درد ہو جاتا ہے۔ ایک صاحبہ ہیں۔ کسی بھی شکل میں جب وہ انڈا استعمال کرتی ہیں تو دردِ شکم اور سخت بےچینی میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح انڈا کھانے سے

ایک صاحب کو دردِ سر کی شکایت ہوجاتی ہے۔ درانحالیکہ طبی نقطۂ نظر سے انڈے یا سیب میں کوئی ایسی خاصیت نہیں ہے جس سے پیٹ میں یا سر میں درد پیدا ہوجائے۔

ایک صاحب ہیں جن کی ناک میں لیموں کی خوشبو پہنچ جاتی ہے تو انھیں نزلہ و کھانسی کی سخت شکایت ہوجاتی ہے اور کئی کئی دن تک رہتی ہے۔

میرے ایک عزیز شاگرد ہیں۔ چائے کے بیحد عادی ہیں۔ صبح سے شام تک کتنی ہی چائے پی جاتے ہیں۔ مگر اس قدر عادی ہونے کے باوجود غروب آفتاب کے بعد چائے کو چھونا بھی گوارا نہیں کرتے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ رات کو چائے پینے سے مجھے شدید زکام ہوجاتا ہے۔ مجھے یہ بات عجیب سی لگی۔ میں نے اس کو ان کا وہم قرار دیا۔ ایک مرتبہ جب وہ عشاء کی نماز کے بعد میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ چائے آگئی۔ میں نے اصرار کرکے انھیں چائے پلادی۔ کیونکہ رات میں چائے پینے کا ان پر جو خاص اثر ہوتا ہے اور جو میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ میں اس کی تصدیق چاہتا تھا ابھی چند لمحے بھی نہ گذرے تھے کہ ان کو یکے بعد دیگرے چھینکیں آنی شروع ہوگئیں۔ اور جب صبح کو ان سے ملاقات ہوئی تو بھائی کی آواز بیٹھی ہوئی تھی۔ اور تقریباً ایک ہفتہ تک بیچارے شدید نزلہ و زکام میں مبتلا رہے۔ مجھے ندامت کے ساتھ اپنی زبردستی پر معذرت چاہنی پڑی۔

ایک حکیم صاحب جب کبھی کسی قسم کی بھی مچھلی چکھ لیتے ہیں تو انھیں قے اور دستوں کی شکایت ہوجاتی ہے۔ جب کہ مچھلی کی طرف ان کی طبیعت راغب بھی رہتی ہے اور مشہور یہ ہے۔ مشہور ہی نہیں اطباء کا کہنا بھی ہے کہ جو چیز مرغوب ہوتی ہے وہ نقصان نہیں کرتی۔ ایک بار انھوں نے مچھلی کے سالن سے صرف معمولی سا مسالہ چکھ لیا۔ مگر اس سے بھی قے اور دست شروع ہوگئے۔

ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نزلہ کا مریض تھا۔ اور دائم المریض۔ مگر جب سے بالوں میں خضاب کرنا شروع کیا ہے، نزلہ ختم ہوگیا۔ جب بھی خضاب کو کچھ زیادہ ٹائم گذر جاتا ہے تو نزلہ کے آثار شروع ہونے لگتے ہیں۔ میں خضاب کر لیتا ہوں تو ٹانڈ کا لگ جاتا ہے۔

طبّی دنیا کے لئے یہ واقعات حیران کن بھی ہیں اور عجیب و غریب بھی۔ ان تجربات و مشاہدات کی روشنی میں لازماً ماننا پڑے گا کہ مؤثر حقیقی صرف ذاتِ خدا ہے اور اصلاً اسی کا حکم ہر ہر چیز میں اثرانداز ہے قدرتِ خداوندی مختلف صورتوں میں طرح طرح کے کرشمے دکھاتی رہتی ہے۔

قدرت کا معجزانہ انداز

اس دنیا میں جس رُخ سے بھی نظر ڈالئے انواع و اقسام کا سلسلہ نظر آتا ہے۔ انسانوں کو دیکھئے۔ ان سب کے اعضاء ہاتھ پاؤں، ناک کان چہرہ اور سر وغیرہ سب اپنی مخصوص جگہوں پر بنے ہوئے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی کے جسم میں کان کی جگہ ناک، ناک کی جگہ کان، ہاتھوں کی جگہ پاؤں، پاؤں کی جگہ ہاتھ، آنکھوں کی جگہ ہونٹ اور ہونٹوں کی جگہ آنکھیں بنائی گئی ہوں۔ اس شدید ترین بنیادی موافقت کے باوجود کروڑوں اربوں انسانوں میں دو آدمی بھی بالکل ایسے نہیں ملیں گے کہ ایک کی جگہ دوسرا اس کے گھر میں چلا جائے اور گھر کے لوگ اس کو پہچان نہ سکیں۔ کہیں کہیں معمولی سی شباہت ضرور مل جاتی ہے مگر اس سے ان کی باہمی شناخت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اسی طرح جسم کے اندرونی حصّوں کی اور ان کے خواص کی بات ہے۔ ہر شخص عادت مزاج، پسند و ناپسند کے لحاظ سے ایک دوسرے سے جُدا ہے۔ سب کے جذبات و احساسات جُدا ہیں۔ سوچنے سمجھنے کے انداز جدا ہیں۔ مختصر یہ کہ طبائع اور مزاج کے اعتبار سے تمام انسان ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ان سب کی الگ الگ اپنی حیثیت ہے

یہی وجہ ہے کہ ایک شخص کو ایک غذا مرغوب ہے۔ دوسرا اس کو ناپسند کرتا ہے ایک آدمی کے نزدیک ایک چیز حسین ترین ہے دوسرا اس کو قابلِ توجہ بھی نہیں گردانتا ایک دوا ایک ہی بیماری میں کسی کو ساز کرتی ہے اور کسی کو نہیں کرتی۔ یہ سب دراصل جسم کے اندرونی نظام اور اس کی مخصوص کیفیات پر مبنی ہے۔ معالجین اور عاملین کا فرض ہے کہ وہ اپنے مریض کے مزاج کو اور اس سے پیدا ہونے والے تقاضوں کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔ ایسی صورت میں کامیابی کے امکانات زیادہ روشن رہتے ہیں۔

تعویذات میں موافقت کا مسئلہ

تعویذات میں بھی آئے دن اس قسم کے تجربات ہوتے رہتے ہیں۔ ایک شخص کے حق میں نقش کی ایک قسم موافق ہے دوسرے کے حق میں وہ مفید ثابت نہیں ہوتی۔ نقشِ مثلث کی ایک قسم، ایک مریض کے لئے نہایت زود اثر ثابت ہوتی ہے۔ دوسرے کے لئے نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے لیے نقش مربع کی کوئی قسم موثر و مفید رہتی ہے۔ پھر کسی معاملہ میں مثلث اور مربع نقوش سے بات نہیں بنتی تو نقشِ مخمس استعمال کرانا پڑتا ہے جو مفید رہتا ہے۔ اور بعض حالات میں مخمس سے بھی آگے جانا پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ مسدس، مسبع مثمن وغیرہ سے کام لینے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے اب ہم حروفِ مقطعات کے مزید اعدادی نقوش پیش کر رہے ہیں۔ ان میں سے ہر نقش بجائے خود انہی تاثیرات کا حامل ہے جو حروفِ مقطعات کی بنیادی خصوصیت ہے۔ مگر نقش کی قسم بدل جانے سے اگر اس کا زور کسی ایسے پہلو کی طرف ہو گیا ہے جو مقصود نہیں ہے۔ اس کیلئے عامل کو ہوشمندی سے کام لینا پڑے گا۔ اور اس میں مناسب تبدیلی کرکے بہتر نتائج پیدا کرنے ہوں گے۔

حرفِ آخر

پیشِ نظر کتاب میں جو نقوش پیش کئے گئے ہیں اور ان کی خانہ پُری و استعمال سے متعلق جو اصول اور ضابطے لکھے گئے ہیں۔ ان کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ ہماری سالہا سال کی محنت اور تجربہ شاہد ہے کہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان کے مطابق عمل کیا جائے تو انشاء اللہ ضرور کامیابی ہو گی۔ اس سلسلے میں ایک گذارش یہ بھی ہے کہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی کی جائے۔ کبائر سے گریز کیا جائے اور صغائر گناہوں سے بھی حتی الامکان بچنے کی کوشش کی جائے۔ اور ان مبارک نقوش کو جائز کاموں میں استعمال کیا جائے۔ جن حاجتمندوں کو تعویذات دیے جائیں انھیں بھی نیکی و شرافت کی زندگی گذارنے کی ہدایت کی جائے۔

اکثر عاملین ان حقائق کی طرف توجہ مبذول نہیں کرتے اور انھیں مریضوں سے حقیقی دلچسپی ہوتی ہے۔ وہ صرف آمدنی چاہتے ہیں۔ اسی لئے بعض اچھے نقوش استعمال کرنے کے باوجود وہ کامیابی سے محروم رہتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے بقدرِ ضرورت اجرت یا زکوٰۃ لینے کی اجازت دی ہے۔ بس اسی حد میں رہا جائے۔ آگے نہ بڑھا جائے۔ لیکن اگر مریض اپنی خوشی سے زیادہ دینا چاہے تو اس کے قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ خلوص اور طمع کے فرق کو ہر حال میں ملحوظ رکھا جائے۔ توقع ہے کہ ہماری اس کتاب سے استفادہ کرنے والے حضرات ہماری اس گذارش پر عمل کریں گے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

مؤلفِ کتاب کے مختصر حالاتِ زندگی

از:- مولانا حکیم شاہ صبیح الرحمٰن (عرف ڈاکٹر نعمان) ولد حضرت مولانا شاہ محمد حفظ الرحمٰن صاحب
مہتمم مدرسہ جامعہ شریفیہ۔ دہلی

ولادت مولانا ۷؍ نومبر ۱۹۳۲ء میں دیوبند کی مردم خیز اور علمی وادبی سرزمین میں شیوخ وسادات کے ایک علمی اور معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد الحاج حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ ہیں۔ جو ایک صاحبِ باطن اور مستجاب الدعوات بزرگ ہیں اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مہاجر مدنی مہتمم اوّل دارالعلوم دیوبند کے نواسے اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ (خلیفہ اوّل مولانا شاہ رفیع الدینؒ) سے بیعت ہیں۔

نسب ننہیال کے اعتبار سے سیّد اور ددیہال کے لحاظ سے شیخ صدیقی ہیں۔

تعلیم شروع سے آخر تک تمام علوم وفنون کی تکمیل دارالعلوم دیوبند میں کی۔ جو برّاعظم ایشیا کی ایک عظیم الشان درسگاہ ہے۔ جس کے فرزند نہ صرف برِصغیر بلکہ دُنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں اور علمی ودینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ نے قرآنِ کریم اپنے چچا قاری بشیر الحق صاحب مرحوم سے حفظ کیا اور تھوڑی ہی عمر میں جیّد حافظ ہوگئے۔ جب آپ تراویح میں قرآنِ پاک سناتے تھے تو لوگ دُور دُور سے سننے کے لئے آتے تھے۔ آپ کے پڑھنے کا طرز بہت پسند کیا جاتا تھا —— تجوید وقرأت کی مشق دارالعلوم کے صدر القراء جناب قاری حفظ الرحمٰن صاحبؒ سے کی۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں مولانا سیّد حسن صاحب مرحوم سے پڑھیں جو اس زمانہ میں شعبۂ فارسی کے اچھے استاذ تھے

گلستان، بوستاں کی تعلیم ماسٹر محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ سے حاصل کی۔ اس کے بعد درجۂ عربی میں داخل ہوگئے اور دارالعلوم کے نصاب کی تکمیل کی۔ صرف و نحو کی اکثر کتابیں دارالعلوم کے قدیم اور لائق استاذ حضرت مولانا قاری اصغر علی صاحبؒ سے، منطق کی ابتدائی کتابیں اور سلم العلوم مولانا محمد حسین صاحب بہاری سے پڑھیں۔ والد ماجد نے بتایا کہ علوم عربیہ کی تعلیم میں شیخ الادبؒ الفقہ حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خصوصی استاذ کی حیثیت حاصل رہی ہے اور علم کا ذوق اور اس کی بنیاد مستحکم کرنے میں حضرتؒ کے فیضِ توجہ کو بڑا دخل ہے۔ شیخ الادبؒ حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ کی نسبت کا بہت لحاظ فرماتے تھے اس لئے بھی مجھ پر ان کی خصوصی شفقت رہی ہے"

والدِ محترم زمانۂ طالبعلمی ہی سے سنجیدہ اور اعتدال پسند رہے ہیں۔ سلامت روی سے کبھی نہیں ہٹے، علمی شغف، کتابی استعداد، ذہن و فکر کی سلامتی اور مزاج میں متانت و سنجیدگی اور کسرِ نفسی آپ کی نمایاں خصوصیات رہی ہیں۔ قدرت کے فیاض ہاتھوں نے آپ کو فکر و نظر کی گہرائی اور گیرائی، معاملہ فہمی اور حسنِ اخلاق کی دولت جس طرح عطا فرمائی ہے وہ دوسروں کو کم ملی ہے۔

حلقۂ احباب

طالب علمی کے زمانہ میں جو عام طور سے لاابالی پن کا زمانہ ہوتا ہے آپ نے یکسوئی کی زندگی گذاری ہے۔ ایک اچھے اور لائق طالبعلم کا جو فرض ہوتا ہے اسے خوب سمجھا ہے اور پورا کیا ہے۔ ساتھیوں کی ایسی انجمن آرائیوں سے جن میں پڑ کر تعلیم کا نقصان ہوتا ہے، ہمیشہ دامن کشاں رہے ہیں۔ آپ کا مکان چونکہ دارالعلوم سے متصل ہے۔ اس لئے مدرسہ میں قیام کی کبھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ علمی شغف، ذوقِ مطالعہ اور کتابی محنت نے آپ کے حلقۂ احباب کو محدود سے محدود تر رکھا۔ چند احباب تھے۔ جب تعلیمی مشاغل سے کچھ مہلت ملتی تو ان سے مل لیتے تھے۔ ان میں سے ایک تو آپ کے چچازاد بھائی مولانا جمیل الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ جامعہ نظامیہ دہلی ہیں۔ جو ایک ہی مکان میں آپ کے

ساتھ رہتے تھے۔ دوسرے حافظ قاری اخلاق احمد صاحب ہیں۔ جو دیوبند کے مشہور طبیب حکیم محمد منعم صاحبؒ کے بیٹے ہیں۔ تیسرے مولانا محفوظ الحسن صاحب سنبھلی مؤلف "روضۃ الصالحین" ہیں چوتھے مولانا کفیل احمد صاحب علوی کیرانوی ہیں یہ محدثِ وقت حضرت مولانا محمد جلیل صاحب کیرانویؒ کے بیٹے ہیں۔ اس وقت دارالعلوم دیوبند میں شعبۂ دینیات و فارسی کے صدر اور دارالعلوم سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ "آئینۂ دارالعلوم" کے ایڈیٹر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ذہن و فکر کی اچھی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ علم و ادب میں ان کا اچھا مقام ہے "اعجازِ نبویؐ" "اسلام مدینہ سے مدائن تک" اور "حضراتِ صحابہؓ" وغیرہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

تعلیم سے فراغت ۱۳۷۱ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کی، بخاری شریف شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ ترمذی شریف اور ابوداؤد شریف شیخ الادبؒ الفقہ حضرت مولانا اعزاز علیؒ سے پڑھی۔ حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ سے مسلم شریف، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سے شمائل ترمذی اور دیگر اساتذہ سے حدیث کی دوسری کتابیں پڑھیں۔

عقدِ نکاح زندگی کے مراحل میں ایک اہم مرحلہ شادی کا آتا ہے جس سے مفر نہیں ہو سکتا۔ یہ قدرت کا ایک نظام ہے جس سے گریز قانونِ قدرت سے انحراف کے مترادف ہے۔ اسی سال ۱۹۵۱ء میں آپ کی پہلی شادی آپ کے چچا حضرت مولانا قاری عتیق احمد صاحب کی بڑی صاحبزادی فاطمہ خاتون سے ہوئی۔ مگر ان کی عمر نے وفا نہ کی، چند ہی سال بعد وفات ہو گئی۔ جس کا والد صاحب کی طبیعت پر گہرا اثر ہوا۔ مرحومہ سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ دوسری شادی دلّی کے مشہور و معروف طبیب حضرت مولانا الحاج حکیم عبدالجلیل صاحب کی بڑی صاحبزادی صفیہ خاتون سے ہوئی۔ ان سے راقم الحروفؒ صبیحہ خاتون عرف چاندنی اور چھوٹے لڑکے حکیم مولانا مفتی محمد صفوان ہیں۔

ضلع اٹاوہ یو، پی میں درسی خدمات

آپ جیسے ہی دار العلوم دیوبند سے فارغ ہوئے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی ہدایت کے مطابق مدرسہ اسلامیہ کٹرہ شباب خاں ضلع اٹاوہ میں عربی استاذ کی حیثیت سے مقرر ہو گئے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد اپنے والدِ محترم کے حکم پر دہلی آ گئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ یہاں والدِ بزرگ وار کی سرپرستی اور رہنمائی میں کئی سال تک عملیات میں مصروف رہے۔ اس دوران حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے عملیات، ان کے رموز و نکات اور علومِ عجیبہ و غریبہ کے حصول میں لگے رہے۔

مولانا کی تدریسی خدمات

۱۹۵۶ء میں مدرسہ رحیمیہ واقع قریش نگر دہلی میں آپ کا تقرر بحیثیتِ مدرس عمل میں آیا۔ کئی سال تک آپ نے دینیات اور تعلیم قرآن کی خدمات انجام دیں اور منصبی فرائض کو پورے احساسِ ذمّہ داری کے ساتھ ادا کیا جس سے ذمّہ دارانِ مدرسہ غیر معمولی طور پر متأثر ہوئے۔

علوم عربیہ کے ایک ممتاز عالم نے قرآنِ مجید کی تعلیمی خدمات کچھ ایسے ڈھنگ سے سرانجام دیں کہ اراکینِ مدرسہ اور طلبار کے ورثار کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ آپ نے بچّوں کو قرآن پاک پڑھانے کا بالکل اچھوتا اور نیا انداز اختیار کیا۔ اس سلسلے میں دو بنیادی مقصد آپ کے پیش نظر رہے۔

(۱) کم سے کم مدّت میں بچّے قرآن پاک کی تعلیم سے فارغ ہو جائیں۔

(۲) جو کچھ پڑھیں صحتِ الفاظ اور تجوید کے قواعد کو ملحوظ رکھ کر پڑھیں۔

طریقۂ تعلیم

آپ نے بلیک بورڈ کی مدد سے مبتدی بچّوں کو ابتداءً حروف شناسی کرائی اس کے بعد چند ہی ہفتوں میں تعلیمِ قرآن کے ضروری قواعد کی دلنشیں انداز میں اس طرح مشق کرائی کہ بچّوں میں خود بخود اتنی استعداد اور صلاحیت پیدا ہو گئی کہ وہ قرآن پاک اپنے سبق سے آگے بھی پڑھنے لگے۔ اگرچہ یہ پڑھنا

روانی کے ساتھ نہیں تھا، رُک رُک کر تھا مگر وہ کہیں سے بھی پڑھنے کے قابل ہوگئے۔

اس طرح دو۲ سال کی قلیل مدت میں، دوسرے مضامین کے ساتھ، تقریباً چالیس۴۰ لڑکوں نے قرآنِ مجید ختم بھی کرلیا۔ روانی بھی پیدا ہوگئی اور تجوید کے ضروری قواعد کی پورے طور پر مشق بھی ہوگئی۔ دیکھنے اور سننے والے محسوس کرتے تھے کہ بچے ایک حافظ کی طرح روانی سے صحت کے ساتھ پڑھ رہے ہیں۔

آپ کا یہ طریقہ بہت مقبول ہوا۔ لوگوں کا اصرار ہوا کہ بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں اپنے مخصوص طرز کے مطابق کچھ ضروری قواعد اور ہدایات لکھ دیجیے۔ اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے دو۲ قاعدے مرتب کئے (۱) قرآنی قاعدہ (۲) قاعدۂ صحتِ الفاظ۔ مبتدی بچوں کے لئے ان سے بہتر اور آسان قواعد شاید آج تک مرتب نہیں ہو پائے۔

مدرسہ رحیمیہ میں درجہ عربی کا انتظام

تیسرے سال اراکینِ مدرسہ کے مشورہ سے آپ نے عربی کلاس کا انتظام کیا اور تقریباً ایک سال تک بچوں کو عربی صرف ونحو کی تعلیم دیتے رہے۔ قرآنِ پاک کی تعلیم کے ساتھ مولانا نے قرآن فہمی کا عام مذاق بھی پیدا کردیا۔ مگر فہمِ قرآن کا ایک بیکراں جذبہ آپ کے دل میں موجزن تھا۔ آپ اور زیادہ وسیع پیمانہ پر قرآن فہمی کا ذوق پیدا کرنا چاہتے تھے۔

سبیل والی مسجد واقع محلہ نواب گنج دہلی میں عربی کلاسوں کا سلسلہ

۱۹۵۸ء میں اسی جذبہ کے تحت سبیل والی مسجد میں عربی کلاسوں کا سلسلہ شروع کردیا۔ قرب وجوار میں رہنے والے اسکول کے بہت سے طلبہ نے اپنی چھٹی کے اوقات میں یہاں آکر عربی تعلیم شروع کردی۔ مولانا کا تبحرِ علمی، عربی گرامر وقواعد پڑھانے کا اچھوتا انداز، قرآن

فہمی کا ملکہ اور طلبہ کی نفسیات کو سمجھنا، یہ وہ خصوصیات تھیں جن کی وجہ سے آپ کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور بہت جلد علمی حلقوں میں وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے آپ کے طریقۂ تعلیم کو نہ صرف پسند کیا گیا بلکہ بہت سے اساتذہ نے اسے مشعلِ راہ بنالیا۔ شہری طلبہ کے علاوہ بیرونی طلبہ بھی آپ کے درس میں شریک ہونے لگے۔ جن کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہونے لگا۔ مگر ان کے قیام اور خورد و نوش کا مسئلہ بہت اہم تھا اور پریشان کن بھی۔ اس لئے شدت سے ضرورت محسوس ہوئی کہ ان تشنگانِ علومِ دینیہ کے لئے باقاعدہ کوئی درسگاہ قائم کی جائے۔

مدرسہ جامعہ شریفیہ کا قیام

۱۹۵۹ء کے اوائل میں مسجد سبیل والی (نواب گنج دہلی) کے بالائی کمرہ میں مدرسہ تفہیم القرآن کے نام سے عربی درسگاہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ چند ماہ بعد علماء و اکابر کے مشورے سے مدرسہ کا نام مدرسہ تفہیم القرآن کی بجائے "مدرسہ جامعہ شریفیہ" رکھا گیا۔

دہلی میں زمانۂ قدیم ہی سے عربی و دینی علوم کی تعلیم و تدریس کا کام مساجد میں ہوتا رہا ہے۔ اسی لئے دہلی کی اکثر مسجدیں مسجدیں تو ہیں ہی۔ دینی درسگاہیں بھی ہیں۔ اس بارے میں غالبًا مسلمانوں کے پیشِ نظر مسجدِ نبوی ﷺ کا نمونہ رہا ہے۔ برِّ اعظم ایشیا کی عظیم درسگاہ (دارالعلوم دیوبند) اوّلاً مسجد ہی میں قائم کی گئی تھی۔ اور اس کی عمر کے ابتدائی دس سال مساجد ہی میں گذرے ہیں۔

بہرکیف قیامِ مدرسہ کے پہلے ہی سال دہلی اور یو۔ پی کے علاوہ دور دراز مقامات بنگال، بہار، کشمیر اور مدراس وغیرہ سے کثیر تعداد میں طلبہ آنے شروع ہو گئے تھے۔

مدرسہ کے لئے وسیع جگہ کی ضرورت

مدرسہ جامعہ شریفیہ سبیل والی مسجد کے بالائی کمرہ میں قائم ہوا تھا۔ مگر جب طلبہ کی تعداد کافی بڑھ گئی تو کسی دوسری وسیع اور مناسب جگہ کی تلاش

شروع کی جانے لگی۔

مدرسہ جامعہ شریفیہ کی تیلی واڑہ میں منتقلی

۱۹۶۱ء میں صدر بازار کے علاقہ تیلی واڑہ کی مسجد پر غیر مسلم عناصر کا قبضہ تھا جو ۱۹۴۷ء سے چلا آرہا تھا۔ انھوں نے مسجد کو جوے سٹے، شراب و کباب اور دوسری بدترین خرافات کا اڈہ بنا رکھا تھا۔ مولانا کے بعض عقیدت مندوں نے حکمتِ عملی سے کام لے کر (جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں) مسجد کے انخلا میں نمایاں کردار ادا کیا اور چند ہفتوں کی کوشش کے بعد غلط کار لوگوں سے مسجد واگذار کرالی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ حق تعالیٰ ان مخلص حضرات کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

جامعہ شریفیہ کے طلبا مستقل طور پر اس مسجد میں قیام پذیر ہوگئے۔ خدا کی شان جس مسجد کو اوباش لوگوں نے غلط کاریوں کا اڈہ بنا رکھا تھا اور جس کے انخلا کی کوئی توقع بھی ان حالات میں نہیں تھی۔ وہ خالی بھی ہوگئی اور اس میں پنجوقتہ نمازیں بھی ہونے لگیں۔ یہی نہیں بلکہ اس میں قال اللہ و قال الرسول کی ایمان افروز صدائیں بھی بلند ہونے لگیں اور آج تک ہو رہی ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ بلند ہوتی رہیں گی۔

خدا کا شکر ہے اور صد ہزار بار شکر ہے کہ آج یہ مسجد دینی طلبا یعنی مہمانانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دینی و علمی مرکز بنی ہوئی ہے۔ نادار، غریب، مسکین مگر دینی تعلیم کے شوقین طلبہ کی ایک خاصی تعداد یہاں دینی تعلیم میں مشغول رہتی ہے۔ تیلی واڑہ کے پورے علاقہ میں ایک گھر بھی مسلمانوں کا نہیں ہے' ایسے تاریک ماحول میں اور لادینی کی ایسی فضا میں، مدرسہ جامعہ شریفیہ کتاب و سنت کی تعلیم کا آفتاب بن کر چمک رہا ہے۔ قرآن و سنت کے یہ جاں نثار رضا کار اور مدرسہ شریفیہ کے عظیم فرزند اللہ کے اس گھر کے مضبوط محافظ بنے ہوئے ہیں اور یہاں سے فارغ ہوکر پھر تعلیم قرآن اور تبلیغِ دین کی خدمات میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

رُوحانی مَطب

مدرسہ سے متصل ہی حضرت مولانا مدظلہٗ کا روحانی مطب ہے۔ مطب کی آمدنی کا بیشتر حصہ انہی غریب طلباء پر صرف کیا جاتا ہے۔

مدرسہ جامعہ شرفیہ کے صدر دروازہ سے ملا ہوا ایک زینہ ہے جو اوپر مطب میں جاتا ہے۔ آپ کا مطب اپنی خصوصیات کے لحاظ سے بالکل ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ صبح اندھیرے ہی سے ضرورت مندوں کی بھیڑ لگنی شروع ہو جاتی ہے ان میں عام لوگ بھی ہوتے ہیں اور سیاسی قائد بھی، وکیل اور جج بھی ہوتے ہیں۔ پولیس اور فوج کے محکمہ سے تعلق رکھنے والے بھی، اسکول، کالج اور عربی درسگاہوں سے وابستہ حضرات بھی، آنے والوں کو سیریل نمبر کے ساتھ ٹوکن تقسیم کر دیے جاتے ہیں۔ پھر اسی کے حساب سے انھیں دیکھا جاتا ہے اس طریقِ کار سے بدنظمی نہیں ہونے پاتی اور نہ کسی کو کوئی شکایت ہوتی ہے۔

صبح ۸ بجے مولانا مطب میں تشریف لاتے ہیں۔ راقم الحروف بھی اکثر مولانا کے ساتھ بیٹھتا ہے اہلِ حاجت اپنے اپنے نمبر پر ملاقات کرتے ہیں۔ ان کو ملاقات کی یا ٹم لینے کی ایک معمولی سی فیس ٹوکن لینے کے وقت جمع کرنی ہوتی ہے جس کا زیادہ تر حصہ غریب طلبہ کے خورد و نوش کے انتظام میں خرچ کیا جاتا ہے۔ جو لوگ فیس دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوتے، غریب ہوتے ہیں۔ مولانا ان کی خدمت بغیر فیس ہی کے کرتے ہیں، تعویذات پر اگرچہ اجرت لینا شرعاً جائز ہے مگر مولانا مدظلہٗ نے طبعًا کبھی اس کو پسند نہیں کیا، یہ طرزِ عمل درحقیقت مولانا کے حقیقی و مخلصانہ جذبات کا آئینہ دار ہے۔

خدمتِ خلق کا جذبہ

حدیث میں ہے اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ (ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے) محسنِ انسانیت

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق والدِ محترم نے بلا تفریقِ مذہب و ملت خدمتِ خلق کو اپنا مقصدِ حیات بنا رکھا ہے۔ چنانچہ روزانہ حاضر ہونے والے عقیدت مندوں میں صرف مسلمان ہی نہیں ہوتے، بڑی مقدار میں غیر مسلم بھی جذباتِ عقیدت لئے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔ مولانا اپنے فیضِ بیکراں سے انھیں بھی مستفید فرماتے ہیں۔

عملیات میں مقبولیت موجودہ وقت میں آپ کی ذات مرجع خلائق بنی ہوئی ہے۔ آپ کو قدرت نے جو مقبولیت اور ہر دل عزیزی عطا کی ہے۔ فی زمانہ وہ دوسروں کو حاصل نہیں۔ کتنے ہی لوگوں کو میں نے یہ اعتراف کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ "ہم بہت سے عاملین کے یہاں گئے مگر مریضوں سے ہمدردی، خلوص وللٰہیت، صفائی معاملات اور روحانی و جسمانی امراض کی صحیح تشخیص اور نسخہ کی بہتر تجویز جو یہاں دیکھی ہے وہ کسی اور جگہ دیکھنے میں نہیں آئی"۔

واقعہ یہ ہے کہ میں ایک بیٹے کی حیثیت سے نہیں بلکہ حقیقت پسندی کے تقاضے سے یہ لکھنے میں حق بجانب ہوں کہ اغراض و مفادات اور خود پسندی و تعلی کے اس بھیانک دور میں مولانا مدظلہ کی ذاتِ گرامی اسلاف کی خشیتِ الٰہی سے معمور زندگی کا ایک بہترین نمونہ ہے، ایک تابناک مثال ہے، وَرع واحتیاط میں قناعت واستغنا میں، بذل وسخا میں اور عجز وانکساری میں آپ کی مثال مشکل سے ملے گی۔ ذاتی مفادات کی طمع آپ کی چڑ ہے، عقیدت مندوں نے کتنے ہی مواقع پر آپ کی ذاتِ خاص کیلئے لمبی لمبی رقمیں پیش کیں جنھیں ان کے بیحد اصرار پر قبول تو فرما لیا۔ لیکن وہ سب مدرسہ کے مستحق طلباء پر خرچ کر دیں۔

ضبطِ اوقات کا دستور العمل

مولانا کے یہاں ضرورت مندوں کا تانتا ہر وقت لگا رہتا ہے۔ مگر مدرسہ کے نظم ونسق اور دیگر کاموں کی ذمہ داری کی بنا پر آپ کے یہاں ضبطِ اوقات کا بیحد التزام ہے۔ صبح ۸ بجے سے روزانہ چھ گھنٹے خدمتِ خلق کے لئے وقف ہیں تاہم تعویذات کے لئے جب بعض اوقات لوگ حد سے زیادہ پریشان کرتے ہیں تو گاہ گاہ غیر وقت میں بھی آپ متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن ذمہ داریوں کے ہجوم کی وجہ سے اکثر معذرت پیش کرنی پڑتی ہے۔ کثرتِ کار کی بنا پر مولانا کی صحت بھی کافی متاثر رہنے لگی ہے۔

مولانا کے خصوصی عملیات

حضرت مولانا مدظلہٗ کے پاس بعض اعمال اور تعویذ ایسے نادر و نایاب ہیں جو شاید ہی کسی کے پاس ہوں گے، اور ہوں گے بھی تو ان پر اتنی محنت نہیں کی گئی ہو گی جتنی حضرت مدظلہ کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں خود مولانا نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ

"میرے بعض خصوصی عملیات کا ماخذ وہ خاندانی تجربات ہیں جو مجھے والد ماجد الحاج حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب سے اور خاندان کے بعض دوسرے بزرگوں سے حاصل ہوئے ہیں اور جن پر میں نے خود بھی پوری محنت کی ہے، والد صاحب کے پاس یہ تبرکات اپنے نانا حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ سے پہنچے ہیں، موصوف مدظلہٗ العالی نے اپنی زندگی کی طویل منزلیں گذار دیں مگر اس گنجینۂ عجائب کو حرزِ جاں بنائے رکھا اور ان کے ذریعہ خاص خاص موقعوں پر خدمتِ خلق بھی فرماتے رہے۔ مگر جہاں انھوں نے نام و نمود سے دامن کشاں رہتے ہوئے گوشہ نشینی اور گمنامی میں زندگی کا طویل حصہ گذار دیا، وہاں افتادِ طبع بھی کچھ ایسی رہی کہ ان خصوصی اعمال کی عام اجازت دینے پر آمادہ نہیں ہوئے۔ اخفا ہی فرماتے رہے۔ میں نے بارہا

حضرت والا کی خدمت میں یہ عرض داشت پیش کی کہ اس اخفاء سے جس طرح بعض حکماء کے مجرّب اور قیمتی نسخے اور بعض کاملین کے مجرّب عملیات دنیا سے ناپید ہو گئے ہیں اسی طرح حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا یہ گنجینۂ گراں مایہ بھی نابود ہو جائے گا۔ میرے بارہا کے اصرار پر حضرت والد صاحب نے بعض عملیات کی اجازت مرحمت فرمادی۔ فجزاہ اللّٰہ خیرالجزاء"

عملیات کے موضوع پر حضرت مدظلہٗ نے کتاب کی تدوین شروع کر رکھی ہے۔ جس میں خصوصیت سے ان اعمال پر روشنی ڈالی گئی ہے جو حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ کے معمولات تھے۔ خدا کرے یہ کتاب جلد مکمل ہو جائے اور لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقع ملے۔ آمین

مشاہیر اور اکابرِ علماء کا آپ پر اعتماد

علماء و اکابر کی خاصی تعداد نے آپ کے عملیات سے استفادہ کیا ہے اور برابر کرتے رہتے ہیں۔ وہ حضرات علماء جن کو خود میں نے بارہا مولانا کی طرف رجوع کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحبؒ سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند۔
حضرت مولانا شریف الحسن صاحبؒ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند۔
حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی صدر جمعیۃ العلماء ہند۔
حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی مدرس دارالعلوم دیوبند۔
حضرت مولانا وحید الزماں صاحب صدر ملی جمعیۃ العلماء واستاذ ادب دارالعلوم دیوبند
حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب شیخ الحدیث مدرسہ خادم الاسلام ہاپوڑ
حضرت مولانا ناظر حسن صاحب مہتمم مدرسہ خادم الاسلام ہاپوڑ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب بزرگ مہتمم مدرسہ ڈابھیل۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب، مہتمم مدرسہ اصلاح البنات۔ سملک ضلع بلسار۔
حضرت مولانا محفوظ الحسن صاحب مؤلف روضۃ الصالحین، پھاٹک حبش خاں دہلی
حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب سنبھلی مدرس دارالعلوم دیوبند۔
حضرت مولانا مفتی ضیاء الحق صاحب دھلوی مقیم حال پاکستان
حضرت مولانا اکرام الحق صاحب شیخ الحدیث ڈابھیل۔
حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی۔
حضرت مولانا فضیل احمد صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند۔
حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی

حضرت مؤلف کے جدّ اعلیٰ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا مدظلہٗ کے جدّ اعلیٰ کے حالات کا بھی مختصر طور پر تذکرہ کر دیا جائے۔ جی تو یہ چاہتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کی زندگی کے مختلف گوشوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے جس میں شاہ صاحب کے علمی حالات، کشف و کرامات محیر العقول واقعات اور معمولاتِ زندگی کے بارے میں تفصیل کے ساتھ لکھا جائے مگر یہ موقع حضرت شاہ صاحب کی سوانح لکھنے کا نہیں ہے اس لئے ہم صرف ان تاریخی گوشوں پر توجہ دیں گے جو دارالعلوم دیوبند کی قدیم روداذوں، القاسم (دارالعلوم سے شائع ہونے والا ماہنامہ) کے قدیم پرچوں میں محفوظ ہیں۔ نیز تاریخ دیوبند اور تاریخ دارالعلوم میں قدرے تفصیل سے مذکور ہیں۔

تاریخ کی یہ دونوں ضخیم کتابیں حضرت مولانا سید محبوب رضوی کی مرتبہ ہیں جن کی ذاتِ گرامی تاریخی تحقیقات میں سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ رضوی صاحب مرحوم حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کے چھوٹے بھائی مولانا فضیح الدین صاحب کے نواسے تھے۔

اور میرے والدِ محترم حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کے حقیقی خالو اور مذکورہ رشتہ کے لحاظ سے چچا تھے۔

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے دارالعلوم کے بالکل ابتدائی دور میں بیس سال تک دارالعلوم کی نہایت عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ یہ زمانہ دارالعلوم دیوبند کی تاسیس و بنیاد کا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شب و روز کی لگن، محنت اور بے پناہ جذبۂ و عمل یہی تھا کہ یہ درسگاہ دینِ عظیم کا بہت بڑا اور بے مثال مرکز بن جائے۔ اس کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو جائے۔ ملک کے گوشہ گوشہ میں اس کے ذریعہ علمِ نبوت کی شعاعیں پہنچ جائیں۔ اس سلسلے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے انہماک کا تھوڑا بہت اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ دارالعلوم کا انصرام و اہتمام، طلبہ کی نگرانی و تربیت اور مدرسہ سے متعلق دوسری اہم ذمہ داریاں آپ کو اتنی بھی مہلت نہیں دیتی تھیں کہ کچھ وقت اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ گذاریں۔ جب کہ آپ کا مکان بھی دارالعلوم سے دور نہیں تھا۔ چند ہی قدم کے فاصلہ پر تھا۔ ہمہ وقت یہی دھن اور یہی طوفانی جذبہ تھا کہ دارالعلوم جلد سے جلد علمی و عملی اور فلاح و بہبود کی شاہراہ پر گامزن ہو جائے۔ جمعہ کے دن اگر کچھ وقت مل جاتا تو تھوڑی دیر کیلئے مکان تشریف لے جاتے اور متعلقین کی خبر گیری فرما لیتے۔

ان ناقابلِ تردید حقائق کی موجودگی میں جب بھی حضرت شاہ صاحبؒ کی ذاتِ گرامی کا تذکرہ کیا جائے گا تو لازماً دارالعلوم دیوبند کے ابتدائی حالات کا ذکر بھی آئے گا۔ یا جب مؤرخ دارالعلوم کی تاریخ لکھے گا تو شاہ صاحبؒ کا تذکرہ بھی قدرتاً کیا جائے گا۔ یہ اس لئے کہ آپؒ کی ذات دارالعلوم کی تاسیسی کڑیوں سے جڑی ہوئی ہے۔ جسے کسی طرح الگ نہیں کیا جا سکتا۔

دار العلوم کا قیام اور باشندگان دیوبند

۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء میں چھتہ کی مسجد میں دار العلوم کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس زمانہ کے معتقد بزرگ جناب حاجی فضل حق صاحبؒ سوانح مخطوطہ میں رقمطراز ہیں کہ،

ایک دن وقتِ اشراق حضرت حاجی سید عابد حسین صاحب نے سفید رومال کی جھولی بنائی اور اس میں تین روپے اپنے پاس سے ڈالے اور چھتہ کی مسجد سے تنِ تنہا مولانا مہتاب علی (شیخ الہند کے تائے) کے پاس تشریف لائے اور اپنے مدرسہ اسلامی کی بنیاد ڈالنے کے عزم کا اظہار کرتے ہوئے چندہ کی فرمائش کی۔ مولانا مہتاب علی دیوبندی نے انتہائی خندہ پیشانی سے چھ۶ روپے عنایت کئے۔ اور دعا کی۔ پھر بارہ ۱۲ روپے مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ دیوبندی (والد ماجد حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب) نے عنایت کئے۔ اور چھ۶ روپے اس مسکین (حاجی فضل حق صاحب) نے دئے وہاں سے اٹھ کر مولانا ذو الفقار علی (والد حضرت شیخ الہند) کے پاس آئے۔ مولانا بڑے علم دوست تھے۔ فوراً بارہ روپے دئے اور حسنِ اتفاق سے اس وقت سید ذو الفقار علی ثانی دیوبندی وہاں موجود تھے ان کی طرف سے بھی بارہ روپے عنایت کئے۔ وہاں سے اٹھ کر یہ درویش بادشاہ محلّہ ابوالبرکات پہنچے۔ دو سو روپے جمع ہو گئے اور شام تک تین سو روپے۔ پھر رفتہ رفتہ خوب چرچا ہوا اور جو پھل پھول اس کو لگے وہ ظاہر ہیں۔ یہ قصہ بروزِ جمعہ دوم ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۲ھ میں ہوا۔ (سوانح مخطوطہ بحوالہ سوانح قاسمی جلد دوم)

(تاریخ دار العلوم صفحہ ۱۵۰)

اس واقعہ کے ٹھیک دو ماہ بعد ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ کو چھتہ کی مسجد کے کھلے صحن میں انار کے درخت کے نیچے نہایت ہی سادگی کے ساتھ تعلیم شروع ہوگئی۔ استاذ و شاگرد دونوں محمود تھے۔ یعنی دیوبند کے نامور عالم ملا محمود استاذ تھے اور محمود حسن شاگرد، یہی محمود حسن ہیں جنھیں آج دنیا شیخ الہند کے نام سے جانتی ہے۔ اور جن کی ذہانت، عظمت اور علمی سربلندی پر ملتِ اسلامیہ کو فخر ہے اور رہے گا۔ مدرسہ قائم ہوچکا تھا تعلیم کا آغاز بھی ہوگیا تھا۔ نظم کو قائم اور مستحکم بنانے کیلئے حضرت حاجی عابد حسین صاحبؒ دیوبندی کو مدرسہ کا مہتمم مقرر کیا گیا۔

مدرسہ کے قیام کو ابھی پورا ایک ماہ بھی نہیں ہوا تھا کہ طلبہ کی تعداد ۲۱ ہوگئی اور پھر تیزی کے ساتھ تعداد بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ پہلے ہی سال میں ۷۸ طلبہ ہوگئے

قیامِ دارالعلوم کیلئے چھتہ کی مسجد کا انتخاب کیوں؟

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ان بزرگوں کے سامنے ایک عظیم الشان مدرسہ کے قیام کا پروگرام تھا تو اس بلند مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے فی الوقت اگر کوئی وسیع عمارت میسر نہیں تھی تو کم از کم کسی ایسی مسجد کا انتخاب کیا جاتا جو کشادہ ہوتی۔ مسجدِ چھتہ ہی کو کیوں منتخب کیا گیا جبکہ وہ ایک چھوٹی سی مسجد تھی اور آج تک چھوٹی ہی ہے۔

اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ تعلیم کے ساتھ طلبہ کی تربیت اور ان کی نگرانی کا کام بھی کم اہم نہیں تھا اور یہ جب ہی ممکن تھا کہ ذمہ دارانِ مدرسہ ہمہ وقت وہاں موجود رہیں اور طلبہ کی تمام باتوں پر نظر رکھیں۔ حضرت حاجی سید عابد حسین صاحبؒ جو اس کارِ عظیم کے اصل محرک اور روحِ رواں تھے، ان کا اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا قیام مدرسہ کے قیام سے قبل ہی چھتہ کی مسجد میں رہتا تھا۔ دراصل وہ ان دونوں بزرگوں کی خانقاہ بھی تھی۔ اس لئے تمام کام بحسن وخوبی انجام پاتا رہا۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی سسرال مسجدِ چھتہ سے متصل محلہ دیوان میں تھی۔ حضرت نانوتویؒ کا وردِ مسعود جب کبھی دیوبند ہوتا تو وہ بھی زیادہ تر چھتہ کی مسجد میں انہی بزرگوں کے پاس قیام فرماتے ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز ٭ کبوتر با کبوتر باز با باز!!

تاریخِ دارالعلوم ص۱۴۹ اور سوانحِ قاسمی ص۲۳۱ جلد دوم میں ہے کہ

"اس زمانہ میں جناب مولانا رفیع الدین صاحبؒ اور جناب حاجی سیّد عابد حسین صاحبؒ چھتہ کی مسجد میں قیام پذیر تھے۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ بھی ان بزرگوں کی وجہ سے اسی مسجد میں قیام فرماتے اور ان دونوں بزرگوں سے کمال درجہ کا ربط وضبط قائم ہو گیا تھا"!

دارالعلوم کے قیام میں اہلِ دیوبند کا ناقابلِ فراموش حصہ!

باشندگانِ دیوبند نے دامے درمے، قدمے، سخنے، ہر طرح پیش پیش ہو کر دارالعلوم قائم کرنے میں زبردست حصہ لیا۔

تاریخِ دارالعلوم دیوبند کے ص۱۳۲ پر مذکور ہے کہ

"دارالعلوم کے قیام اور اس کی بقاء و ترقی میں اہلِ دیوبند نے جس فراخ حوصلگی، فیاضی اور علم دوستی کا ثبوت دیا ہے، اس کی مثال اگر نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہے۔ دیوبند کے اہلِ خیر نے بیرونی طلبہ کے قیام و طعام اور دوسری ضروریات حتیٰ کہ دھوبی اور حجام تک سے مصارف اپنے ذمہ لے کر جس طرح بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دارالعلوم کو ترقی کرنے کے مواقع بہم پہنچائے وہ اہلِ دیوبند کا بڑا کارنامہ ہے۔ حضرت مولانا نانوتویؒ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ

"دارالعلوم قائم کرنے میں جو دل سوزی یہاں کے باشندوں نے کی وہ اتنی نہیں کہ ہم زبان سے ادا کریں۔۔۔
اہلِ دیوبند نے ان (طلبہ) کے سر پر دستِ شفقت رکھا۔ ماں باپ کو بھلا دیا۔ دیوبند کو گھر بنا دیا۔ یہ وہ خاص بات ہے جس میں ان کا کوئی شریک وسہیم نظر نہیں آتا"

حاجی سید عابد حسینؒ کی حج کیلئے روانگی

دارالعلوم کے قیام کو ابھی ایک ہی سال ہوا تھا کہ حاجی صاحبؒ نے حجِ بیت اللہ کا ارادہ فرمالیا۔ اہلِ دیوبند میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تمام خیر خواہانِ دارالعلوم میں اضطرابی کیفیات پیدا ہونے لگیں۔ ہر کوئی اپنے دل میں سخت پریشانی محسوس کر رہا تھا۔ اس وقت کی فضا میں غالبًا لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ حاجی صاحبؒ ہجرت کے خیال سے تشریف لے جا رہے ہیں۔ ورنہ جہاں تک حج کیلئے جانے کی بات ہے۔ اس میں تو پریشانی کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ بہر کیف حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ جو حاجی صاحبؒ کے قدیمی اور جگری دوست تھے اور جن کا شمار اولیاء کاملین میں ہوتا تھا۔ اور چھتہ ہی کی مسجد میں مقیم رہتے تھے۔ حاجی صاحبؒ کی عدم موجودگی میں تمام اہالیانِ دیوبند اور تمام علماء و مشائخ کی نظریں حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ پر مرکوز ہو گئیں۔ چاروں طرف سے یہی تقاضا تھا کہ دارالعلوم کی تمام ذمہ داری ان کو سونپ دی جائے۔ لیکن اہلِ رائے اور ہوشمند حضرات کے اصرار کے باوجود خود شاہ صاحبؒ اس عظیم ذمہ داری کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں تھے ـــ مگر قضاو قدر کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اور دارالعلوم کی بقاد ترقی آپؒ کے زیرِ اہتمام مقدر ہو چکی تھی۔ اشارۂ غیبی ہوا حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علومِ دینیہ کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دیدی ہیں" (تاریخ دارالعلوم صـ۱۳۵)

خواب کی تعبیر میں دو رائے نہیں ہو سکتی تھیں۔ صاف اور واضح اشارہ تھا کہ من جانب اللہ حضرت شاہ صاحبؒ کو دارالعلوم کے انتظام پر مامور کر دیا گیا ہے۔
صبح کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے آپ کو مجبور کیا کہ اس ذمہ داری کو قبول فرمائیں۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے کار اہتمام قبول تو فرمایا مگر اس کی نازک ترین اور اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے سلسلے میں پریشان اور متفکر رہتے تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ ان میں انتظامی صلاحیتیں نہیں تھیں۔ ایسا ہوتا تو حضرت نانوتویؒ جیسا بیدار مغز اور حالات پر گہری نظر رکھنے والا انسان ان کو اس کام کے لئے مجبور کیوں کرتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل اللہ ہمیشہ اپنے آپ کو اہم ذمہ داریوں سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آخرت کی جواب دہی کا احساس انھیں ہر وقت فکرمند رکھتا ہے۔ اسی لئے یہ حضرات بڑے بڑے منصبوں کی پیش کش کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ ان کی نگاہ میں منصب کی ادنیٰ سی بھی حیثیت نہیں۔ ایسے مواقع پر یہ محتاط انداز میں کنارے پر رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ؎

بہ دریا منافع بے شمار است
اگر خواہی سلامت برکنار است،

تاریخ دارالعلوم ص۲۹ پر ہے کہ
"میں (شاہ رفیع الدین) اہتمام کی ذمہ داری سے گھبراتا تھا۔ جب چھوڑنے کا ارادہ کرتا تو حضرت نانوتویؒ مانع آجاتے۔"

حاجی عابد حسین صاحبؒ کی مدرسے سے جدائی

رودادِ دارالعلوم ۱۲۸۴ھ میں مذکور ہے کہ
یہ ایسا زلزلہ تھا اگر بنیادِ مدرسہ بیخ برکندہ ہو جاتی تو عجب نہ تھا کیونکہ باشندگانِ دیوبند میں بظاہر کوئی ایسا نظر نہ آتا تھا کہ اس کا متکفل ہو

مولانا شاہ رفیع الدینؒ کے بارے میں سب کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ
انتظامی جھمیلوں سے گھبراتے ہیں۔ لیکن ع
خدا خود میر ساماں است ارباب توکل را
بعض ارکان کو جنھیں ولایت کاملہ اور اخلاصِ نیت حاصل تھا،
(من جانب اللہ) یہ القاء ہوا کہ اس کام کے واسطے مولانا شاہ رفیع الدین
صاحبؒ ہی مناسب ہیں۔ یہ عظیم الشان ذمہ داری انہی کو سونپی جائے۔
چنانچہ ابتدائے شعبان ۱۲۸۴ھ سے یہ کام ان کے سپرد ہو گیا اور انتظام مدرسہ کی
طرف سے بالکل اطمینان ہو گیا۔ (تاریخ دارالعلوم ص۱۶۳)

دارالعلوم دیوبند کا چوتھا سال اور شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا سفر حج

۱۲۸۶ھ میں حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ مہتمم دارالعلوم حج کیلئے تشریف لے گئے تو پھر حاجی سید عابد حسین صاحبؒ کو دوبارہ مہتمم مقرر کر دیا گیا۔ حضرت حاجی صاحبؒ کثرتِ مشاغل اور خلق اللہ کی خدمت میں مصروف رہنے کے باوجود کمالِ حسن و خوبی کے ساتھ کارہائے اہتمام انجام دیتے رہے۔

مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کی مدینہ منورہ سے واپسی کا روح پرور منظر

حضرت مولاناؒ کی حج بیت اللہ سے واپسی کا منظر بڑا ہی عجیب اور دلکش تھا، ہزاروں لوگ پیادہ حضرت کے استقبال اور زیارت کے لئے والہانہ طور پر اسٹیشن پہنچ رہے تھے۔ اہلِ دیوبند کے جوش و مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اہالیانِ دیوبند خوشی سے جھوم رہے تھے۔ طلبہ دارالعلوم حضرت کے فیوض و برکات سے متمتع ہونے کے لئے بے قرار تھے۔ فرطِ مسرت میں بہت سی آنکھیں اشک بار ہو رہی تھیں، حضرتِ والا ریلوے اسٹیشن سے سیدھے چھتہ کی مسجد میں تشریف لائے۔

یہاں آپ کی زیارت کے لئے کثیر تعداد میں مشتاقان جمع تھے۔ عام لوگوں کے علاوہ معتقد حضرات، حضرت حاجی عابد حسین صاحبؒ، حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحبؒ اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ وغیرہ سے پُرخلوص ملاقاتیں ہوئیں۔ چھتہ کی مسجد میں کچھ قیام کے بعد آپ مکان تشریف لے گئے۔

مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا دوبارہ دورِ اہتمام | سفرِ حج سے واپسی کے بعد ۱۲۸۹ھ کو۔

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کو دوبارہ اہتمام کی ذمہ داری سونپی گئی اور ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۸ء کے اوائل تک آپؒ دارالعلوم کی بحیثیت مہتمم بے لوث خدمات انجام دیتے رہے۔ آپؒ کا دورِ اہتمام بڑی خیر و برکت کا دور تھا۔ انتظامی معاملات نہایت چُست اور صاف ستھرے تھے۔ تعلیمی نظام بھی بجائے خود بہت مستحکم اور معیاری نظام تھا۔ آپؒ کے دور میں دارالعلوم دیوبند نے ہمہ جہتی ترقی و شہرت حاصل کی۔ دارالعلوم کی تمام قدیم مضبوط اور خوبصورت عمارتیں آپؒ ہی کے زمانۂ اہتمام کی تعمیر شدہ ہیں۔ ماہنامہ "القاسم" میں ہے کہ "مدرسہ کا اہتمام مولانا رفیع الدین صاحبؒ کے سپرد ہوا۔ مولانا موصوف کی برکت سے چندہ میں بہت اضافہ ہوا۔ بلکہ سالِ گذشتہ جن لوگوں نے وعدے کئے تھے اس کا اکثر حصہ بھی وصول ہوگیا

(القاسم ص۵۹ محرم ۱۳۴۷ھ)

اسی رسالہ میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا مضمون بھی ہے، جس میں فرماتے ہیں کہ:

> مولانا رفیع الدین صاحبؒ میدانِ طریقت و حقیقت کے اعلیٰ شہسوار اور نہایت مکمل شخص تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی دہلوی مجددی مہاجر قدس اللہ سرہٗ العزیز کے خلفاء میں وہ اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ ان پر فخر کیا کرتے تھے۔ مولانا رفیع الدین صاحبؒ کے روحانی فیوضات کو دارالعلوم کی کامیابی اور فارغ التحصیل طلبہ کی تربیت و پرورش میں نمایاں حصہ ہے۔

(القاسم ص۵۶ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ)

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کی ہجرتِ مدینہ

تقریباً بیس سال تک یہ درویش صفت مجاہد اور عظیم شخصیت کے مالک مسلسل اپنے محبوب ادارہ دارالعلوم کی بے لاگ خدمت کرتے رہے۔ بالآخر دارالعلوم کو بامِ عروج پر پہنچا کر ۱۳۰۶ھ میں حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے۔ ان کا یہ سفر بقصدِ ہجرت تھا۔ دو سال مدینہ منورہ میں قیام کے بعد ۱۳۰۸ھ میں آپ کی وفات ہوگئی حق تعالیٰ اس مردِ حق آگاہ کی قبر پر ہمیشہ رحمتوں کا سایہ رکھے۔ آمین۔

مولاناؒ کی ہجرتِ مدینہ کے بعد تیسری مرتبہ پھر کارِ اہتمام حضرت حاجی سید عابد حسینؒ کے سپرد کیا گیا۔ چنانچہ ۱۳۱۰ھ تک مرحوم متعلقہ فرائض انجام دیتے رہے۔ مگر گوناگوں مشاغل کی وجہ سے اور اہتمام کی ذمہ داریوں کے زیادہ تر ہوجانے کی وجہ سے آپؒ نے اپنی جگہ جناب حاجی فضلِ حق دیوبندیؒ کو کارہائے اہتمام سنبھالنے کیلئے تیار کر لیا۔ اور باہمی مشوروں سے ان کو مہتمم بنا دیا گیا۔ اور خود حضرت حاجی صاحبؒ اس عہدہ سے سبکدوش ہوگئے۔ صرف نگرانی کی ذمہ داری باقی رکھی۔ یعنی نگرانی فرماتے رہے

(تاریخ دارالعلوم ص۲۰)

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا مزار

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق آپؒ کو جنت البقیع میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو اور شاہ عبدالغنیؒ کے

قدموں میں دفن کیا گیا۔ (مکتوباتِ اکابر ص۸۶)

نودرہ کی تعمیر اور آنحضرت ﷺ کی رہنمائی

نودرہ کی خوبصورت عمارت دارالعلوم کی عمارتوں میں سب سے پہلی عمارت ہے جو اپنے اندر سب سے ممتاز شان لئے ہوئے ہے۔ تعمیر کے لئے جب اس کی بنیاد کھدوائی گئی تو حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجوزہ مقام پر تشریف فرما ہیں، اور ارشاد فرمارہے ہیں کہ "رفیع الدین یہ احاطہ تو مختصر ہے" یہ فرماکر خود عصائے مبارک سے نقشہ کھینچ کر فرمایا کہ "یہ عمارت اس نقشہ پر بنائی جائے" مولانا صبح اٹھ کر جب اس جگہ پہنچے تو دیکھا کہ صاف نشانات موجود ہیں۔

(تاریخِ دیوبند ص۲۸۳، تاریخ دارالعلوم ص۱۸۱)

میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام نشانات کو اپنے ناخنوں سے کھود کر جو مٹی حاصل ہوئی اسے ایک مٹی کے گھڑے میں بھر لیا اور پھر نودرے کے وسط میں خود ایک گڑھا کھود کر اس گھڑے کو اس میں دفن کردیا اس وقت آپ پر رقت کی ایک عجیب کیفیت طاری تھی اور آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو رہی تھیں۔ بعدہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھینچی ہوئی لائنوں پر نودرہ کی تعمیر شروع کرادی۔

نودرہ کی برکات

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"میں نے دارالعلوم میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تو نودرہ کی درمیانی درسگاہ پسند کی۔ کیونکہ اس درسگاہ کے بارے میں دارالعلوم کے سب سے پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ

کا مکاشفہ ہے کہ میں نے اس درسگاہ سے عرش تک نور کا ایک سلسلہ زنجیر کے مانند دیکھا ہے چنانچہ اس کی برکتیں میرے مشاہدہ میں اس طرح آئیں کہ بعض دفعہ جب مطالعہ سے کوئی بات حل نہ ہوئی اور سمجھ میں نہ آئی حتیٰ کہ حضرت مولانا انور شاہؒ اور دیگر اساتذہ سے دریافت کرنے پر بھی شرحِ صدر نہ ہو سکا۔ لیکن جب اس درسگاہ میں پہنچ کر توجہ کی تو چند منٹوں میں خود بخود مسئلہ حل ہو گیا۔ میں نے اُسے نودرہ ہی کی برکت محسوس کی۔" (مجالسِ حکیم الاسلام ص۵۴)

دارالعلوم کا یہ مقام جہاں نودرہ واقع ہے، احاطہ مولسری کے نام سے موسوم ہے اس احاطہ میں وہ تاریخی کنواں ہے۔ جسے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے نودرہ کی تعمیر کے ساتھ بنوایا تھا۔ یہ کنواں بھی بڑا بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ اس کا پانی نہایت شیریں اور ٹھنڈا ہے۔ ہندوستان کے مشہور عالم اور بلند پایہ مصنّف حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ اس کنویں کے پانی کی نسبت اپنا تاثر یوں بیان کرتے ہیں کہ

"اتنا لذیذ، اتنا خوشگوار، اتنا شیریں، صاف وسبک اور خنک پانی میں نے اس سے پہلے نہیں پیا تھا"

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے ایک دوسرے خواب میں یہ بھی دیکھا تھا کہ یہ کنواں دُودھ سے بھرا ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیالے سے دُودھ تقسیم فرما رہے ہیں۔ بعض لوگوں کے پاس چھوٹے برتن ہیں اور بعض کے پاس بڑے۔ ہر شخص اپنا برتن دُودھ سے بھر کر لے جا رہا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے برتنوں کے چھوٹے اور بڑے ہونے کی یہ تعبیر دی کہ اس سے ہر شخص کا ظرفِ علم مراد ہے

(تاریخِ دارالعلوم ص۱۸۶/۱)

ایک سبق آموز واقعہ

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ اپنے دورِ اہتمام میں ایک مرتبہ نودرہ کے سامنے کھڑے تھے۔ ایک طالب علم جو مطبخ سے کھانا لے کر آرہا تھا، آپ کے پاس آیا۔ اور سالن کے پیالے کو آپ کے سامنے کرتے ہوئے گستاخانہ انداز میں بولا۔ دیکھئے۔ یہ ہے آپکے مدرسہ کا سالن جس میں نہ ٹھیک سے مسالہ ہے اور نہ گھی، یہ کہہ کر پیالہ زمین پر پٹخ دیا۔ چند طلبہ جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ انھیں اس بدتمیزی اور گستاخانہ حرکت پر بہت غصہ آیا۔ مگر حضرت کے ادب کی وجہ سے خاموش رہے۔ حضرتؒ نے اس بے ادب طالب علم کو کچھ نہیں کہا خاموش رہے۔ البتہ سر سے پاؤں تک تین مرتبہ اس پر نظر ڈالی۔ پھر متانت سے فرمایا "یہ تو مدرسہ کا طالب علم نہیں ہے" طلبہ نے عرض کیا: حضرت یہ تو یہیں کا طالب علم ہے۔ اس کا نام باقاعدہ مطبخ میں درج ہے" آپؒ نے فرمایا "جو کچھ بھی ہو یہ مدرسہ کا طالب علم نہیں ہو سکتا" جب چھان بین ہوئی تو یہ حقیقت کھلی کہ وہ واقعی طالب علم نہیں تھا۔ بلکہ اس کا ہم نام ایک دوسرا طالب علم تھا جو کسی شدید مجبوری کے تحت مدرسہ سے چلا گیا تھا۔ اس گستاخ طالب علم نے موقع سے ناجائز فائدہ اٹھاکر مدرسہ سے کھانا لینا شروع کر دیا۔ بعد میں طلبہ نے حضرتؒ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ حضرت: بات تو وہی نکلی جو آپ نے فرمائی تھی مگر باوجود دفتروں میں اس کا نام درج ہونے کے حضرت والا نے اتنے اعتماد اور اتنے یقین کے ساتھ کیسے فرمادیا کہ یہ مدرسہ کا طالب علم نہیں ہے ——— ارشاد فرمایا کہ جب سال شروع ہوتا ہے اور داخلہ کے لئے طلبہ آتے ہیں تو داخلہ لینے والے طلبہ میں سے ہر ایک کو پہچان لیتا ہوں کہ یہ بھی اُن دودھ لینے والوں میں تھا اور یہ بھی۔ میں نے اس گستاخ طالب علم پر تین بار نگاہ ڈالی مگر یہ اس مجمع میں نہیں تھا اس لئے میں نے قوت کے ساتھ کہدیا کہ یہ مدرسہ کا طالب علم نہیں ہے۔ (تاریخِ دارالعلوم ص۸۵)

دارالعلوم کا ابتدائی ۲۹ سالہ دورِ اہتمام

دارالعلوم کی سوا سو سالہ زندگی میں ہزاروں علماء و فضلاء، مبلغ، مصنف اور اہلِ قلم پیدا ہوئے جنھوں نے برِّصغیر کی اسلامی تاریخ میں انقلاب آفریں مقام حاصل کیا ہے۔ ان کے علمی، دینی، تبلیغی تصنیفی اور اصلاحی کارنامے بڑی اہمیت رکھتے ہیں خصوصاً تعلیم و تدریس اور وعظ و تبلیغ کے میدانوں میں فضلائے دارالعلوم سب سے آگے نظر آتے ہیں مگر حضرت حاجی سید عابد حسینؒ اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کے ۲۹ سالہ دورِ اہتمام کی خصوصیات بہت ہی نمایاں ہیں۔

اسی دور میں دارالعلوم نے شہرۂ آفاق مقام حاصل کر لیا تھا۔ نیز اس دور میں دارالعلوم کے آغوشِ علم سے جو علماء تعلیم و تربیت پاکر اور عزم و عمل کے پیکر بن کر نکلے وہ صحیح معنیٰ میں سلفِ صالحین کے وارث، تقویٰ و طہارت میں ممتاز اور جامعِ فضل و کمالات تھے

بعد کے دور میں آنے والے فرزندانِ دارالعلوم کا مقام بھی اگرچہ بلند ہے لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے اور پھر انھیں صاحبِ علم و فضل ہونے کے باوجود وہ ہمہ جہتی اور بلند مرتبہ حاصل نہیں جو ابتدائی حضرات کو حاصل رہا ہے یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

۲۹ سالہ دورِ اوّل کی عظیم شخصیتیں

حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ سہارنپوری مؤلف بذل المجہود شرح ابوداؤد شریف،

شیخ المشائخ حضرت علامہ مفتی عزیز الرحمٰن (مفتی اعظم اول دار العلوم)
خلیفہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مہتمم دار العلوم)
حضرت مولانا حکیم فخر الحسن صاحبؒ گنگوہی مؤلف التعلیق المحمود
حاشیہ ابوداؤد شریف)
حضرت مولانا سید احمد حسن صاحبؒ امروہی
حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ دیوبندی (شیخ الہند)
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ تھانوی
حضرت مولانا شیخ محمد تھانویؒ (استاذ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)
حضرت مولانا عبد العلی صاحبؒ سابق صدر مدرس مدرسہ عبد الرب دہلی
حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب امروہی شیخ التفسیر مدرسہ جامعہ اسلامیہ امروہہ
حضرت مولانا عبد المومن صاحب دیوبندی (استاذ حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ)
مفسر قرآن حضرت مولانا ثناء اللہ صاحبؒ امرتسری
حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سابق مہتمم دار العلوم دیوبند
حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند
(والد ماجد حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ
حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ دہلوی سابق مفتی اعظم ہند
حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری (سابق ناظم تعلیمات دار العلوم)
مؤخر الذکر جن کو حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ سے شرف بیعت
حاصل تھا اور وہ اعلیٰ پایہ کے مشہور مناظر تھے۔